TEXT FLY WITHIN THE
BOOK ONLY

TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222710

UNIVERSAL LIBRARY

شایسته پاسخ

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. U1497

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

دو ثمر پیش رس دو حصہ نظم آرائی حلاوت آگین مطرب رود ...

یعنی دیوان دوم موسوم بہ

شایستہ نیاز

ہم قافیہ و ہم بحر غزلیات حضرت ناسخ

کرشمہ خیال شاعر فلک ... منشی ... چند صاحب تخلص ... چندر ... دہندہ لفرمائش مصنف

مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تحریر حمد و ثنا پروردگار سے قلم قاصر البیان ہے ایک حرف بھی اوسکے دفتر سے نہ لکھ سکے کہ مقطوع اللسان ہے وہ خالق زمین و آسمان کا ہے رازق وحوش و طیور و انسان کا ہے اوسکی بارگاہ کا وہ عالی شان ایوان ہے کہ جسکا ادنی ہما گوشہ لامکان ہے چرخ کو مثل چرخ پھرایا کوہ کو زمین پر ٹھہرایا عشق پیچان اوسکی پیچ غم مین گرفتار ہے نرگس غم سے بیخواب و بیمار ہے لالہ داغ غم سے جلتا ہے گل سوسن سوز جگر رکھتا ہے گل خورشید آئینہ نما ہے عروسان چمن کا رونما ہے انار کا دردِ دل سے جگر صد پارہ ہے جوش غم سے بہزار چشم گریان فوارہ ہے چشم گل کو اوسکے دید کی نگرانی ہے بلبل کا آتش غم سے جگر پانی ہے خاک کو ہوا سے پریشانی ہے آب جو و وادی کی جست جو مین روانی ہے آگے کچھ حال تحریر ہے مختصر تقریر ہے مین حقیر ہرچند ولد رای سنگہ قانونگوی قصبہ سردہنہ ضلع میرٹھہ مین رہتا ہون اور تخلص اپنا بلفظ ہرچند رکھتا ہون بابت ۱۲۶۳ھ مین دیوان سوم موسومہ بہارستان سخن کہ اوسمین غزلیات ناسخ اور آتش او رآباد کی درج ہین دیکھنے مین آیا تھا تو مینے بھی بجواب غزلیات ناسخ ایک دیوان سوم موسومہ چار چمن بنایا تھا مگر جو آتش و آباد نے غزل کہی تھین اونمین بالکل ہر ایک شعر مین رعایت قافیہ بموجب اشعار ناسخ کے نہین کہی تھی بطور خود دہرا اشعار کا جو قافیہ چاہا رکھا اور مینے بھی اونکے ہی طریقہ پر وہ دیوان بنایا تھا نہ مقدار غزلیات نہ تعداد اشعار کی مطابق تھی اور نہ رعایت قافیہ جملہ اشعار کی مطابق اشعار ناسخ کے تھی اب سنہ ۱۲۶۹ھ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۸۶ ہجری کے پھر از سر نو ترمیم و تبدیل اشعارات غزلیات کا کیا گیا بقدر چہارم کے مطلع جات

اور مقطع جات اور درمیانی اشعارات غزلون کے جدید بنائے گئے اور جن جن اشعارات سے
قافیہ بموجب اشعار ناسخ صاحب کے تھے وہ بدستور قائم رکھے گئے اب جملہ غزلیات و نیز تعداد
اشعار غزلیات اس دیوان کی برعایت قوافی بموجب غزلیات ناسخ صاحب کے ہین اور
اب اس دیوان کا نام اس لیے **شایستۂ ناسخ** رکھا ہے کہ اسمین جو غزلیات **ناسخ** کا
برعایت قافیہ ہر ایک شعر کے لکھا ہے ہر ایک صفحہ کے ایک جانب مین غزلیات ناسخ کے
لکھے ہین اور دوسری جانب اوسکے محاذی مینے غزلیات اپنی درج کیے ہین تاکہ خوانندگان کو بادی النظر
مین ہر ایک شعر کا قافیہ اور مضمون ہر دو مصنفان کا معلوم ہو جاوے اور لطف سخن اور
طرز گفتار جلد سمجھ مین سما جاوے اور زور طبیعت اور حسن لیاقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قافیہ
کے اشعار دو شاعر جب تصنیف کرتے ہین اور جو قافیہ اشعارات کے بطور خود رکھے جاوین
اوس طریقہ کی غزل کہنی سہل ہوتی ہے اس امر کا لحاظ اہل سخن فرماوینگے اور داد دہی مین
حق انصاف سے درگذر نکرینگے اونسے بہر حال امید لطف فروشی اور سہو و خطا کو
چشمداشت چشم پوشی کی ہے سابق کے دیوان مین [illegible] غزل اور [illegible] ابیات تھی اب
اس دیوان مین بعد ترمیم و تبدیل حسب مطابقت غزلیات اور ابیات ناسخ صاحب کے [illegible] غزل
اور [illegible] ابیات اور چار بیت تواریخ کی جملہ [illegible] ہین اگرچہ مجکو جواب نویسی کی طاقت اور لیاقت
نہ تھی مگر بوالہوسی شوق دل نے مبادرت کی دیوان مجموعی موسومہ بہارستان سخن مین صرف
چودہ ردیف کی غزلیات مندرج تھین سوا اوسکے مطابق غزلیات کہی گئین جس صاحب نے وہ مجموعہ
غزلیات ناسخ کا انتخاب کیا تھا مناسب تھا کہ دیوان ہای ناسخ صاحب سے ہر ردیف کی غزلین انتخاب
کرکے مندرج کردیتے اوس حالت مین اور زیادہ تر لطف ہو جاتا کلام ناسخ صاحب کا گوہر آبدار ہے
اونکے سامنے میرا سخن خرمہرہ بیمقدار ہے تو پھر میرے دیوان کا کون خریدار ہوا اور کیا گرمی بازار
مگر مینے بھی ہزارون تیشۂ فکر کوہ دل پر لگائے ہین جب لعل خوشرنگ مضامین و معانی کے ہاتھ
آئے ہین جوہریان بازار سخندانی اونکی قدر و قیمت سمجھینگے اور شوق دل لیے اس گوہر دریای سخن کی خریداری کرینگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلیات ۵۰ — ردیف الف ہمزا — ابیات ۷۷۸

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین رکھتے ہین
دل پر داغ کو کیونکر ہے اُنس اوس زلف پیچان کا

کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا

شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتے ہین
بنا ہے کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا

شفق سمجھا ہے اوسکو ایک عالم اے بیدردی
فلک کو گر بگولا جائیگا خاک شہیدان کا

سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے
کیا دیوار کے رخنون نے یان عالم چراغان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

۲۰ ہوا ہے تار تار اے دل لباس صبر ہجران کا
نہو تار رگ جان سے رفو چاک گریبان کا

نکلتا سینہ سے دود جگر ہے پیچ کھا کھا کر
ہے دلمین دھیان آتش رو کے جب سے زلف پیچان کا

ہوا کی اوج رکھتی ہے یہ سرگردانی وحشت
فلک بھی اک بگولا ہے مرے خاک بیابان کا

ہمارے زخم دل پر خار موئے خط کھٹکتی ہین
بنا ہے نشتر جراح سبزہ اس گلستان کا

چمن مین کھائی کیا تیغ ادا اوس شوخ گل کی ہے
گل لالہ نے جو خونین کفن پہنا شہیدان کا

ہے لو مین شمع رکی رات دن سوز جگر ہمکو
ہوا ہر داغ دل پروانہ اوس سر چراغان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی آنکھوں میں سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جسکے داماں کا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے ابر و باران میں
تصور چاہیے رونے میں اوسکے روئے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

نظر آتا نہیں مرہم لگائے کس جگہہ کوئی
دہانِ یار گویا منہ ہے میرے زخم پنہان کا

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اوس پریرو نے
گمان ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا

میرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
یقین ہر رخنہ دیوار پر ہے چشم حیران کا

جنون میں ہجر کی شب ہاتھہ دوڑاتا ہے جب اپنا
کیا ہے چاک تا جیب سحر اپنے گریبان کا

جو سرخی آتی ہے عکس شفق سے بھی قمر رخ کے
حسد سے رنگ ہوتا ہے مبدل چرخ گردان کا

صریر کلک کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہیں
یقین اعدا کو ہے میرے قلمدان نیستان کا

کسی سے دل نہ اٹکا وحشت سرا میں مینے اٹکایا
نہ اولجھا خار سے دامن کبھی سیر بیابان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

روا ہی ابر اک پردہ ہے چشم زار کا میرے
بہے دریا نچوڑوں آب گر مژگان کے داماں کا

لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشان باقی
تصور ہے اوسی ابرو کمان کے روئے خندان کا

سواد مردمک سے روکا جب آنکھوں میں دھیان آئے
شب تیرہ سے بھی تیرہ ہو عالم روز ہجران کا

خیال حسن سیمین تن جو اپنے دل میں رکھتے ہیں
کیا داغ جگر سے بھی طلسم اس گنج پنہان کا

بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن روشنائی سے
لگا میل قلم میں ہے گویا سرما سلیمان کا

جو دیکھا دل نے اوسکو ہو گیا سو جانے حیرت میں
بنا کیا حلقۂ در اوسکا حلقہ چشم حیران کا

گریبان چاک کرتی ہے سحر فرقت میں رو رو کے
نہو تار خط خور سے رفو چاک گریبان کا

بنا مہ رو کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے
جھکا سوئے زمین سجدہ کو سر جو چرخ گردان کا

میرے شیرین دہن کی نے لب شیرین پہ گر پہونچے
عجب کیا شیرین مثل نیشکر ہو نئے نیستان کا

جو گلگون کی سواری پر مرا رشک چمن آئے
تو رشک سے کو گل ہووے غبار اپنے بیابان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تباہی کا ہے اندیشہ جہاز اہل دنیا کو
نہیں ہے کشتیِ درویش کو کچھ خوف طوفان کا

بس ان مردان حق ہونگا خاک بن کر بام گردون پر
بجائے نردبان مجکو بگولا ہے بیابان کا

شب فرقت جلاتا ہے یہ اسباب طرب مجکو
کہ کار برق کرجاتا ہے پرتو ماہ تابان کا

تہ شمشیر قاتل کسقدر بشاش تھا ناسخ
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روے خندان کا

١٨ کوئی مضمون اگر لکھتا مین اس حال پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اجزاے دیوان کا

تصور مجکو ہے بیت الحزن مین کوچے جانان کا
جہنم مین خیال آیا ہے گویا باغ رضوان کا

بنائے عالم ایجاد ہے برباد نظرون مین
فلک کہتے ہین جسکو اک بگولا ہے بیابان کا

ترا کوچہ جو ہے فردوس تو نہرین بھی لازم ہین
ضرور رستا ہے یہان ہونا ہماری چشم گریان کا

نہین کہتی ہین مسجد مین جبین سا تیرے کوچے کی
خم محراب پر اونکو یقین ہے تیغ بران کا

بہانا کچھ نہین ہر حسد درکار حاسد کو
بھلا کہیے کیا کیا تھا گنہ آدم نے شیطان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سدا امین ہین ہر جا لی رتبہ بحر گردون مین
نہ ماہ نو کی کشتی کو خطر ہو نوح کے طوفان کا

تو کیون جذب رطوبت آب اشکو نسے نہو بارش
بنا ہے ابر کی صورت غبار اپنے بیابان کا

جو اوس خورشید رو کے حسن کا جلوہ نظر آئے
نہ کیونکر رشک سے ہو جائے منہ فق صبح تابان کا

جو ہرچند اوس گل تر کی بہار حسن کو دیکھے
فسردہ دل جو غنچہ غم سے ہو گلہاے خندان کا

جو لکھتا حال سودا سے زلف پریشان کا
تو ہوتا سلسلہ سطرون سے پیدا پاے دیوان کا

تصور دل مین رکھتا ہون گل رخسار جانان کا
سدا پیش نظر رہتا ہے جلوہ باغ رضوان کا

رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

مصور گر قلم اپنا بنائے ابر کی رگ سے
تو نقشہ کھینچ سکے تو بھی نہ میری چشم گریان کا

اگر جوہر شرار آہ سوزان سے مرے ہوتا
جلاتا مثل شعلہ آب تیری تیغ بران کا

جناب حق کے راندہ کو ملے دنیا مین کب عزت
کہ بدنامی سے ہی مشہور ہر جا نام شیطان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ عشق ایسی بلائے بد ہے جسکے نام کی دو لکٹ
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا

نکلیو چھا جاے تیرے سامنے زردی مرے منہ پر
طلائی خاک کو کرتا ہے پرتو مہر تابان کا

وہ ہون مین شاعر معجز بیان جو نور معنی سے
ید بیضا ہوا ہر ایک صفحہ میرے دیوان کا

خیال گیسوئے پیچان مین دود نالۂ دل سے
کیا روئے ہوا کو مینے تختہ سنبلستان کا

تصور نے رکھا زندان مین بھی فارغ مجھے غم سے
سمان ہے خانۂ زنجیر مین بھی بزم جانان کا

سفر ہمنے کیا یاد لب جانان مین دنیا سے
چراغ اپنے لحد پر چاہیے لعل بدخشان کا

جو ہون اہل تعلق اونسے بھی قطع تعلق کر
کٹا دے اپنا سر گردھیان آئے تجکو سامان کا

وہی دل زندۂ جاوید ہے جو پھنس گیا اوسمین
کہ دام زلف کا چشمہ ہے چشمہ آب حیوان کا

اثر بعد از فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے
ہوا ہر خاک مین انداز ہے دود پریشان کا

ہم اپنے ہی گرانباری سے ہین محبوس زندان مین
نہین کچھ نالۂ زنجیر کو خطرہ نگہبان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

چہ غبغب سے بنتا ہے اگرچہ آب حیوان یہ
ولے شیرین نہوگا زہر مار زلف پیچان کا

نہین زنہار یان کچھ مشعل مہتاب کی حاجت
چراغ خانۂ دل ہے خیال اوس روئے تابان کا

کہون کیونکر نہ سپھر مین اس ہلال چرخ کو مصرع
بنا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا

جو بالائے رخ گلگون اشکنا زلف کا دیکھا
تو سمجھا تختۂ گل مین بھی جلوہ سنبلستان کا

خط ریحان نے بھی خط غلامی لکھ دیا اوسکو
خط مشکین سے جب زیبا ہوا رخسار جانان کا

حنائے یار کی رنگین ادا گر لوح تربت پر
عجب کیا عکس سے روکش ہو وہ لعل بدخشان کا

مین سودا رکھتا ہون سبع جان سے تیری زلف کا سر مین
دل شوریدہ سر خواہان نہ یکسر اور سامان کا

جو دیکھی مانگ سر دریائے خوبی کی تو یہ سمجھا
ہوا چشمہ روان ظلمات مین کیا آب حیوان کا

پریشان کر دیا ہے دلکو یان تک یاد کاکل نے
کہ دود آہ مین انداز ہے زلف پریشان کا

نہ کیون چاہ زنخدان کا ترے بوسہ کی حاجت سے
دل تشنہ نہ اندیشہ رکھے خال نگہبان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے تجکو جو اوسنے یک نظر دیکھا
ہوا ہے دیدۂ یوسف مین عالم چاہ کنعان کا
نظر آتا ہے چشمہ حسن کا نے فیض اے ناسخ
کسیکو بھی ملا پانی نہ اوس چاہ زنخدان کا

۱۲

ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کے بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا
اوس چاند کے مکھڑے کے تصور مین ہے ٹکڑے
کپڑا ہے مقرر ترے کرتے مین کتان کا
پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی
گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا
گو فصل بہار آئی نہ آیا وہین وہ گل
جھوکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا
بے حیدر صف شکن جان چلی تیر کے مانند
میرے بدن زار مین ہے طور کمان کا
شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
چھوٹا ہے میرے منہ مین لعاب اوسکے دہان کا
محروم جو رکھتا اوسے منظور ہے میرا
کہتا ہے ظرافت سے کہ لے بوسہ دہان کا
ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھین گے مگر ہان
عیسے سے مداوا ہو مرے درد نہان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

وفور مہر سے مثل زلیخا مشتری خور ہو
جو دیکھے جلوۂ دیدار میرے ماہ کنعان کا
تصور سے ہے ہرچند مثل آتش جی کا جل جانا
ہوا کیا آب آتشگون تیرے چاہ زنخدان کا

۱۲

دیکھو یہ اثر دست حنائی کے بیان کا
چون رنگ گل مہندی ہوا رنگ زبان کا
آتی ہے کسے دوستو خوش صحبت دشمن
مہتاب کے دیکھے سے جگر شق ہو کتان کا
یک رنگ کی رنگت نہین عجز شتر رنگ ہے ہر رنگ
سو رنگ بدلتا ہے یہ نیرنگ جہان کا
اے بلبلو وہ باغ نہ دیکھا کبھی ہمنے
پہونچا نہ جسے کچھ ہو ضرر باد خزان کا
زنہار نہ کج باز کو ہو راست شعاری
سیدھا کہان قد ہوتا ہے خمدار کمان کا
ہوجائین نہ کس طور سے لب بند قلم کے
تحریر کرے وصف جو تنگی دہان کا
کانون سے تو سن پڑتی ہے موہوم سی آواز
آنکھون نے جو دیکھا نہ پتا پایا دہان کا
جراح نہ ٹانکون سے تھمے خون کی ریزش
ناسور صفت بہتا رہے زخم نہان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

لشکر کی صفین ہونگی جنازے کی ہمارے
اک روز نہین نام ونشان نام ونشان کا
ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا
سلوائے مرے سینہ کے کیون زخم نہ قاتل
ان راہون سے میرا دل بسمل اوسے جھانکا
یون ہو کے سبکدوش جو چلنے کو ہو طیار
کچھ تو کہو ناسخ کہ ارادہ ہے کہان کا

جب سے گلدم اوسنے دیکھا ہے مرے صیاد کا
ہوش بلبل مین ہے عالم نکہت برباد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ چہرہ کی بہار
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا
قید ہوتے ہی ہوا فارغ مین قید زیست سے
کام نکلا ہے جنون حداد سے جلاد کا
کیون نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع
یعنی ہے والد کو لازم کھوئے عیب اولاد کا
سب سے ہے طرز وفا اک مجھ سے انداز جفا
کس سے جا کر مین کرون شکوہ تری بیداد کا
قلقل مینا سے یاد آتے ہین مجکو چار قل
ہوش بد مستی مین رہتا ہے خدا کی یاد کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

لگ جائین ٹھکانے جو ملے اوسکا ٹھکانا
معلوم ٹھکانا نہو نے نام ونشان کا
مسجد مین ہمین جانے کا کچھ کام نہین ہے
ہے زاہد انالہ مین مرے شور اذان کا
کیون جان کماندار پہ قربان نکرے دل
سوراخ سے تیرون کے کماندار کو جھانکا
کس کام کو یہان آئے تھے ہرچند کیا کیا
اور یہان سے بھی چلنے کا ارادہ ہے کہان کا

۱۵ کیا ستم بیٹھا ہے آب اس خنجر صیاد کا
آگ ہو ہونے کو خرمن جان کے برباد کا
گر سنے اس مرغ دل کے نالۂ جانکاہ کو
دم مین ہو ٹکڑے کلیجا بیضۂ فولاد کا
پیر گردون قتل کرتا ہے جوانان پیر کو
ماہ نو کو پھر کہون خنجر نہ کیون جلاد کا
فرقت یوسف مین جو کثرت سے رویا رات دن
اندھا یعقوب ہو گیا غم تھا اوسے اولاد کا
پیر گردون ہو گیا ہے ابر سے پنبہ بگوش
کب سنے اے ماہرو شکوہ ترے بیداد کا
ہچکیان لیتے ہی لیتے دم مین جا دم نکل
ہونٹون تک دم لایا ہے ہمدم کے عالم یاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بانگِ ناقوس برہمن سے بتون کو عشق ہے
کیون ہوا میرا صنم مانع مری فریاد کا
ہے وہ دل ویران نہین جسمین فروغِ داغِ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانۂ آباد کا
عہد طفلی مین اسیرِ عشق مین مجنون ہوا
خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے اوستاد کا
ذبح وہ کرتا تو ہے پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا
جلوۂ شمشاد جو دیکھا قدِ دلدار نے
عشق مین گرکر وہین شانہ بنا شمشاد کا
تیشہ مین دستہ لگا تھا چوب صندل کا مگر
لگتے ہی اوسکے فنا تھا درد سر فرہاد کا
نالۂ ناقوس سمجھو لے بتو اسکو نہ تم
تھرتھراوے کعبہ کو صدمہ مرے فریاد کا
فصل گل آنے نہین پائی کہ تو یاد آگیا
سائے جنون دیوانہ ہون مین اپنے دلکی یاد کا
کر خرام ایسا کہ ہوئی پامال ناز اہل نظر
جیسے دل آواز اعمائے مادرزاد کا
۲۰ سرو عاشق ہوگیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

دھیان مین اوس عالم تصویر کی تصویر ہون
صورت تصویر سے نکلے نہ غل فریاد کا
موج کرتے گندم دریا مین ہے قصر حباب
دھیان بربادی رکھے وہ خانۂ آباد کا
زلف کے مصرعہ کے معنی کیا کہے ہے پیچدار
دست عاجز موشگافی کو ہوا اوستاد کا
آہوے دل ہاتھ سے صیاد کے جانے نہو
پنجۂ شیر اجل پنجہ بنا صیاد کا
کیا مدرس مکتب گلشن مین ہے اوستاد عشق
یاد قمری کو سبق ہے مصرعۂ شمشاد کا
کوہ کو تیزی سے کھودا پر نہ نکلی جوئے شیر
آخرش کو کند تیشہ ہوگیا فرہاد کا
درد دل لکھتے قلم رو یا زبان بند ہو گئی
سرمۂ سیاہی ہوا مانع اوسی فریاد کا
شور نالہ کا لگا ہے جسکے محمل مین جرس
کاروان دل کہے یان شغل تیری یاد کا
گر وہ حسن دلربائے یار کا شہرہ سنے
دید کو دل جائے ہرچند کور مادرزاد کا
آب جو مین عکس ہے جو اوس قد شمشاد کا
ہر لب موجون سے نکلا غل مبارکباد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ تا کھچے پر الف
ڈھنیر بھی ہو سرو کے سایہ مین مجھ آزاد کا
دیکھکر تیغ ہوا کو کہتے ہین غنچے بت مین ہم
بوریا اوڑتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
عشق دلمین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
ان چراغون سے نشان ہے خانۂ آباد کا
جاے قاصد و پری بھیجے اگر پیک صبا
تو تیا ملجاے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہے جو مرے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہے مو قلم بہزاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتے ہین اگر اعدا بھی ظلم
شبہہ ہوتا ہے اوسی محبوب کے بیداد کا
کوے جانان سے نکلجاے کہین وحشت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے حداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پری زاد آپ کو
جب سے آشوب جہان ہے حسن آدمزاد کا
چاک ہین دلجوش قد کے رشک قد یار سے
جاے دل گویا بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

رو دے بحر آب پر دائم رہے پائے حباب
سر بسر عالی ہے رتبہ مردم آزاد کا
خاک تربت ہو گئی برباد دست باد سے
کب نشان پائے کوئی اس خانۂ برباد کا
شعلہ رو کا دھیان ہے آنکھون مین دیکھو اوسے
ہے چلانا بد نظر اس خانۂ آباد کا
کر نہ تو برباد خاک قبر میری اے ہوا
اور خرابا کیون کرے ہے خانۂ برباد کا
گرچہ ہے باچہر گردون پر نہین ہے دلمین قہر
ہے ستم اہل زمین پر اس ستم ایجاد کا
کب مصور سے کھچے کچھ نقشہ ہے مو میان
بال عنقا گر بنے مو خامہ بہزاد کا
ہے مدرس قصہ جور و ستم کا درد دل
مکتب سینہ مین پڑھتا ہے سبق بیداد کا
خنجر ابرو ہی شعلہ رو سدا پر آب ہے
سان کی حاجت نہین ہے کام کیا حداد کا
صحبت ناجنس سے باہم نہووے اختلاط
کب پسند آئے پری کو وصل آدمزاد کا
ہو صریر خامہ نقاش قمری کی نوا
کھینچے نقشہ گر مرے اوس غیرت شمشاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا

رہگذر ہے راہگیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا

عاشق جانباز کا ضایع نہین ہوتا ہے خون
خسرو وشیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیر عشق کے
خار بھی ہر رگ گل نشتر فصاد کا

جملے بے خود مجھے سمجھون تماشا عاشق او سے
خودفراموشی نشان ہے یار تیری یاد کا

باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا

رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا

تونے جو پائی نیابی اے بت شیرین دہن
آبخورے مین ہے عالم کوزۂ قناد کا

کونسی طرز سخن ہے جو اسے آتی نہین
کیون نہو شاگرد ہے ناسخ ہر اک اوستاد کا

ماجرا ہر بحر مین ہے چشم دریا بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا

غزلیات تصنیف گرچند سر دھنی

اے برہمن جب سے مجکو ہو گیا عشق بتان
صورت ناقوس ہے نالہ دل ناشاد کا

بلبلون کو ہو گیا شوق اسیری خودبخود
کیا رگ گل سے بنا ہے دام اوس صیاد کا

کوہکن نے خون کیا تھا تیشہ سر مین مار کر
لالۂ کہسار مین ہے رنگ خون فرہاد کا

گرمئی سوز درون کو فصد کی حاجت نہین
ناخن دست جنون ہی نیشتر فصاد کا

بھولا ہون عیش وطرب یکبارگی تو جب سے گیا
دمبدم رہتا ہے دلمین دھیان تیری یاد کا

شوخی رفتار دیکھی اوس پری کی قمری
مضطرب جو برلب جو سایہ ہے شمشاد کا

مرغ دل کب مرغ آتش خوار ہے آتش زبان ہے
چھوے جس دم ہات جلجائے نکیون صیاد کا

اوس لب شیرین کے منہ سے کیون نکلین شیرین بات
ہے دہن اوسکا جو رشک کوزۂ قناد کا

اوسنے اوستاد ونکی پائی ہین جو تعلیم و صلاح
کیون نہ اب خامہ کو ہرچند فخر ہو اوستاد کا

۱۳
حال لکھون شمع و کے سوز آتش یار کا
شمع سان ہو جاکے روشن مصرع ہر اشعار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کردیا موقوف خط نے جو زلف یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عالمون نے اوس پہ آسیب پری ثابت کیا
پڑگیا جس شخص پر سایہ تیری دیوار کا
اتنی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی
لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائے ہجر سے
ڈھونڈیے تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان
آبلے کی شکل اوسمین مجھہ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہے منظور طبع
خاک پر گرتا نہین سایہ میری دیوار کا
رات بھر ایک ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ
تھا تصور دلمین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رمنے سے جو نکلا اے پری مجنون ہوا
داغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
نکتہ چین چنتا ہے تنکے دیکھکر دیوان مرا
نقش افسون گر ہر اک بنتا ہے اس گلزار کا
جھولتی ہے عرش مین تلوار اوس قاتل کی آج
ہے تصور دلمین کس کی ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد تخلص

چشم تر مین دھیان ہے گیسوے پر خم یار کا
تیرتا تالاب مین منظر اژدہری مار کا
دیو و جن پر گر پڑے دیوانے ہون اور وحش بھی
سایۂ آسیب ہے سایہ تیری دیوار کا
خفتہ بختی سے نہ دیکھا اب تلک آئینہ رد
عالم آئینہ ہے گو دیدۂ بیدار کا
روے زیبا کے نہین ہے حلقۂ کاکل مین خال
من دہن مین لے رہا ہے مار زلف یار کا
ہے نہ ہم بستر وہ گلرو بیکلی دل کو ہوئی
ہے گلون کی سیج مین عالم رگون سے خار کا
کاخ خوبی کا یہ دیکھا نقشۂ تصویر حسن
چشم حیرت مین گیا روزن ہر اک دیوار کا
دور سے ہم تاکتے ہردم مین یار آئے نہ پاس
چشم کو ہے دوربین روزن تری دیوار کا
مصر کی بازار مین یوسف زلیخا نے لیا
جانتا لیتی اگر سودا میرے بازار کا
جون گل نرگس کھلی رکھتا ہون چشم انتظار
شوق نظارہ ہے حسن غیرت گلزار کا
ریشۂ خامہ مین جوہر کاٹ کا جون تیغ ہو
وصف لکھون قاتلا گر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دور سے دیکھی دکھائی روشنی جاے سواد
یاد رکھ قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا
مانع صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین
دل دکھا دیتا ہے سرا ٹوٹ جانا خار کا
وصف اک مطرب پسر کا کہتے ہین ناسخ ہم
اب قلم پر ہے گمان منقار موسیقار کا
۳۱ کم نہین مار سیہ سے زہر زلف یار کا
کان کا موتی ہوا چھالا دہان مار کا
گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا
ہر کلی پر بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا
اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا
مار پیچان بن گیا جو پیچ ہے دستار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا
چہرہ پر نقشہ ہے تیرے روزن دیوار کا
نکلے کیا ارمان ہوس محبوب کے دیدار کا
بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا
ہے تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا
اب کی جاڑے یون بسر کرتا ہون کوچے یار مین
خاک کا بستر ہے کمبل سایۂ دیوار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سنگھ دہلوی

دیکھتے ہی کیون نہ چڑھ جاے دل پیچان پہ سیر
مار سے کمتر نہین دنبالہ چشم یار کا
ہے کھٹک خار غم گل رو کی دل پر بعد مرگ
سبزۂ تربت مین بھی عالم رہے گا خار کا
کیون نہو ہرچند وہ مانند نے نغمہ سرا
صوت خامہ سے اگر لون کام موسیقار کا
دل کے ڈسنے پر جو جان جاے گلہ کب مار کا
مو بمو جو زلف پیچان مین ہے عالم مار کا
زخمی ہون تیغ نگاہ سبز خط یار کا
زخم کو بھر دے گا پھاہا مرہم زنگار کا
دل ڈسے سے تھا مار بن کر پیچ زلف یار کا
بن گیا اور مثل اژدر پیچ بھی دستار کا
اک پلک سوتا نہین ہے دیدۂ بیدار کا
تاکتا رہتا ہے ہر دم روزن دیوار کا
دیکھتے ہین دل مین جلوہ یار کے دیدار کا
دوربین ہے دیکھنا اس دیدۂ بیدار کا
کاٹ کا جوہر کہون کیا ابروے خمدار کا
پھیر دے اک دم مین رخ فولاد کی تلوار کا
گر اجازت دے تو اے مسند نشین حسن و ناز
پشت کا اپنے کرون تکیہ تری دیوار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گھل گیا ہون پر نظر بازی آنکھون مین پری
جسم مین عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اوتر جاتا ہے اکثر اے پری
پر اوترتا ہے نہین سایہ تری دیوار کا
اسقدر بیماری فرقت سے ہون مین ناتوان
اوٹھہ نہین سکتا عصا اب گیسن بیمار کا
رنج صحرائے جنون ایسی گوارا ہوگئی
شکوہ تلوون کو نہین مانند ماہی خار کا
شیشہ سے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت
تونے دل توڑا ہے ساقی کیا کسی میخوار کا
قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا
تیری مسجد مین بھٹک کر آرہے ہم مے پرست
زاہدا رستہ بتا دے خانۂ خمار کا
خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ ظالم ایک سا ہے
ہاتھہ اوٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبہ عاشق ہے مقرر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد عفی

ہوگیا ہر استخوان ہے جسم تار عنکبوت
ناتوانی سے یہ عالم ہے تن بیمار کا
جائے گر کوئی تو کیا ہے پر رشک گل کے گھر
پھاندنے اوسکو نہ دون خار ہون سر دیوار کا
اے مسیحا ایکدم کو آ و گرنہ جائے دم
دم لبون پر آگیا ہے اب ترے بیمار کا
گشت صحرا مین بھی رنگ لاتا ہے تیز رنگ جنون
خون کف پا سے گل رنگین ہے منہہ ہر خار کا
سرد آہون کا اثر ہے لخت دل گر کھائے دو
سرد ہوجائے کلیجا مرغ آتش خوار کا
شور محشر جانکر مردے جگین سوتے ہوئے
صور اسرافیل ہے زنجیر کی جھنکار کا
ہو سلیمان کے نہ کچھہ تعویذ و گنڈہ کا اثر
اے پری آسیب ہو کر سایۂ دیوار کا
جب سے مست ناز کی ہے گونی تاکی چشم
چشم کا خانہ ہوا ہے خانۂ خمار کا
کر دیا دست جنون گلبدن نے ریش دل
کاوش ناخن کو بھی رتبہ ملا ہے خار کا
سر قلم کا سر بسر کیون نہ ہو جائے قلم
وصف لکھون گر مین تیغ ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پر چاہیے طرہ تری تلوار کا
یہ مثل سچ ہے جو جاگے کا سو پاوے گا دلا
بخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا
ہو نہ برہم تجھکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بند موٹھ کسنے کیا ہے مردم بازار کا
کون ہے کافر جو تیرا محو نظارہ نہین
بن گیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا
میری آنکھین جلتی ہین دم بھر نہین جو دیکھتا
کیا اثر اولٹا ہے تیرے شعلۂ رخسار کا
جوہری بازار کا تو نام ہے گنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہے مشک کے بازار کا
دوڑتے ہین دیکھنے والون کے دل بے اختیار
ہے غضب انداز وہ کافر تیری رفتار کا
عجز سے عیسے کو بھی لکنت ہو موسی کی طرح
اے صنم اعجاز ہے ایسا تیری گفتار کا
زہر ہمکو ہو گئی ہے ہجر ساقی مین شراب
شیشۂ مے اک پھپھولا ہے دہان مار کا
پلکین اپنی رنگ گئے ہین آنکھین مین داغ جنون
ہے سراپا اے صنم طالب تیرے دیدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

زخم دامن دار سے پردہ تن عریان کو ہو
جادر آب رواں کیا آب سے ہے تلوار کا
رات بھر جاگے کسی مہ رو کا رکھے شوق دید
ماہ نے انداز سیکھا دیدۂ بیدار کا
قبہ کو دیکھا گوندھا جب جعد سر مین یار کے
کوڑیالا سانپ سمجھا حسن کے بازار کا
ہو گیا دیوانہ دل دیکھا جو طفل برہمن
طوق گردن بن گیا حلقہ مجھے زنار کا
سربسر پھر کیون نہ گرمی سے ہوا اسکو پیچ و تاب
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا
دیدیا بیعانہ مین ہے نقد جان و دل و دین
میرے بن لے کون سودا حسن کے بازار کا
کیا خرام یار کا ہے چشم گریان کو خیال
اشک ریزی مین ہے عالم گردش رفتار کا
شیرین سخنی مین جو طوطی ہم زبان ہو گیا ہے
اوسکا تیرے سامنے لب بند ہو گفتار کا
شب مہ مین ماہرو بن دیکھون کیا سوئے فلک
کہکشان مین بھی نظر آتا ہے عالم مار کا
چشم روزن کھل گئی تیر مژہ دل مین لگا
اے کمان ابرو فرامشتاق ہے دیدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیر بھی مجھ پہ نہین وہ بنگیا اپنے لیے
جانتا ہے بوسہ لے گا لب سوفار کا
سیے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے
پہلے لا جراح ڈورا یار کی تلوار کا
نطق کا بند اور ہے زاہد نہ میخوارون سے بحث
بے صدا ہو جائے گا گنبد تیرے دستار کا
بن گیا ہے دیدۂ آزار سے تار نگاہ
دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

۱۷ سر ار قیب گشتہ ہے ابروے یار کا
طعمہ ہوا ہے خون سنی ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہے رخ تابان یار کا
بس ہے یہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہے عکس مرے گلعذار کا
صاف آئینہ مین طور ہے صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہے کسی نے سوار کا
کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا
ابتک وہی ہین داغ فراق اپنے مستقل
ہم مر گئے نشان نہین جسم زار کا
مضمون چشم یار کی ہر دم ہے جستجو
شوق اندنون ہے مجکو ہرن کے شکار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
خون سے رنگین دیکھو اب تک ہے دہن فار کا
دیکھتے ہی دل نہ کیون کٹ جاوے اوسکے کاٹ سے
زیر ابرو خال کب جوہر ہے وہ تلوار کا
گر دل عشاق آئے پیچ مین کب ہو رہا
دام کے کب پیچ سے کم پیچ ہے دستار کا
آتش گل شعلہ افشان آب شبنم سے ہوئی
سو زہر چند کب بجھائے اشک چشم زار کا

۱۷ اے موت مارے خنجر ابروے یار کا
دم بند اسکے سامنے ہے ذوالفقار کا
آنا ہوا نہ اوس شمع رخسار یار کا
شب بھر چراغ جلتا رہا انتظار کا
دیکھے جو حسن گلگون مرے گلعذار کا
اوڑ جاے کیون نہ رنگ رخ نو بہار کا
جولان ہو اسپ گرم مرے اوس شہسوار کا
گردون پہ کہکشان سے ہو عالم غبار کا
تار نظر کے مثل نہ دکھتا ہے آنکھ سے
اک نام ہی رہ گیا ہے فقط جسم زار کا
وہ آہو چشم شیر دلون کو کرے ہے صید
فتراک تار نگہ سے رکھے شکار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گردون بے رنگ دود ہوا بے ثبات ہے
پاتا ہون ہر ستارے مین عالم شرار کا
رہتا ہے ہائے مجھ سے گریزان وہ رات دن
رکھون قرار نام مین اپنے قرار کا
برسات ہے پلائے گلرنگ ساقیا
ہندوستان مین ہے یہی موسم بہار کا
دشت جنون مین شام غریبی کو دیکھکر
آیا خیال مجکو ہے گیسوے یار کا
کاکل دکھائی دیتی ہین مانند اژدہا
کانوٹن مین صاف طور ہے دندان مار کا
شعلون نے صاف سرو چراغان بنادیا
اوٹھا جو گردباد ہمارے غبار کا
وحشت مین سمجھے ہے دشت نوردی کا اشتیاق
پھر خار خار ہے مرے تلوون کو خار کا
ستون ترقی اور تنزل ہے پیش و پس
جب نشا چڑھ چکا تو محل ہے اوتار کا
او محتسب سمجھ کے تو شیشون کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا
قوس قزح کو دیکھ کے ثابت یہ ہوگیا
کھینچا ہے نقشہ ابر نے ابرو سے یار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

جل جاتا دیکھتا جو غم سنگدل کا سوز
بے وجہ کب ہے سنگ مین چھپنا شرار کا
نبض جنون کی طرح سے ہر سطر ہو طپان
خامہ لکھے جو حال دل بیقرار کا
ہمرنگ اوسکے کب گل خورشید ہو سکے
خوشرنگ ہے اوسکا وہ گل حسن بہار کا
سایہ مین نور حسن کی دب جائے چاندنی
ہو وقت شب کے بام پہ جلوہ جو یار کا
دل مین جو دہیان کاکل اوس شعلہ خو کا ہے
دود جگر مین پیدا ہوا پیچ مار کا
بجھ جل کے خاک اوج دکھائی ہوا ہمین
پہونچے زمین سے چرخ پہ رتبہ غبار کا
تب ہجر گلبدن مین ہے وہ لاغری مجھے
ہر استخوان جسم مین عالم ہے خار کا
یون کب چڑھایا اوسنے کبھی ہمکو بام پر
پر بانون مین ہے طور چڑھاوا و اوتار کا
اے جان ہون تیرے عشق مین دل زار فتنہ خراب
آ دیکھ حال آنکھ سے مجھ خستہ و خوار کا
رکھتا ہے مجھسے دشمنی غیر دل کا دشمن
دشمن نکیون کہے نام رکھون یار و یار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سر پہ پیٹنے سے داغ جنون محو ہو گیا
ناسخ گل ہے چراغ یہ شبہاے تار کا

بحر ۹

نوجوانی مین ہوا عشق اوس بت گلفام کا ۱۳
عالم اپنے داغ دلمین ہے چراغ شام کا
خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گور مین بھی دھیان ہے ہمکو کسیکے بام کا
سبزۂ بیگانہ باغ حسن سے کرتا ہے دور
نام رکھا باغبان مینے ترے حجام کا
ہجر مین مے سے بجاے نشہ ہوتا ہے خمار
باعث دوران ہے دور میرے جام کا
کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا
گردش اوس کوچہ مین طوف کعبۂ مقصود ہے
خاک راہ یار مجکو جامہ ہے احرام کا
ہو گیا موقوف جیسے نامہ و پیغام یار
رات دن مین منتظر ہون موت کے پیغام کا
گر گوارا نیش اگر ہے نوش کا طالب دلا
بوسے کے مشتاق کو کچھ ڈر نہین دشنام کا
آرہی ہے تن پرستی حق پرستی کے عوض
رہگیا ہے گا دخواری سے نشان اسلام کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

ہرچند جبین پہ مہ رو کے کب قشقا ہے کھچا
گویا چراغ روشن ہے شبہاے تار کا

روز تیرہ ہے جو عشق ہے کاکل شب فام کا
ماہ روشن ہوسکے کب یان چراغ شام کا
صبح آسا کیون نہ روشن ہو شب دیجور ہجر
ہے چراغ داغ دل مہتاب اپنے بام کا
خط روے یار لکھا خامۂ تقدیر نے
ہے کہان محتاج یہ اصلاح دی حجام کا
عالم مستی مین ساقی میکدہ زندان ہوا
حلقۂ جولان بنا ہے دور چشم جام کا
گردش ایام کا دیکھا تھا گہوارہ مین طور
عہد طفلی ہی سے تھا سامان نہ کچھ آرام کا
جامۂ احرام کعبہ پہنون کب تا زندگی
ہو کفن مرنے پہ مجکو جامۂ احرام کا
قاصدا ہے گفتگو ہر دم خیال یار سے
شوق دل محتاج کیا ہے نامہ و پیغام کا
لذت بادام کا ہمکو ملے ہے ذائقہ
پستہ لب کی کیون نہ خواہشمند ہون دشنام کا
مصحف رخ دیکھکر ہندو مسلمان ہوگیا
ترک کر کر کفر کو ہے معتقد اسلام کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے کشتوں کی عزا میں ہے سیہ پوش آپ بھی
وہ خطِ شبرنگ بھی گویا ہے حاکم شام کا
اشتیاقِ چشمِ جاناں میں گئے ہیں جاں سے ہم
ہو چراغ اپنے لحد پر روغنِ بادام کا
ایفلک کب تک میں دیکھوں وہ وصل آتا نہیں
منتظر بیٹھا ہوں میں بھی گردشِ ایام کا
جوششِ مستی میں ناسخ مطلعِ ثانی پڑھوں
ساقیِ کوثر سے ہے مجکو سوال اک جام کا

۷
کوئی غارتگر نہیں دیوانوں کے اسباب کا
خانۂ زنجیر کو کچھ غم نہیں سیلاب کا
ساقیا لا جام مے در پیش ہے جنگ سخن
ہے بجا تیغِ زباں پر آج ہونا آب کا
خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے تری دروازہ کی محراب کا
ہے مری دیوانگی کا باعث اک دریای حُسن
سلسلہ تو موج کا ہو طوق ہو گرداب کا
بن گیا ہر روزنِ دیوار چشمِ انتظار
شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمدِ سیلاب کا
جس حسیں کو دیکھتا ہوں میں اُبل آتی ہیں اشک
میری آنکھوں میں ہے عالم معدنِ سیماب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

خانۂ دل کیوں نہو جائے منور مثلِ صبح
روے تاباں کا تصور ہے چراغِ شام کا
تیرے بادامی دوپٹہ کی ہوئی گریہ میں یاد
کیوں نہ اشکوں میں اثر ہو روغنِ بادام کا
راتدن دیوانگی سے گرچہ ہوں صحرانورد
لیک کچھ شاکی نہیں ہوں گردشِ ایام کا
ہوگیا ہرچند مے پی کر عیاں سب حالِ عشق
جامِ جم سے کم نہیں رتبہ ہمارے جام کا

۷
کچھ ضرر ہوتا نہیں مژگاں کے اسباب کا
آب آتشگوں ہے گرچہ اشک کے سیلاب کا
ابر جوہر مثلِ دریا موج زن ہوتا تلا
دی اگر خنجر کو آب اس دیدۂ پرآب کا
کرتی ہیں مژگاں سی سجدہ طاقِ ابرو کو تری
عین واجب ہے ادب کرنا خمِ محراب کا
خاک میں جذبِ رطوبت ہے عجب کیا بعد مرگ
گردبادوں سی ہو حلقہ بحر گرداب کا
منبعِ دریا ہے قطرہ دیدۂ تر کا مری
عالمِ طوفاں ہوا ہے جوش اس سیلاب کا
اس دلِ بیتاب کا ہے حال مضطر اسقدر
کانپتا ہے دیکھکر اب تک جگر سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مے کشی کرتا نہ بربادی تن خاکی کی ہو
خاک کو اوڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہے پر روشنی میری سینہ چانہ سی دور
بن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا

غفلت اہل جہان تر دامنی کی ہے دلیل
غالبہ ہوتا ہے رطوبت سی مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہین اونسی تعلق دور ہے
خار سی کیا اولجھی گوشہ چادر مہتاب کا

دیدہ قاتل دیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے
ہون بہت ممنون احسان خنجر بی آب کا

ملتی ہے عاشق کو لذت فرقت معشوق مین
اختیاری ہجر ہے ہے سرخاب سی سرخاب کا

کیا گداز دل مین ہو جاتی ہے جذب طبع کی
دیکھہ لو نیزے مین ہے محتاج آہن آب کا

ہون وہ گریان بعد مردن کے ملے میرا غبار
گردبادون پر یقین عالم کو ہو دولاب کا

عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے
مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا

عکس پڑتا ہے جو میرا آئینہ مین شتیر
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

تشنہ لب رہتا ہے ہر دم عاشقون کے خون کا
خنجر ابرو کو تیرے گو ہے عالم آب کا

پہنو وہ پیشواز کو آب روان کی کسطرح
بار ہو جس نازنین کو چادر مہتاب کا

آنکھہ جب سی لگ گئی سوئی نہین ہم اک پلک
دیدہ بیدار ہوئے آشنا کب خواب کا

تاب آئینہ نہین جو رونمائی کر سکے
حسن روئی یار ہے تروکش رخ مہتاب کا

روزنون سے چشم رکھتا ہے کھلی کرتا ہے سیر
ہوگیا فوارہ شیدا دیدہ پر آب کا

صاحب تاثیر ہوتا ہے فرومایہ کہان
ہمسر بال ہما ہووی نہ پر سرخاب کا

گوہر شاداب کا منہ سوز غم سی خشک ہے
کیا نظر آیا ہے عالم دیدہ پر آب کا

کیا ہوائے آہ پہونچی اس دل پر درد کی
بے سبب دوران سر ہوتا نہین دولاب کا

ماہ نو کو دیکھکر کیونکر کرین سجدہ نہ ہم
ابروے مہ رو کا اوس مین عالم ہے محراب کا

جسم تن کا درد غم جبسے ہوا پہلو نشین
بے قراری سے ہے سینہ معدن سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جور اعدا پر بھی کر سکتا نہیں ترک وطن
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقت احباب کا

۱۷

کوئی لکھتا ہوں اگر مضمون دل بیتاب کا
خط میں ہو جاتا ہے عالم ماہی بے آب کا
اوسنے جو پونچھا پسینا روے عالمتاب کا
بن گیا رومال گویا چادر مہتاب کا
جوش سے کیا میری آتی ہی شراب ناب کا
بن گیا خم ساقیا گویا کنواں سیماب کا
ہے یہی خورشید کا رتبہ حضور روے یار
سامنے خورشید کے رتبہ ہے جو مہتاب کا
نامۂ شرح جدائی یہ نہیں دستار میں
پر رکھے جاتا ہے پیک نامہ بر سرخاب کا
پانی پیتے ہیں جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے
قند کا کوزہ وہیں بن جا کوزہ آب کا
ہے تنزل میں ترقی صاف دل کو واسطے
دیکھیے بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا
پانو جو رکھتا ہے کھاتا ہے سر اوسکا ٹھوکرین
یہ حریم کوے جاناں ہے محل آداب کا
بوسہ لیتی ہے تری پالکی مچھلی اے صنم
ہے ہمارے دل میں عالم ماہی بے آب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ایک جا دو یار کب ملکر رہیں گردی جدا
چرخ کینہ توز ہرچند دشمن ہے احباب کا

بحر خوبی میں تڑپتا ہے دل بیتاب کا
ہو کیا معلوم عالم ماہی بے آب کا
عارض تاباں ہے اوسکا مہر عالمتاب کا
گر کرے نظارہ دل بیتاب ہو مہتاب کا
مضطرب ہوکر نکلنا قطرۂ خونناب کا
خانۂ دیدہ بنا ہے کان کیا سیماب کا
مہ لقا کے گر نگارین پانو کا پڑ جاے عکس
جوں پرند چین ہو عالم چادر مہتاب کا
ہم ہماے حسن سے دن رات رہتے ہیں جدا
دن کو باہم رات کو ملنا نہ ہو سرخاب کا
تشنہ لب چاہ ذقن سے کیا بجھائیں آنکھوں
جیسے مستسقی رہے ہر لحظہ طالب آب کا
دیکھیے کیا بحر خوبی کے در دندان کی آب
مول سے منہ خشک ہوا ہے گوہر نایاب کا
قبر میں کب پانو پھیلائیں ہیں سوئے کوے یار
ترک مرنے پر بھی کب ہو مرتبہ آداب کا
واے قسمت تیغ قاتل کی مری بے آب تھی
قتل ہونے پر دل تشنہ ہے طالب آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا مرے دلکی طرح شیشہ بھی پرخون ہوگیا
ہے مئے گلگون مین ایسا ہی مزہ خونناب کا
نسبت اے گل کیا ہے تیری چشم خواب آلود سے
طور نرگس مین ہے میرے دیدۂ بیخواب کا
کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ
ہے یقین خورشید پر بھی کرمک شب تاب کا
کم بضاعت جتنے ہین کرتے ہین جوش و خروش
شور ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا
پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے ان دنون
سبکو میری چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا
ہے صفا حاصل تو بیتابی ہے اے دل پر ضرور
صاف ہو کر آئینہ محتاج ہے سیماب کا
مینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا
پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین
ہے مگر دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا
۱۶

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہاتھ کی مہندی کی جے مہ رو کا اوسکو شک ہے
پنجۂ خور بھی شفق سے غرق ہے خونناب کا
آئینہ حیران ہوا ہے تیری صورت دیکھکر
آنکھ رکھتا ہے کھلی کب روئے تماخواب کا
روے رخشان سے ہوا تیرہ چراغ آفتاب
ماہ کو رتبہ ہے اوس سے کرمک شبتاب کا
فرقت مہ رو مین شب گریان ہو سب جسم زار
کہکشان سے چرخ پر عالم ہوا سیلاب کا
دیدۂ گریان کا جسدم سر سے گذرا آب اشک
بن گیا طوق گلو حلقہ ہمین گرداب کا
دیکھ پایا ہے کہین اوسنے ہمارا اضطراب
لوٹنا ہرگز نہین ہے بے سبب سیماب کا
سر جھکا تو بھی تواضع کر نکر کچھ سرکشی
قد ہوا ہے خم تواضع کے لیے محراب کا
ہے وہ بحر حسن کا جو آب خوبی سے بھرا
پیچ گیسو بھی ہے ہرچند حلقہ اک گرداب کا

۱۷

کافی لبون وسکو نشہ ہے بوے شراب کا
ہو بوجھ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے
نقش قدم مین طور ہے چشم پر آب کا

اے بحر حسن آتشین آب ہے شراب کا
دل کے پھپھولے مین ہوا عالم حباب کا
ہے پیش دیدہ آتشین رخسار کا خیال
قطرہ بنا ہے آبلہ چشم پر آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر
بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہے ہر شام وہی شام
انسان پر ہے زور فقط انقلاب کا
آتا ہے رشک اے دل پر آبلہ مجھے
کیا جلد پھوٹتا ہے پھپولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہے خشک و تر سے مجھے بوئے زلف یار
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا
تیرے بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون
بدلا ہے شبپری سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اوڑایا گلون کا رنگ
دن رات جوشن باغ مین ہے ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

دوران سر نہ کیون ہو نزاکت سے بلبلو
سونگھے چمن مین پھول جو گلرو گلاب کا
اوس رشک مہر کی مرے گر آئے زیر پا
ذرہ کو رتبہ میسر ہوا آفتاب کا
برباد دم مین موج سے ہو نقش حباب
عالم عیان ہے بحر مین کیا انقلاب کا
کیا سوز شعلہ رو کا ہوا دل مین بجگر
جل کر پڑا جو تن پہ پھپولا حباب کا
جلوہ ہے حسن یار کا جو رشک آفتاب
جلتا ہے سوز داغ سے دل ماہتاب کا
ہے درد دل مجھے رخ گلگون کا عرق
کرتا ہے درد دور پلانا گلاب کا
تیر آہ سر ہو تو وہ گردون کے پار ہو
سر غم سے صاف خم ہوا تیر شہاب کا
ہونٹون تک آنا آہ کا سینہ سے ہے محال
پیری دکھا رہی ہے یہ عالم شباب کا
نقاش سے کھنچے رخ مہوش کی گر شبیہ
خامہ ہو گر شعاع خط آفتاب کا
اوس رشک مہر کا کبھی دیکھا نہ جو بدن
رنگ زرد غم سے ہے جو رخ ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مارا ہے چشم مست نے میری سوم مین عذاب
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا
سیر تری ہمت کی جو سکندر کی ہمنے دیکھی
تھا سر پہ نقش آپکے افسر حباب کا
اپنی غزل یہ آپ مین کہتا ہون اب غزل
دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

لبریز اوسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا
بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا
وہ مست ناز گر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا
دیکھا جو دوپہر کو جلال آفتاب کا
آیا وہین خیال کسیکے نقاب کا
رکھتا ہے چرخ اوج کسیکا کب ایکدن
ہوتا ہے دوپہر مین زوال آفتاب کا
امید موت آنے کی کوکسکو ہے دلا
آنا شب فراق مین مشکل ہے خواب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

ہنگام گریہ تاکا ہے سبکون چشم کو
اشکون مین فائقہ ہوا آب شراب کا
گر دیر سے تو آئے گا جائیگی جان شتاب
قاصد نہ انتظار رہو خط کے جواب کا
مہ رو کے سوز غم سے ملا گنجفہ عجیب
داغ جگر ہے اوسمین ورق آفتاب کا
سایہ فگن جو نور رخ رشک مہر ہے
برج حمل بنا ہے یہ ساغر حباب کا
ہرچند جواب لکھا ہے عذرات یار کا
پھر کیا جواب دے وہ خط لاجواب کا

۲۰
کیون بھر کے جام دیتا ساقی شراب کا
ہون دردمند دی مجھے شیشہ گلاب کا
جا کر جو دیکھا میکدہ دریا کے آب کا
حالی پڑا تھا بادہ سے شیشہ حباب کا
دیکھون میں تیرے حجاب رخ اوس آفتاب کا
تار نظر سے ہو دو جو رشتہ نقاب کا
روشن کرے ہی کلبۂ احزان دل کو وہ
داغ جگر مین جلوہ ہوا آفتاب کا
گر دلربا کا پاس سے ہو میرے قرب و دور
لگا نا ہو جان کا تن سے نہ آنا ہو خواب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فقر کے عالم مین بھی اپنی وہی ہے عمدگی
بھر گدیہ چاہیے کاسہ سرِ فغفور کا
حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا
ہوگی طے راہِ عدم کیونکر کہ مجکو ضعف ہے
اوسکے موںھہ تک ہاتھ لیجانا سفر ہے دور کا
پہلے کر لیتا ہون گل اپنے سیہ خانہ کی شمع
جب کہین مضمون پاتا ہون شبِ دیجور کا
دیکھیو شیرین ذرا ہم عاشقون کی بیخودی
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے سرِ شاپور کا
موذیون پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
کیا مزا دیتا ہے لٹنا خانۂ زنبور کا
جلوہ فرما ہو نہین شاید کبھی وہ برقِ حسن
اپنے گھر مین ہم لگائین کوئی پتھر طور کا
سوزش اپنے داغ مین بھی ہو برنگ آفتاب
چاہیے جرّاح مرہم صبح کے کافور کا
باغ مین جو میکشی منظور ہو اوس مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہوے انگور کا
تو نہین ساقی تو میخانہ مین اک برپا ہے حشر
شیشۂ مے کا نظر آتا ہے نقشہ صور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سرکشی کرتا ہے کیون اے چند روزہ زندگی
پا کی ٹھوکر مین رُلا مر کر ہے سرِ فغفور کا
تختۂ بلور ہوتا خوشنما ہے نگ جڑا
دانۂ چیچک سے زیبا رخ ہے رشکِ حور کا
سوز شعلہ رو سے روشن ہو گیا داغ جگر
روشن ایسا ماہ کب وہ ہے چراغ دور کا
کیا کہین گوہر بھری دیکھی ہے سرمہ رو کی مانگ
کہکشان سے دل دوبارہ ہے شبِ دیجور کا
رشکِ شیرین کا لکھا غم تیشۂ کز لک لگا
خامہ کا سر ہو گیا سر کوہکن شاپور کا
عشق کے عقرب نے کاٹا ہے کہ تڑپون رات دن
اسقدر زہری نہین ہے نیش بھی زنبور کا
جس گھڑی اوس سنگدل کی چشم مین سرمہ لگا
ہو گیا نازک بدن کو بار کوہِ طور کا
سوزِ آتش رو کی کیا دلمین لگی ہے اوسکی لو
بہ گیا گھل کر جگر جو شمعۂ کافور کا
پستہ لب کے کیون مین دیکھون تا کہ بادام چشم
یان ثمر لایا گلِ زخمِ جگر انگور کا
نالۂ جانکاہ مین ہے شور محشر سے بھی زور
کیون نہوا اک دم مین یان دم بند بانگ صور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر میں کیا سیکھتی ناسخ کہ سودا کی طرح
زخم نے دل کے ندیکھا مونھہ کبھی انگور کا ۱۵

کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا
ماہ ہے اک خال رخسار شب دیجور کا

مر گیا ہوں دیکھکر جلوہ رخ پر نور کا
میری لوح قبر کو زیبا ہے پتھر طور کا

پاس ہوں یاروں کے جب تک مجکو کہتے ہیں نزدیک
خرد آتا ہے نظر انسان کو انسان دور کا

اوس پری کے چہرہ کی تشبیہ کس سے دیجیے
جسکا ہر نقش قدم دکھلائے نقشہ حور کا

ترک لذت کر دلا پہونچے نہ تا تجکو گزند
نوش تو پیچھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا

شب جو دھیان اوس ماہ کا آیا دم فکر سخن
صبح تک مضمون نہ ہاتھہ آیا شب دیجور کا

مجھسے اول خانہ زندان میں تھا مجنوں تو کیا
ہر محل میں پہلے ہوتا ہے گذر مزدور کا

ہجر میں ساغر سے آئی مجکو ساقی بوے خون
بادہ کھچوایا ہے شاید زخم کے انگور کا

دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہے
شمع سے بھاگے جو اوسمیں میل ہو کافور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

باغ کے انگور ہرچند کھائیں کب سے اے باغبان
قطرہای چشم تر سے خوشہ ہے انگور کا

۲۳ شام غربت کو مری کب ہے صفے عالم نور کا
جلوہ روز حشر ہے غم کی شب دیجور کا

قطرہ عرق رخ مہ رو ہے تارا نور کا
ہو گیا ہے یا شرر افشاں یہ شعلہ طور کا

ہو نہ غافل پاس رکھہ موجود سامان سفر
جانا کوئے یار کو ہے ہے وہ رستہ دور کا

حسن سے مہ رو کے میرے ماہ کنعان تھا
اوسکے آگے زشت و نازیبا جمال ہے حور کا

موذیوں سے کب کسیکو کچھہ کہیں راحت ملے
باعث تکلیف دیکھو نیش ہے زنبور کا

گر فتیلہ پنبہ صبح سے رکھتا ہو چراغ
تو بھی روشن ہو نہ گھر میری شب دیجور کا

ضعف سے لاغر تنی ہے قبر کھودیں چیونٹیاں
اوسکی پھر کندیدگی کو کام کیا مزدور کا

قطرہای اشک چشم تر سے پھولا باغ خشک
شاخ مژگان پر ثمر ہے دانہ انگور کا

خال سر ڈالیں ہیں اوسکے رخ پہ غلغل اسلیے
احتمال اوڑنے کا تھا جو حسن کے کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرہ بختی ہو دیون پر کرتی ہے نازل بلا
شہد لٹتا ہے شب تاریک مین زنبور کا

ہے بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہین
تیرے شہری نے ارادہ اب کیا ہے دور کا

دعوی باطل سے ہو جاتے ہین اکثر نامور
شہرہ کیا بانگ انا الحق نے کیا منصور کا

مین ترا عاشق ہون آئینے سے ہے جا رشک
گود لیتی ہے بغل مین لاشہ مجھ رنجور کا

اسقدر مشرب مین وسعت رکھتے ہین ہم مے پرست
اپنے گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا

رشک سے ہر دم جلاتی ہے جو تیری برق حسن
ہے گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا

بار غم سے سایۂ گیسو مین دلکو ہے فراغ
شام کر دیتی ہے چھٹکارا ہر اک مزدور کا

خط سے زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
تھا چمن نازک اوٹھا صدمہ نہ پائے مور کا

ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
بادہ کھینچا ہے کسینے زخم کے انگور کا

میرے سینے پر بتون کی سرد مہری سے ہین داغ
مشک سے بدتر ہے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کلمۂ رنجش کبھر اکتا ہے وہ عقرب نہاد
کاٹ کھائے دلکو میرے نیش ہے زنبور کا

یار اور ہم پاس یکجا بیٹھے ہین دونو تو کیا
دل نہین ملتے ہین باہم فاصلہ ہے دور کا

عشق صادق سے رسائی عالم بالا پہ ہو
دار پر چڑھتے ہی رتبہ بڑھ گیا منصور کا

لے اجل غم ہجر سی جان تنگ ہے جائیے
زندگی سے ہو گیا دل سیر مجھ رنجور کا

ہے گل خودرو گل خورشید گلشن مین مرے
عقد پروین بھی بنا اک خوشہ ہے انگور کا

کیا چراغ داغ دل کے نور کا سایہ پڑا
ہو گیا جون شمع روشن شعلہ کوہ طور کا

جن دنون تعمیر کی تھی ہمنے قصر عشق کی
قیس نامی نام سنتے تھے وہان مزدور کا

نو خط مشکین ترا اک چاہ غبغب کے ہے گرد
چشمۂ شیرین پہ ٹھہرا قافلہ ہے مور کا

ہیگون لب کے سوز سے سینہ ہوا پر آبلہ
ہے پھپولون مین کبھی عالم خوشۂ انگور کا

ہو گیا سوز جگر سے زخم دل بھی آتشین
داغ کیا جل جائے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کوے قاتل مین پہونچکر سر ہوا مجکو وبال
بوجھہ اوترنے کی جگہہ دم چڑہ گیا مزدور کا

ہمنے جو پٹی بنائی ہے تیرے مونباف کی
نافۂ مشکین ہوا ہے منہ ہر اک ناسور کا

ہمسے بعد از مرگ بھی چھوٹے حسینوں کا نہ ربط
جب غبار اپنا اوڑے سرمہ ہو چشم حور کا

کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سنگدل کا بار غم بھاری ہوا مانند کوہ
لے چلے سر پر نہ مقدور اس دل مزدور کا

زخم دل سے بند کب ہو خون کی ریزش کبھی
داغ سینہ گر ہو پھاہا رخنہ ناسور کا

نقشہ اوس سیمین تنکے حسن کا کیا لکھہ سکے
خامۂ نقاش ہو گر موے زلف حور کا

حوصلہ عالی ترے خامہ کا ہرچند عیان ہے
لکھا سنجیدہ جواب ہے ناسخ مغفور کا

۱۶

مظہر وہ بت ہے نور خدا کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا

ساقی مئے وصال ہے عالم ہے نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا

ہین پانون تک جو بال مرے سر کے اے جنون
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا

ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار بھیجدو
کچھہ تو کرو علاج دل ناصبور کا

جھانکے کسی کنوئین مین وہ یوسف مرا اگر
سینہ ہو عکس شعلۂ رخ سے تنور کا

ہے آہ دل مین نور جو غم سے ظہور کا
موسے نے ایسا جلوہ نہ دیکھا ہو طور کا

مژگان کا بال بال ہے فوارہ نور کا
گریہ مین دھیان ہے رخ رشک بلور کا

وہ آتشین جمال تو پیکر ہے نور کا
ہو جل کے خاک دیکھہ لے شعلہ جو طور کا

کیا آہ سرد چرخ پہ پہونچی کہ مہر کو
خط شعاعی سے ہے لبادہ سمور کا

آنکھین مندین تو دلکو مگر شوق دید ہے
دیدار ہے علاج دل ناصبور کا

مہ رو کے کیا وہ آتش غم سے رکھے ہے سوز
گردون کو ہے شفق سے جو عالم تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیوانہ کیوں نہ ہو ہر دن حسینوں کے ذکر سے
قرآن میں بھی ذکر ہے غلمان و حور کا
کوثر کی موج کیوں نہ ہو اپنی نگاہ پاک
یاں چشم تر ہے جام شراب طہور کا
کرتا ہوں رنج دوری جاناں میں فکر شعر
مضموں کس طرح مجھے سوجھے نہ دور کا
اے شہسوار اگر نکیا کشتہ نگاہ
پہونچا دے قبر میں یہ تپنچہ قصور کا
ہے میرے سر پہ آتش داغ جنوں وہ تیز
ہر سنگ طفل لگتے ہی ہو سنگ طور کا
چکھہ چکھہ کے شیشہ ملتے ہیں ہنس ہنس کے جام سے
یہ میکدہ مقام نہیں ہے غرور کا
خالی نہیں فروغ سے قاتل کی کوئی بات
تلوار کو بھی چاہیے اب سنگ طور کا
مدت سے بے حضور جو ہوں میں حضور سے
اب قافیہ بھی بندہ نہیں سکتا حضور کا
آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر
عالم ہے صاف مصحف رخ پر زبور کا
ناسخ لگے جو سنگ تو سودے نے یوں کہا
ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

رشک پری کو میرے نہ کیونکر غرور ہو
دل شیفتہ ہے حسن پہ غلمان و حور کا
سایہ سے اونکے روشنی ارض و سما کو ہے
نور ہے یہ مہر و مہ میں بھی اوسکے ظہور کا
دل کا خیال ہو گیا جو دور ہیں مرا
کیا غم ہے اوسکے رہنے کے نزدیک و دور کا
آتا اسی سے یاد نہیں میری قبر پر
مانع ہے دیں کرنا زیارت قبور کا
جلتا ہے سوز غم سے نہ اب رشک سے بجھے
داغ جگر چراغ ہے وادی طور کا
دریا میں گھٹ حباب گیا تھا اوٹھایا سر
پامال سر کو کرتا ہے شیوہ غرور کا
رخ سنگدل کا وادی ایمن کا ہے چراغ
روشن ہو عکس پا سے نہ کیوں سنگ طور کا
بھولا نہیں میں یاد ہیں سب بات وصل کی
غیبت میں درد ہے مجھے لطف حضور کا
افسانہ غم سے دل ہوا زیر و زبر مرا
اور کیا کروں مطالعہ کتاب زبور کا
خورشید و ماہ و برق ستارے چمکتے ہیں
ہرچند سب میں نور ہے اوسکے ظہور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۹ ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا
خواب دیکھا نہ کبھی بخت نے بیداری کا
کام خونریزی ہے اوس تیغ بصف بازاری کا
جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا
رحمت حق ہے سبب اپنی گنہگاری کا
ابر کرتا ہے اشارہ ہمین میخواری کا
وصف خط ہے کہین دیوان مین کہین صفحہ
ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے رو رو تے
اور چارہ نہین ہے دید کی بیماری کا
معنی شعلہ آواز مین شک ہو جسکو
دیکھے عالم میری آہون کی شرر باری کا
ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
نشہ مین جز قدم یار نہین گرتا مین
بے خودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
ہے وہ نخل چمن حسن یہ ہین پھول اوسکے
جسم محبوب مین گرتا نہین پھلکاری کا
شہسواری کا جو اوس چاند کے ٹکڑے کو ہے شوق
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا

غزلیات تصنیف چند بہر شیر دھنی

بخت خفتہ ہی ہے باعث مری ہشیاری کا
خواب دیکھا جو شب وصل کی بیداری کا
سودا کب اون کسی سوداگر بازاری کا
حسن کے مال کا ہے عزم خریداری کا
عالم مستی مین کب خوف گنہگاری کا
شغل مستونکو جو ہر روز ہے میخواری کا
چشم گریان کے در اشک سے ہم چشم نہو
ابر نیسان کو ہے گو فیض گہرباری کا
پوچھون نرگس سے علاج اسکا کہ شاید اسکو
یاد نسخہ ہو کوئی چشم کی بیماری کا
آتشین رو کے ہوا سوز سے سینہ پر داغ
دود دل نے بھی کیا کام شرر باری کا
شعلۂ آہ اگر جائے فلک پر پھیلا
پردۂ ابر جلے خیمۂ زنگاری کا
تیرہ بختون کو ملے فیض دولت سے کبھی
فائدہ کیا پر طاؤس کو زرداری کا
سوز گلرو مین کیا داغ کھا سینہ گلکار
چمن دل مین کھلا پھول ہے پھلکاری کا
اسپ خامہ چلے قرطاس پہ تھا شوخی سے
روشنائی سے بنا پردہ ہے اندھیاری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے چہرہ سے اوٹھائے جو نقاب
ہو ہر اک ذرہ میں عالم وہین چنگاری کا

کھا گیا ہے اوسے دور زمین غم ای ہوس
حوصلہ جسنے کیا ہے مری غم خواری کا

رحم دل ایسے ہین ہم صید گہ عالم مین
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا

روئے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن
طور فوارہ مین ہو رنگ کی پچکاری کا

دمبدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے
باغ عالم مین ہے موقع یہی زرداری کا

خود بخود دستے یہ دستے ہوئے جاتے ہین سیاہ
کیا کہون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

۱۲۱
مہندی سے ہے شعلہ قدم اوس رشک پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا

طرفہ چمن حسن مین ہے نخل ترا قد
کرتا ہے جو ای سرو روان بولسری کا

کس مرتبہ مجکو غم فرقت نے سکھایا
اشکون مین نہین شغل گہر نام تری کا

پاکان ازل کو نہین پروائے مزبلی
عیسا کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا

غزلیات تصنیف ہر چند سر ڈھنی

شعلہ رو کی جو ہمین یاد چمن مین آئی
صورت گل مین بھی جلوہ ہوا چنگاری کا

کھاتے کھاتے غم ہجران کو لبون پر جان ہے
حوصلہ دل کو نہ باقی رہا غم خواری کا

میرے صیاد کو ایسا فن تسخیر ہے یاد
زلف سے دام کیا دلکی گرفتاری کا

چشم گریان مین جو خونباری کا ہے جوش بھرا
موے مژگان مین بھی عالم ہوا پچکاری کا

فکر ناداری کی کس طور سے ہو بلبل کو
غنچہ و گل سے رکھے مایہ ہے زرداری کا

رخ روشن کی نہ بنے زلف سیہ ہر چند
مرتبہ نور سے افزون ہے سیہ کاری کا

۱۲۱
گر دیکھ لے اوڑ جائے نہ کیون ہوش پری کا
رفتار پہ دیوانہ ہے دل کبک دری کا

نیلوفری ہو رنگ بدن بار سے اوسکے
گر پہنے وہ گل ہار گل بولسری کا

اس چاہ ذقن کے ترے وہ گرد لگا ہے
سمجھو نہ خط سبز یہ سبزہ ہے تری کا

ہے سوز جگر نم نرہا چشم مین باقی
کیونکر نہو طفل اشک کو غم بے پدری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بو کسکی نسیم سحری لائی چمن مین
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا

نکلے جو ہوا دار یہ وہ برق تجلی
کیونکر نہو عالم کو گمان تخت پری کا

ہر غنچۂ گل فرقت جانان مین ہے پیکان
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہے سری کا

پُر رعب زمین کوچۂ قاتل کی ہے ایسی
ٹھہرے نہ جہان نقش قدم رہگذری کا

ہے گلشن خوبی وہ پری رو سلیمان
خاتم مین یہ کیون رنگ ہو عقیق شجری کا

ہون خاک چلون وادی غربت سے وطن کو
صرصر سے ارادہ ہے مجھے ہمسفری کا

پڑھتے ہین یہ مصرعہ دہن گور سے مردے
عالم نظر آیا ہے عجب بیخبری کا

دیوان مین سادی ہی جگہ چھوڑ دی مینے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا

پیری مین کسے زیست کی امید ہے ناسخ
نادان کوئی جھونکا ہے نسیم سحری کا

19
ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
مشغلہ آٹھ پہر ہے مجھے تنہائی کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

وہ نور تجلی ہے مرے رشک قمر کو
خورشید کو رتبہ ہے چراغ سحری کا

ساقی نہو میخانہ مین کیون سیر پرستان
ہے مے کی صراحی مین سمان لعل پری کا

ہے زلف پریشان کا جو سودا مرے سر مین
سامان نکیون سر کو ہو آشفتہ سری کا

دیکھو کہ ہے کیا مردم دیدہ پہ سبکرو
دیکھا نہ کہین نقش قدم رہگذری کا

خاتم کا نگین میرے نہ کیون لخت جگر ہو
سینہ مین رکھون داغ عقیق شجری کا

صرصر سے نہ پوچھون مین کبھی جادۂ صحرا
ہے جوش جنون خضر مرے رہ سفری کا

بوسہ لب میگون نے وہ مخمور کیا ہے
مستی کو مری کیف ہوا بیخبری کا

باریکی مین وہ تو رگ گل سے بھی ہے باریک
اوس گل کا کہون حال کیا نازک کمری کا

پھولون سے دیا باغ کو ہے سیم و زر ہرچند
فیاض ہے دم کیا ہی نسیم سحری کا

11
حسن مین ثانی کوئی کب تری یکتائی کا
کیون نہ خوش آئے یہ عالم مجھے تنہائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین گردش بیہودہ جو ہے ایساقی
جام کیا کاسہ سر ہے کسی سودائی کا

میری آنکھون نے تجھے دیکھ کے وہ کچھ دیکھا
کہ زبان مژہ پر شکوہ ہے بینائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا خون کیا بھائی کا

جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین دردر
جب سے عاشق ہون کسی کافر ہرجائی کا

عشق کامل جو ہوا ننگ کہان عار کہان
دھیان بدمست کو رہتا نہین رسوائی کا

قدم اغیار کا رکھنا ہو گوارا کیونکر
تیرے در پر ہے مجھے شغل جبہ سائی کا

مجھ سے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
صاف سیکھا ہے چلن آہوی صحرائی کا

ہجر مین چٹکے جو غنچے ہوئی آواز تفنگ
صحن گلزار ہے میدان صف آرائی کا

جسنے دیکھا تجھے اے یار ہوا دیوانہ
ہے تماشا تری ہر ایک تماشائی کا

سبز رنگون کی ہے خاک مقرر ناسخ
سبز رنگ اسلیے آتا ہے نظر کائی کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

حیف سرسام نہ تب ہجر کی گرمی سے ہوا
چارہ کیا کرسکے عیسی ترے سودائی کا

جو وہ خاک قدم گل لگا لے سرمہ
چشم نرگس مین نہ کیون نور ہو بینائی کا

بھائیون نے تھا جو یوسف کو کوئین مین ڈالا
حیف ہے رنج نہ کچھ انکو ہوا بھائی کا

سونھہ لگائینگے نہ ہم ساقیا محفل مین اوسے
دور ساغر مین ترے طور ہے ہرجائی کا

پڑھ کے دیوان جنون کو مرے مجنون رویا
ہے ہر اک شعر مین مضمون غم رسوائی کا

طاق ابرو کی ثنا لکھتا ہے کاغذ پہ قلم
شوق سجدہ اوسکو نہ کیون ہووے جبہ سائی کا

تیری چشمون کا نظر آیا ہے اوسمین کچھ طور
نقش پا چومتا ہون آہوے صحرائی کا

شمع رو کے مرے کیا بزم مین وہ جائیگی
شوق شب کو رکھے جو شمع خود آرائی کا

تیری رعنائی کی گر دیکھے کوئی جلوہ گری
خانہ روشن ہو نہ کیون چشم تماشائی کا

سبز رنگ کے جو خط سبز کو دیکھے ہرچند
پردہ چشم کا کیون رنگ نہو کائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۵

کھل گیا ہے پیرہن میں جسم مجھ مایوس کا
ایک عالم کو گمان ہے شمع اور فانوس کا

جو کہ ہیں نالے درد کیا اونکو ہے قدر داغ عشق
مرتبہ زخمی سمجھتے ہیں پر طاؤس کا

آئے یار کے بزم جانان میں تو یہ بالیدہ ہو
پیرہن ہو تنگ جسم شمع پہ فانوس کا

گل نہیں جز داغ حسرت بوستان دہر میں
طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا

ہجر میں نالے ہیں ہونٹوں پہ گریبان ہاتھ میں
وصل میں کام انسے لیتے ہیں کنار و بوس کا

کافر عشق بتان ایسا ہوں گر ہو جاؤں قتل
شور حلقوم بریدہ سے اوٹھے ناقوس کا

کھولتے تیغے ہیں میرے سامنے تیغ عیش
[illegible] ہوں آگ میں ملبوس کا

ہوں میں وہ وحشی کہ مثل خانۂ زنجیر ہے
شوق ہے چشم غزالان کو مرے پابوس کا

جو کہ اونکے ہیں چشم آہو سے وہ اعلیٰ ہوتے ہیں
نور چھل افسر یہ ہوتا ہے دم طاؤس کا

زینت ظاہر کے جو پابند ہیں نے فیض ہیں
کسکو دنیا میں ملا سونا پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دہلوی

دیکھ شمع رو کی لو میں سوز مجھ مایوس کا
شمع رو وہی ہو منھ پہ پردہ پڑ گیا فانوس کا

یار کی خنجرگری کا گر ادسے آئے خیال
مرغ بسمل کو خوشی سے رقص ہو طاؤس کا

تاب حسن شعلہ رو سے ہو گئی دل میں خجل
شمع روشن کو ہے پردہ بزم میں فانوس کا

ماہ نو دیکھا ہے کیا وہ حسن شباب آفتاب
پڑ گیا جو داغ دل پر حسرت و افسوس کا

مضطرب ہے شوق میں منھ کھول لیں تھے کبھی
قبر میں یاد آئے عالم جب کنار و بوس کا

ہو گیا پیر فلک اے برہمن کیا بت پرست
کہکشان زنار ہے اور رعد غل ناقوس کا

شعلہ رو کا سودا ہے چون شعلہ ہے عریان تنی
خاک صحرائی سے ہو جامہ نہ کیوں ملبوس کا

کب ہے اغراض سے رکھے زمین پر پا رکاب
اسپ پر چڑھنے سے رتبہ یار کے پابوس کا

آتش ہجران سے ہر دم جان کو ہے اضطراب
پیچ ددد آہ دل کو رقص ہے طاؤس کا

روئے جانان پر نہیں ہیں داغ چیچک کے نشان
رکھدیا ہے یہ گویا مصحف میں پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل زینت کو نہیں اعلی او اسفل میں تمیز
ہے سر طاؤس پر سایہ دم طاؤس کا

خاک جو میرے تن پرداغ کی برباد ہے
گردباد ون پر گمان عالم کو ہے طاؤس کا

ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل
شوق گلبن کو ہے کیا تیرے کنار و بوس کا

مدتیں گذریں کہ قدمو نسے جدا ہوتے نہیں
کسقدر ہے شوق کانٹون کو مرے پابوس کا

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھسے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ پادشاہ طوس کا

رہے کیونکر نہ دل ہردم نشانہ ناوک غم کا
کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہ محرم کا

گیا جا اوسکے کوچہ میں وہ ماچشم پر آیا
حرم سے جسطرح لاتے ہیں زائر آب زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو ملک خوبی مین
تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا

جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
کہ مہریں کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنے خاتم کا

نظر آتا نہیں چہ سے کسیکا کعبہ ابرو
ہمارے دیدہ تر میں ہے عالم چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ہرچند

زشت خو کو پاک رو دیوانے ضرر پہنچے ضرور
خوف ہردم مار کے دلمین ہے طاؤس کا

داغ انجم سے منقش اور گردش سے ہے رقص
آسمان میں کیا ہی طرفہ طور ہے طاؤس کا

ہمکنار ہمسے اگر خلوت مین ہو وہ بحر حسن
غم کنارہ کش ہو ہو عالم کنار و بوس کا

کھینچی مہندی ہاتھہ پر اور لب کو چوبہ ہے مسی
ماریں سر کیا دسترس ہمکو نہیں پابوس کا

مسکن اہل سخن سے سرزمین کو فخر ہو
نام فردوسی سے ہو مشہور ہرچند طوس کا

۴۳ پڑھے گی بلبل دلگیر رو رو مرثیہ غم کا
موا ہون فرقت گل میں عشرہ ہے محرم کا

چہ غبغب کے تشنہ کو نہ سیرابی ہو کچھہ اوس سے
پلائے کاش کے اوسکو کوئی گر آب زمزم کا

جو دیکھے دل لکھے خط غلامی مہر داغوں سے
خط افسون ہے دل لینے کو نقش طرف خاتم کا

یہ ہے منقوش داغوں سے پڑھے گا شعلہ رو اوسکو
جو ہو لخت جگر میرا نگینہ اوسکے خاتم کا

دل تفسیدہ ہو سیراب جسکے ایک بوسہ سے
بھرا چاہ ذقن میں آب ہے کیا چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جلا کرتا ہوں میں ذرات لیکن مر نہیں جاتا
اثر سوزِ غمِ فرقت میں ہے نارِ جہنم کا
نہیں ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے
ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
کبھی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی
عزیزو گر نہیں معراج ممکن عرشِ اعظم کا
برنگِ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیرِ گلشن میں
ہوا ہے تیغِ غم بے یار نظارہ سیرِ غم کا
رسائی میرے اوجِ فکر تک ہوگی نہ حاسد کو
غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیلِ سُلّم کا
پریزادوں نے اپنا مونھ چھپایا یار خجلت کے
اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولادِ آدم کا
ازل سے جو کہ ہیں باہم جدا ہوتے ہیں دنیا میں
دلیل اس پر جدا ہونا ہے یا طفلانِ توام کا
حماقت ہے غرور جاہ اہلِ فقر کے آگے
یہ تاج و تخت ہے رد کردہ ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہیں کہانی ہے زمانے میں
بخیلوں کی بدولت رہ گیا ہے نام حاتم کا
میری آنکھوں میں پڑ جائیں نہ کیونکر اسقدر حلقے
تصور رات دن رہتا ہے تیری زلفِ پرخم کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

جوابِ چشمِ گریاں کارواں سیلاب ہو جائے
کرے برباد یکدم میں وہ گھر نارِ جہنم کا
دما ما ایک دم کا ہے نہ آئے دم تو جان جائے
کہ دم آنا سبب ہے زندگی نوعِ آدم کا
لپٹتا ہے پری رو کا یہ جبکو عشق جن ہو کر
نہ او ترے عاملوں سے کب اثر ہو اسمِ اعظم کا
بنائے گا بگولا دور ماتم خاکِ تربت سے
رہے گا آہ دل میں بعد مردن بھی اثر غم کا
نہ کیوں اوجِ فلک کے قصر پر دل کی رسائی ہو
کمندِ آہِ سینہ کو ہوا ہے رتبہ سُلّم کا
ہوا وہ پھنس گیا جو سلسلہ زلفِ مسلسل میں
قطع پھر سلسلہ کیونکر نہ ہوا اولادِ آدم کا
زمانہ کی نہ گردش اک طرح یکساں ہی رہتی ہے
کبھی شادی کبھی غم ہے سماں کب ان میں توام کا
اڑائی خاک تربت اسقدر دستِ ہوا نے
نشان باقی کہاں ہے گورِ ابراہیم ادہم کا
جو ممسک مثلِ قاروں صاحبِ حشمت ہو گیا تھا
ہوا مشہور زر بخشی سے ہر جا نام حاتم کا
ملا کب خال کا دانہ پھنسا پھندے میں مرغِ دل
ہوا دامِ بلا اوسکو یہ دامِ زلفِ پرخم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میں ایسا پاکدامن ہوں اٹھیں گے بعد مردن بھی
بجائے سبزۂ تربت پر اوسکے غنچہ مریم کا

مسی آلودہ لب کو تونے جس کپڑے سے پوچھا ہے
وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا

تماشے جہان ہم دیکھتے ہیں کنج عزلت میں
ہمارے بوریہ کا نقش خط ہے ساغر جم کا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشاں میں
عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا

کہیں آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک میں جم کا

بیابان جنوں میں خاک اوڑاتے پھرتے ہیں سر پر
تردد گردبادوں کو ہے مجھ سے کس کے ماتم کا

خوشی کا ایکدن دیکھا نہیں آ کے دنیا میں
رہا ہر ماہ پر مجھکو یقین ماہ محرم کا

محب میں سایۂ زہ اور عدو ہیں خار زہ ناسخ
مسافر وادی امکان میں گویا ہوں کوئی دم کا

۲۲

ہے دل سوزاں میں طور اوسکی تجلی گاہ کا
روئے آتشناک پر شعلہ ہے اپنی آہ کا

وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا اوس دلخواہ کا
خاک میں آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جمایا نقش ہے لوح دلوں پر اوسکی عصمت نے
مٹایا صفحۂ دنیا سے نقشہ نام مریم کا

جگر پر زخم تیغ ابروے گلرو کا رکھتا ہوں
لگانا برگ گل سے ہے مناسب پھاہا مرہم کا

خم تن آخرش دست اجل سے ٹوٹ جاویگا
شکستہ ہو گیا سنگ فنا سے جام بھی جم کا

بجا ہے دل میں سمجھیں ہم اگر جان جہاں تجھکو
کہ لے ہے حسن کا عالم ترا دل اہل عالم کا

حکومت حشمت و مسند نشینی زندگی میں تھی
زمیں پر بستر تربت میں گو کر ہے شہ جم کا

اثر غم کا رہے گا آہ دل میں بعد مردن بھی
بنے گا خاک تربت سے بگولا دور ماتم کا

شب فرقت ہے مہ رو کی نہ کیونکر ماتم غم ہو
پڑا روز ولادت میں مرے عشرہ محرم کا

نہ بیتابی سے ہرچند چین جی کو اک دم بھی ہے
غم فرقت میں ہمدم کے ہے دم کو نالہ ہر دم کا

۱۴

بن گیا ہے عرش میدان جسکے جولانگاہ کا
برق سے ہے تیز رو شبدیز دل کی آہ کا

آتا ہے جلوہ نظر اک صورت دلخواہ کا
چشم میں رہتا ہے ہر دم دھیان رشک ماہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نور افشاں جب سے ہے دلمین خیال اوس ماہ کا
طور کا شعلہ دھوان ہے میری شمع آہ کا

ہے فرومایون سے پہلے رنج امید نفع مین
ہاتھ بے محنت نہین آتا ہے پانی چاہ کا

قامت موزون نظر آیا مجھے جلوے الف
تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا

سمجھے میکش دیکھکر ابرو تری بالائے چشم
میکدہ سے مرتبہ اعلیٰ ہے بیت اللہ کا

آمد خط مین تو ہونے دے لگا ہون گذر
دیکھئے بچنے نہین پاتا ہے سبزہ راہ کا

جا برابر ہے دل مادر مین تو فرزند کی
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا

خلق مین قرآن دیکھا جب ہوا ماہ رجب
ہمنے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا

آتی ہی اوس طفل کے روشن سینہ خانہ ہوا
شمع سان جلوہ ہے اوسکے قامت کوتاہ کا

زر دیا گل کو فلوس داغ سودا دے مجھے
اے فلک موسم یہی ہے میری بھی تنخواہ کا

سفلہ ہو جاتا ہے وقت امتحان بے آبرو
ہے دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا

غزلیات تصنیف ہرچند ڈھنی

شعلہ افگن برق سان ہے سوز رشک ماہ کا
چرخ پر پہونچے دخان کیونکر نہ دل کی آہ کا

فوج مژگان آب نوشی اوس سے کرتی ہے مدام
ٹوٹ سکتا ہی نہ پانی چشم تر کی چاہ کا

آہ کا پہلے الف جو خامۂ دل نے لکھا
میرے دیوان کو ہو عنوان بسم اللہ کا

دیکھتا ہون آنکھ سے جب اوس بت کافر کی شکل
جلوہ آتا ہے نظر تب قدرت اللہ کا

خاکسارون سے ملے ہی منزل مقصود دل
خط جادہ ہو گیا ہے خضر میری راہ کا

سب کو جانا ہے دیار یار مین ہنا ہے کب
ایک رستہ سے گذرنا ہے گدا و شاہ کا

کون سے خورشید رو کو دیکھ کر سودا ہوا
حلقۂ طوق گلو ہالہ ہوا ہے ماہ کا

خامہ نے لکھی حکایت طول درد ہجر کی
حوصلہ کیا ہی بلند ہے اوس قد کوتاہ کا

مثل نوکر خدمتی ہون حال تنخواہ کیا لکھون
گالی دینی سمجھے وہ دینا گویا تنخواہ کا

زندہ دل رہتے ہین ہمسے طفل اشکون کے سدا
آب حیوان ہے یہ پانی چشم تر کی چاہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھکر مجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب
بیشتر کتّون کو بھونکاتا ہے جلوہ ماہ کا
یار کا ناسخ پھٹا ہے پیرہن تو کیا عجب
ہے کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا

وحشت دل ہون مین دیوانہ تری تاثیر کا
چشم آہو بن گیا حلقہ ہر اک زنجیر کا
سایہ گلبن پر اگر پڑ جاے مجھ دلگیر کا
ہو ہر اک غنچہ مین عالم غنچۂ تصویر کا
پہونچے ہم آتش زبانون کو ضرر دشمن سے کیا
شمع کو کرتا ہے روشن ہر ستم گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اڑ گیا
میرے پیکر مین ہے عالم کاغذ تصویر کا
اہل حاجت کی بدولت ہوتی ہے منعم کی قدر
مرتبہ نے مس کے یکسان خاک اور اکسیر کا
بسکہ ہون گذرے ہین صدا باہر نکل سکتی نہین
ہے ہمارا ضعف دربان خانۂ زنجیر کا
ناتوانون سے پناہ اے ظالمون مانگا کرو
دیکھ لو اک بال ہے یارو شکن شمشیر کا
شمع سان جلتے ہین بعد از مرگ اپنے استخوان
کام منقار ہما کرنے لگی گلگیر کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

خاک پا مہ روکی پہونچی ہے سر گردون تلک
ہو گیا پر نور عالم چشم مہر و ماہ کا
جب چڑھا ہرچند وقت شام مہ بر بام
چاندنی چھٹکی ہوا پر نور پرتو ماہ کا

۲۵ ہو گیا دیوانہ دل جو عشق کی تاثیر کا
حلقۂ زلف پریرو حلقہ ہو زنجیر کا
نقشہ گر کھینچے مصور اس دل دلگیر کا
ہوش دلکو اوسکے ہووے عالم تصویر کا
شاخ شمع سے ثمر جاہے تو کوئی کب ملے
گل ہے پر ہوتا نہین دامن کبھی گلگیر کا
ناتوانی سے گرانجانی ہوئی ایسی مجھے
کب ہوا سے بھی اوڑے کاغذ مری تصویر کا
سیمبر کی تیغ ابرو نے کیا کشتہ مجھے
خاک سے میرے بنے نسخہ نکیون اکسیر کا
دل مین ہو دا مرے منظور ویرانے نہین
کر دیا ہے دیکھ لو آباد گھر زنجیر کا
کیا کہین تھی اوسکو شوق دید یا زخم دل
صورت دیدہ ہے جو ہر یار کی شمشیر کا
مثل شمع ہو گیا مجکو وہین فکر عدم
صورت لا دیکھکر قد بزم مین گلگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شکل اوسکی ایسی ہے دلچسپ گر پڑ جائے عکس
تا قیامت آئینے مین شبہہ ہو تصویر کا

وہ مصور پیشہ ہون گر ہو مری تربت پہ نخل
ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا

کون عالم کے مرقع مین ہے مجھ سا بے ثبات
رنگ اوڑ جاتا ہے کھنچتے ہی مری تصویر کا

لکھتے ہین مضمون سوز داغ دل ہم رات دن
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا

بن گیا بت جو لگا عشق بتان مین مجکو سنگ
نالۂ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا

کیا ہے کبر مدعی میری تواضع کے حضور
سرکشی دم مین مٹا دیتا ہے خم شمشیر کا

اے مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے
خاک گلخن سے بنا گردہ میری تصویر کا

کھیلتا ہون اس سے مرغان معانی کا شکار
کام وقت فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا

ہے دلیل مرگ انسان واقعی ہوئی سفید
کوہکن کی موت تھی انجام جوئے شیر کا

کسکے عارض کے تصور مین ہون نالان آج
ہے دھوان مہتاب میرے نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ہرچند

چشم تر سے کیون نہ ساون کی جھڑی کا موسم ہو خشک
ابر کا لگتا بنا کاغذ مری تصویر کا

ہون مین وہ پر درد و غم نقاش گر کھینچے شبیہ
کیون نہ دے آواز نالہ مونہہ مری تصویر کا

خانۂ دیدہ نہ کیونکر ہو نگارستان چین
دھیان ہے پیش نظر جو یار کی تصویر کا

سوزش داغ جگر کا حال گر خامہ لکھے
پرزہ ہو اوسکی زبان کا پرزہ آتش گیر کا

ہون وہ سودائی اوگے گر نخل مجنون
شاخ کی جنبش سے پیدا شور ہو زنجیر کا

ہے بجا اوسکو کہون نخل قضا کی شاخ گر
موت کا پھل دیتا ہے پھل یار کی شمشیر کا

ہون وہ تیرہ بخت مین گر رنگ دے زنگسار بھی
رنگ سے رنگین نہ ہو کاغذ مری تصویر کا

گر نسوئی گردن کرے سر مرغ زرین بہر شکار
کب نشانہ ہو غلط ابرو کمان کے تیر کا

حسن یاری شیر گو مین شور بخت ہون کب ملون
ربط باہم غیر ممکن ہے نمک اور شیر کا

خوف کیا گر گور مین مانگے ہین مردے الامان
روز محشر زا ہے عالم نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دوستوں کے سر لیے جس جا پہ مقتل مین علم
چشم بینا ہے ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت مین ہے بربادی عجب کیا ہے اگر
کاغذ بادی بنے کاغذ میری تصویر کا
گلشن کوئے بتاں کا ہے جو زندان مین خیال
نغمۂ بلبل ہے ہر نالہ مری زنجیر کا
کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہے عیب جو
خوف کیا شیر نیستان کو ہو آہوگیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجھسے نہ کام
سادہ کاغذ ہے مگر نامہ مری تقدیر کا
لاغر ایسا ہون کسیکو مین نظر آتا نہین
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا
اس خرابے مین بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
دیکھ ہر دروازے پر ناسخ نشان زنجیر کا

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا
تیر ہو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا
نازنینوں سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج
بوجھ اوٹھہ سکتا نہین مجھسے کسیکے ناز کا
رشک سے جلتا ہے ایسا روئے جانان دیکھکر
طور ہے مہتاب مین مہتاب آتش باز کا

غزلیات تصنیف ہرچند سری دھلی

پڑ گئی یکدست گرہ میری لف بستی مین
ہو کہین عقدہ کشا وہ ناخن شمشیر کا
ہے وفور شوق دلکو گفتگوئے یار سے
کیا عجب بولے اگر پیکر مری تصویر کا
جب لکھا خامہ نے کچھہ دیوانگی کا میرے حال
ہو گیا سطرون سے پیدا سلسلہ زنجیر کا
سوز شعلہ رو مین چشمون سے یہ ٹپکے اشک گرم
پردۂ مژگان بنا ہے پردہ آتشگیر کا
کام کیا تحریر کا ہے وصف خط مین ای قلم
مو بمو یہ نقش ہے اوس خامۂ تقدیر کا
حالت غم مین مجھے غمگین جو دیکھے اک نظر
اشک باران ہو نہ کیونکر دیدۂ تصویر کا
اسقدر گریہ کو ہرچند جوش سودا ہو گیا
بحر مین اوسکے ہے حلقہ موج سے زنجیر کا

---

۱۲ ہجر مہ رو مین ہے نالہ غم بھری آواز کا
برق کی غرش مین کب ہو شور اس انداز کا
خرمن دل کو جلا کر خاک اک دم مین کیا
آب آتشگون ہوا تیغ نگاہ ناز کا
سوز غم آتش شرار آہ کی باروت ہے
دل ہمارا بنگیا طاؤس آتشباز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یار سے کرتا ہون مین باتین جلے جاتے ہین غیر
صاعقہ اونکو ہوا شعلہ میری آواز کا

آگے مجھہ کامل کے ناقص ہے کمال مدعی
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا

جال لے صیاد اپنی زلف کا تو روک دے
ہے ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیئے عاشق خیال دوست مین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہے ہوتا ہے سیہ داغ جنون
ہے چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا

گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بن جاے پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران
آسمان بن جائے گا طاؤس آتش باز کا

میری نظرون مین جو تو پنہان ہوا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہے یان شدت سے برشکال اشک نے
کیون نہ وان آ جاے موسم سبزے کے آغاز کا

جل کے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہے بلبل شیراز کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

استخوانون مین سمایا شور ماتم اسقدر
بعد مردن قبر سے نکلیگا غل آواز کا

مردہ دل ہوتے ہین زندہ سُنکے بزم رقص مین
صوت زنگون مین اثر عیسے کے ہے اعجاز کا

گر اوڑے لیکر کبوتر نامہ پرسوز کو
کیا عجب جل جاے شہپر باز دے پرواز کا

پردہ سے باہر نہو تو گرچہ اے پردہ نشین
پردہ ہی مین تو لیے مشتاق ہون آواز کا

چشم کا پردہ ہوا ہے اشک خونین سے وہ سُرخ
خوشنما ایسا کہان رنگ ہو سکے رنگساز کا

مطربا تار رگ جان ہے جو نکلے صوت غم
تار تار ہو جاے کیون سنکر نہ پردہ ساز کا

گر جنازے پر نہین چلتے ہو دیکھو دور سے
یہ تو کر پاس محبت عاشق جانباز کا

اے دل پُر درد کیون رُوتا ہے ضبط نالہ کر
ہو رقیبون پر نہ افشا تا نہانی راز کا

خط جو آخر تک وہ پڑھتا کھلتا میرا حال سب
بند کر دیتا ہے کچھہ مضمون پڑہ آغاز کا

اس گل دیوان کی ہرچند گر صبا لیجائے بو
مغز ہو جائے معطر بلبل شیراز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۲۵ کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا
ہر رگ گردن ہین یان عالم ہے تیغ تیز کا

دود عنبر سے نہین کچھ کم ہمارا دود آہ
ہے بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا

ساتھ آہون کے نہ دود دل نکل جائے کہین
اس لیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا

نیل پڑ جائے یقیناً کھائے گر دریائے نیل
لطمہ میرے اشک کے دریائے شور انگیز کا

دن جو اپنا صرف ہوتا ہے بتون کی یاد مین
رات بھر رہتا ہے عالم مرغ صبح خیز کا

اسقدر روتے ہین تیرے جور سے اہل جہان
نام صفحے سے جہان کے مٹ گیا چنگیز کا

وصل کی شب پر ہوئی ہے میری رفتار صنم
خاک مین نام اسکے آگے ملگیا شبدیز کا

عشق کر دیتا ہے سلطان و گدا کو ایک رنگ
کوہکن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا

مانع رفتار مجھ وحشی کو کیا ہون خار دشت
تیز رو کرنا فرس کو کام ہے مہمیز کا

اشک گرتے ہین دل ہوتا ہے جسدم بیقرار
میری آنکھون مین ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

۱۲ ہو نہ ایسا زخم کاری خنجر خونریز کا
کاٹ مین جوہر ہے جو تیغ نگاہ تیز کا

لخلخہ بھی سونگھنے کو مشک و عنبر ہی کا ہو
سر مین سودا ہے مرے اوس زلف عنبر بیز کا

نعرہ زن درد دلی سے ہو صریر کلک بھی
گر لکھون اک حرف بھی مین شوق درد آمیز کا

ہجر مین شیرین دہن کے کثرت گریہ ہوا
جوش ہے سیلاب مین دریائے شور انگیز کا

آگئی جوش جوانی پر بہار باغ حسن
ہے رخ گلرنگ پر جلوہ خط نو خیز کا

جور و غصہ مین مرا مہ رو ہے مریخ فلک
اوسکے آگے جون سہا رتبہ نہین چنگیز کا

ہو گیا خون جگر کے رنگ جیسا اوسکا رنگ
کیون نہ رکھون نام گلگون آہ کے شبدیز کا

خسرو عشق اسقدر رکھتا ہے عالی منزلت
ہے غلامون سے بھی کم رتبہ جہان پرویز کا

اشہب شوق دل بلبل نہ کیون ہو تیز رو
موج رنگ روے گل مین طور ہے مہمیز کا

باغ مین نرگس بھی اپنے جام سے میکش ہے
آب شبنم سے ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جوشش مضمون کا خامہ صور اسرافیل ہے
یان ہر شعر مین عالم ہے رستاخیز کا
عشق کے آزار مین مرتا ہے پرہیزگار
ہے خدا حافظ دل بیمار بے پرہیز کا
گام اول ہے جہان پڑتا ہے چاہ گور مین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

۲۶
اے جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائے گا
جو لگائے گا وہ پتھر جزو تن ہو جائے گا
تیرے جانے سے ہوا رنگ چمن ہو جائے گا
برگ گل جو ہے وہ برگ یاسمن ہو جائے گا
کار فرما جب مرا شیرین دہن ہو جائے گا
بیستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائے گا
بام پر نکلے نہ آؤ تم شب مہتاب مین
چاندنی پڑ جائے گی میلا بدن ہو جائے گا
فکر عریانی نہین مجھ ناتوان عشق کو
پوست ڈھیلا ہو کے تن پر پیرہن ہو جائے گا
گر اوٹھا کر شہر سے صحرا مین پھلا دو گے تم
بس وہین مثل درخت اپنا وطن ہو جائے گا
ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین اے صیاد خلق
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

شب کو مضمون سوجھتے ہین جو کہ شور انگیز ہون
دل مین عالم ہے ہمارے روز رستاخیز کا
اے دل بیمار ہرگز طالب بوسہ نہ ہو
توڑنا اچھا نہین بیمار کو پرہیز کا
خال کا دانہ رہا کیون خام ہرچند ہے عجب
جا گزین ہے یہ تو اوس رخسار شعلہ خیز کا

۱۷
غم مین گل کر کے مرا لاغر بدن ہو جائے گا
پھر نہ کیونکر خار آسا خشک تن ہو جائے گا
حسن صافی یار سے زیبا چمن ہو جائے گا
آئینہ داری کو برگ یاسمن ہو جائے گا
موت کو میری غم شیرین دہن ہو جائے گا
گورکن میرا نہ کیون پھر کوہکن ہو جائے گا
نخل سوسن کے تلے بیٹھی ہے کیون اے نازنین
بار سایہ سے ترا نیلا بدن ہو جائے گا
عشق ہے موئے میان کا جوگی بن کھولون بال
تن کو بالون کی لٹ سے پیرہن ہو جائے گا
باد سے برباد ہو اوڑ کے ہو گی بعد مرگ
حیف خاک قبر کو ترک وطن ہو جائے گا
سنگساری گل کھلائے گی برنگ لعل یمن
اے جنون زخمون سے تن رشک چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فرقت ساقی مین نکلے گا لہو جائے شراب
اب ہان تیشہ زخمون کا دہن ہوجائے گا

ہوکے رنجیدہ جو تو تلوار مارے گا مجھے
زخم بھی بہنر سکھو . . ری دہن ہوجائے گا

مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون
پھاڑے ان جب لگین گے پیرہن ہوجائے گا

اور جانب کو چلون گا جب دیار یار سے
خضر بھی مل جائے گا تو راہ زن ہوجائے گا

سیکڑے تک محتسب کو سیکشو آئے تو دو
دیکھکر پیمانہ کو پیمان شکن ہوجائے گا

دور دل سے کیجیے جلدی ابھی تازہ ہے عشق
زخم یہ ناسور ہوگا جب کہن ہوجائے گا

مین وہ وحشی ہون اگر سونگھے گا میرا استخوان
مارے وحشت کے سگ جانان ہرن ہوجائے گا

یوہین آکر جو ڈوبین گے پر یزاد الصنم
دوسرا بیر الالم چاہِ ذقن ہوجائیگا

حسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سن
گوہر گوش الصنم میرا سخن ہوجائے گا

کیون اچنبھا ہے تجھے ناسخ فراق یار سے
ایکدن نادان فراق جان و تن ہوجائے گا

غزلیات تصنیف ہرخند دہلوی

گر لکھے گا کچھ بیاں شیرینی گفتار یار
خامہ جون تنگ شکر شیرین دہن ہوجائے گا

غم مین شیرین لب کے غمگین ہون اگر چھڑکین نمک
خندہ زن زخمون کا میرے لب دہن ہوجائے گا

عشق مہ رو مین ہے عریانی رہون صحرا نورد
چادر مہتاب ہی سے پیرہن ہوجائے گا

دھیان رکھتا ہون جو اوس حسن ملیح یار کا
زخم تن میرا نمک پر خندہ زن ہوجائے گا

قاصدا لکھا ہے اوسمین ہمنے دلشکنی کا حال
کیون نہ خط شکنون سے میرا پر شکن ہوجائے گا

نوجوانی ہے ابھی اے ماہ رو آ مجھسے مل
لطف پھر کیا پیر جب چرخ کہن ہوجائے گا

دیکھکر وہ چشم میگون میرے آہو چشم کی
مے کشون کا نشہ بھی دم مین ہرن ہوجائے گا

سبز خط کی ہوگئی رخسار جانان پر نمود
خوشنما سبزہ سے اب چاہِ ذقن ہوجائے گا

اے قلم دل مین کچھ اپنے فکر گمنامی نہ کر
تیرا بھی مشہور ہر جا پر سخن ہوجائے گا

آئینہ مین یار ہرخند شکل دیکھے کسطرح
حسن صافی کا غبار آلودہ تن ہوجائے گا

وہل

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کے ایام میں وہ شور قلقل ہو گیا
اب تو ساقی کی جدائی میں مرا قُل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دامِ عشق سے
جسم سے نکلا جو مرغِ روح بلبل ہو گیا

تیری ایڑی سا اثر کاہیکو رکھتا ہے سہیل
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا

عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجازِ خلیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا

نوجوانو میرے مرنے سے نہو ہرگز ملول
صبح پیری تھی چراغِ زندگی گل ہو گیا

واہ کیا پیرِ مغاں کا ہے تصرف میکشو
محتسب کا اب سخن تکیہ ہی مُل مُل ہو گیا

اسقدر مضمون لکھے کاکلِ محبوب کے
ریشہ بھی اپنے قلم کا تارِ سنبل ہو گیا

کیا چلی بادِ بہاری آج یوں خود بخود
صورتِ برگِ خزاں زنجیر کا غل ہو گیا

یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہے یا اعجاز ہے
پنجۂ صیاد میں مرغِ چمن گل ہو گیا

اے ناسخ کیا نظر جز شہسوارِ لافتے
سرمۂ بینش غبارِ راہِ دُلدُل ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

۱۰

بادہ ریزی سے کہ جب مینا کا قلقل ہو گیا
میکدہ میں اپنے ساقی بن مرا قُل ہو گیا

باغ میں گلرو نہ دیکھا آگیا رونا مجھے
یاد میں اُس رشکِ گل کی شور بلبل ہو گیا

میرے رشکِ گل کے خندہ کا ہوا آگیا خیال
جو ہر اک غنچہ چمن میں صورتِ گل ہو گیا

گلبدن کے شورِ غم سے کھائے ہیں جو گل پہ گل
جوں خیابانِ چمن اب سینہ پُر گل ہو گیا

خانۂ گلشن میں ہو جائے نہ کیونکر تیرگی
بادِ صرصر سے گلِ خورشید بھی گل ہو گیا

کون سے مخمور کی محفل میں جانے کا ہے شوق
جو رواں بیدست و پا یہ شیشۂ مُل ہو گیا

باغ میں گلرو کی وہ زلفِ مسلسل دیکھکر
سر زمیں پر پاری ہے سودائے سنبل ہو گیا

باغ میں صیاد نے پکڑا مجھے آواز سُن
ہمدمو دامِ بلا منقار کا غل ہو گیا

جب مرا وہ رشکِ گل سیرِ گلستاں کو گیا
تھا چراغِ گل جو روشن سایہ سے گل ہو گیا

جائے یکدم میں یہ ہرچند تا مکانِ لامکاں
اسپِ آہِ دل ہمارا رشکِ دُلدُل ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا

ایک دل کے کر دیے قاتل نے مجکو لاکھ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا

کیون نہ اب عالم ہو اوسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جبکا بسمل ہوگیا

کچھ بھی حاصل باکمالون کو نہین ہے جز زوال
مورد نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا

مصحف رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
نے نقط قرآن بھی دنیا مین نازل ہوگیا

وادی وحشت مین کیون شل جرس نالان ہے قیس
ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا

صبح ہوتے کچھ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

۴۹

دم بلبل اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو چمن سے نکل گیا

لایا وہ ساتھ غیر کو میرے جنازے پر
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا

ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین
شعلہ سا بن کے میرے دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

تھا صفائی کا اوسے دعوی سو باطل ہوگیا
روے صافی سے جب آئینہ مقابل ہوگیا

ہوگیا طوق سلاسل پیچ ہر مو کا مجھے
دیکھکر زلف سیہ سودا زدہ دل ہوگیا

جان نثاری کے لیے شوق شہادت دلکو تھا
دیکھتے ہی خنجر ابرو کو بسمل ہوگیا

ماہ نو نے جب وہ دیکھا حسن رشک آفتاب
فیض سے اوسکے سراپا ماہ کامل ہوگیا

شب جو وہ رشک قمر آیا مری آغوش مین
سمجھا مین برج حمل مین مہر نازل ہوگیا

ہوگیا دل اپنا منزل کاروان عشق کو
شور نالہ سے صداے زنگ محمل ہوگیا

اوٹھ گیا ہرچند رشک شمع وان سے جس گھڑی
مثل پروانہ کے پران رنگ محفل ہوگیا

دم میرا اوسکے ساتھ مین تن سے نکل گیا
جھونکا ہواے آہ جو تن سے نکل گیا

تربت مین جب تصور رنگ کفک ہوا
خون جگر اوبل کے کفن سے نکل گیا

اندھیارا دن مین ہوگیا جیسے اندھیری رات
جب وہ دود آہ دل کا دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اب کی بہار مین یہ ہوا جوش اے جنون
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

اوس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزان
ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا

اہل زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا

سن سان مثل وادی غربت ہے لکھنؤ
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

ہمدم کی درد ہجر نے بیدم کیا مجھے
بیتاب دم تھا وہ بھی بدن سے نکل گیا

سودائے عشق غنچہ دہان کا ہے پردہ در
گل جامہ چاک کرکے چمن سے نکل گیا

مہ روے نوجوان کے روتا ہون یاد مین
گریہ کا شور چرخ کہن سے نکل گیا

ہرچند لعل لب کی ہے بالی مین سفت در
پائی جب آبرو کہ وطن سے نکل گیا

تیری گیسو مین نے دیکھی مجکو سودا ہوگیا
روے آتش رنگ سے ہیجان صفرا ہوگیا

کیا فقط روتی ہین پریان اوس پری کے عشق مین
شاہ جنات ایسا رویا شاہ دریا ہوگیا

کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین
طایر جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہوگیا

تو وہ یوسف ہے جو منھ تیرا ندیکھا ایکدن
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہوگیا

کون دل پگھلا نہ تیرے روے آتشناک سے
تھا جو سیم اندام تیرے آگے رانگا ہوگیا

چشم حیران جام کو اوس چشم میگون نے کیا
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہوگیا

۱۳

گرمی سوز جگر سے دلمین سودا ہوگیا
ضعف تھا تب ہجر سے اب زور صفرا ہوگیا

چشم گریان کے جو پونچھے اشک اوس سے دمبدم
تار دامان کا بھی ہر اک موج دریا ہوگیا

دیکھا کب مرغ نظر نے اک پلک بھی آنکھ سے
یار کا موئے کمر بھی بال عنقا ہوگیا

دیکھتا ہے یار کی صورت کو وہ ہمچشم ہو
آئینہ بینا ہے کب لے پتلی اندھا ہوگیا

خام نقرہ نے جو دیکھی آب و تاب حسن یار
تاب سے جون آب گھل کر صاف رانگا ہوگیا

آتشین رو کا جو ہر دم دل مین ہے اپنے خیال
خون سینہ مین مرے دھوان سے پتلا ہوگیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقش ہین تسخیر دل کے واسطے نقش قدم
سر یہ تیرا اے پری جادو کا پتلا ہو گیا

ہے کشاد و بست کار عاشقان کا تیرے ہاتھ
کھل گیا جسدم دریچہ بند رستا ہو گیا

تیرے آگے چاک پھر پیراہن یوسف ہوا
اندنون دست جنون دست زلیخا ہو گیا

بنگیا جب بہر خود بینی کے دل صاف آئینہ
تھا نہان اپنی نظر سے مین ہویدا ہو گیا

آگئین جو یاد تیری بازؤن کی مچھلیان
ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہو گیا

دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک
دوپہر مین ہائے میرا جسم آدھا ہو گیا

پاؤن مین تا خلوت جانان رسائی کسطرح
وہ تو میرے واسطے ناسخ اکیلا ہو گیا

یار رونے سے راحت عدم مین کی مین نالان رہ گیا ۱۴
قافلہ منزل پہ جا اور ترا جرس یان رہ گیا

کی ادھر دل نے کشش کھینچا ادھر سفاک نے
ٹوٹ کر آخر مرے سینہ مین پیکان رہ گیا

مین در فردوس پر رضوان کو سمجھا اک رقیب
بعد مردن بھی خیال روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دہلی

دل لوبھاتا ہے ہر اک کا اک نگاہ ناز سے
مردم دیدہ ترا جادو کا پتلا ہو گیا

تیری خاطر چرخ پر جانے کو اے آہ جگر
کہکشان سے خوب سیدھا صاف رستا ہو گیا

بخت خفتہ نے نہ دیکھا یوسف اپنا خواب مین
کون کہتا ہے مجھے خواب زلیخا ہو گیا

ہو گیا داغ سویدا چشم دل کو مردمک
حسن شعلہ رو کا شوق دیدہ پیدا ہو گیا

ابر باران ہو گیا پانی سے تپلا دیکھکر
چشم گریان کا روان جسدم کہ دریا ہو گیا

ماہ دو ہفتہ نے دیکھا حسن مہرو یک نظر
گھٹ کے سوز غم سے اک ہفتہ مین آدھا ہو گیا

گھر پہ پڑ کے چلون ہرچند اندھیری رات مین
ساتھ سے سایہ گیا اب مین اکیلا ہو گیا

سوز غم سے تن جلا پر دل یہ نالان رہ گیا
خاک برباد ہو گئی داغ جگر یان رہ گیا

میری خونریزی سے کیون اب وہ کمان گو عذر ہے
تیر گذرا دل سے ہے سوراخ پیکان رہ گیا

آئینہ رو دیکھکر جون آئینہ حیران ہوا
مردم دیدہ بھی تکتا روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عمر بھر وحشت میں گر صحرا نوردی کی تو کیا
سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا

فصل گل میں بھی نہ زندان کے تعلق سے چھٹا
ناتوانی سے مرا طوق گریبان رہ گیا

روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
شب کی شب گویا میں اک محفل میں مہمان رہ گیا

اشک نے تاثیر کو نادم کیا برسات کی
مینہ کے باعث رات میرے گھر میں جانان رہ گیا

کتنے سیار فلک حیرت سے ثابت رہ گئے
دیکھکر تجکو نہ اک آئینہ حیران رہ گیا

روح جب رخصت ہوئی سمجھا میں اپنے جسم کو
ماہ کنعان جب گیا خالی یہ زندان ہو گیا

بیدماغی میں کہاں تصنیف دیوان کا خیال
اپنی خاطر ہی کا مجموعہ پریشان ہو گیا

کر چکی تھی خلق میں رسوا جدائی یار کی
موت کی شفقت سے میرا راز پنہان رہ گیا

زیر خنجر کر دیا نظارۂ قاتل نے محو
ذبح ہونے کے مزے کا مجکو ارمان رہ گیا

میں زوال حسن میں سمجھا یہ مار زلف کو
ہو گیا خالی خزانہ مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کون سے خورشید رو کی انتظار رہتی ہے ادسے
چشم وا جو ذرۂ ریگ بیابان رہ گیا

دست وحشت نے میرے دامن کو پھاڑا ہی لے
صورت طوق گلو چاک گریبان رہ گیا

آخرش کرنا سفر ہو جون صبا اس باغ سے
کیا ہوا دو دن اگر گل یان پہ مہمان رہ گیا

ہے ادسے پیری کا عالم دل میں حیرت سے مجھے
حسن تو جاتا رہا کیون جور جانان رہ گیا

ماہ نے دیکھا کہیں ہے حسن پر شک مہر کا
جو سراپا صورت آئینہ حیران رہ گیا

رات دن ہون شکل صرصر گرچہ میں صحرا نورد
جوشش سودا کو ولے ارمان زندان رہ گیا

دھیان ہمکو جب سے اوس زلف پریشان کا ہوا
جان اولجھی اوس میں وان یان دل پریشان رہ گیا

ضعف سے رونے کی کب طاقت دل بیمار کو
ضبط نالہ سے یہ راز عشق پنہان رہ گیا

تلخی زہر فراق یار ہے مجکو نصیب
بوسۂ شیرین دہن کا دل میں ارمان رہ گیا

بل پہ بل آئی نظر جو کاکل بلدار کی
مار کر سر کو زمین پر مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

حسرت پابوس قاتل دل سے نکلی وقت قتل
تیغ کا ناسخ بڑا سر پر یہ احسان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

تیغ قاتل سے سبکدوشی ہوئی ہرچند مین
سر ہوا تن سے جدا پر سر پہ احسان رہ گیا

۲۷

پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا
بعد ازین گوہر فروغ رخ سے اختر ہو گیا
تار مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا
کیا مشابہ کاغذ مسطر سے بستر ہو گیا
اوس پری نے جب اوٹھایا سنگ مجھ دیوانہ پر
آتش رنگ حنا سے صاف اخگر ہو گیا
کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے
چور اپنی ٹھوکرون سے کاسۂ سر ہو گیا
مجکو یون آئی لب گور فریدون سے صدا
کاسۂ سر بھی جدا مانند افسر ہو گیا
دیکھکر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلف سیاہ
موجۂ دریا نگل جانے کو اژدر ہو گیا
تجکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی
نکہت گل کی طرح گردش جامہ سے باہر ہو گیا
ایکدم سیکین جو آنکھین روبرو آتشناک سے
جل گیا تار نظر پر دیدہ اخگر ہو گیا
مین جو زندان مین پھنسا تن سے ہوا آزاد سر
طوق تھا جو میری گردن مین وہ خنجر ہو گیا

بالی کا مہرو کیا خوش آب گوہر ہو گیا
پھر وہی مہتاب کے پرتو سے اختر ہو گیا
ہجر گلرو مین مرا تن ایسا لاغر ہو گیا
تار بستر کا خلش مین خار بستر ہو گیا
آتشین رخسار کا جب سے ہوا سینہ مین داغ
لخت دل گرمی سے جلکر رشک اخگر ہو گیا
ہے جو اوس پائے نگارین کا مرے سر مین خیال
جام چینی سا منقش کاسۂ سر ہو گیا
ٹھوکرین کھاتے ہین پانون کے پامال ہین وہ آج دیکھ
جن کا سر کل زینت دہ تاج و افسر ہو گیا
جب نظر آیا گرہ بافت جعد یار مین
دل ڈرا یہ مار تھا اب کیونکہ اژدر ہو گیا
ہو گیا پیر کشمیر کا عشق رخ سے عیان
پردۂ دیدہ سے طفل اشک باہر ہو گیا
شعلہ رو کا سوز دل اب دیکھیے اور کیا کرے
سینہ مین داغ جگر جو تھا سو اخگر ہو گیا
کیون نہ خونریزی کرے اہل زمین کی ترک چرخ
ماہ نو سے ہاتھ مین اوسکے جو خنجر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر رہا ہوں شام سے میں انتظار اوس ماہ کا
دیدۂ بیدار ہر اک آج اختر ہو گیا

ہے عجب راہ عدم بھی جو چلا اس راہ میں
اک قدم میں پیش قدموں کے برابر ہو گیا

کر گئی پرواز رنگت تیرے ہونٹوں کے حضور
پیش ازیں جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا

پڑ گیا ہے عکس جو میرے تن پر داغ کا
سارے جسم یار میں پھولوں کا زیور ہو گیا

دیکھکر خورشید کا چہرہ جو ہم غش کر گئے
سایہ اپنا کوچۂ جاناں میں بستر ہو گیا

باغ میں یاد آگئی مجکو جو اوس گل کی بہار
پھر مرغ روح ہر گل برگ شہپر ہو گیا

تیغ قاتل نے جو کھولے میرے چھاتی کے کواڑ
حسرت دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا

خجلت دندان جاناں سے گہر میں آب تھی
رشتۂ سلک اپنی مژگاں کی طرح تر ہو گیا

جب سے اوس بت کا سنہرا رنگ ہے پیش نظر
حلقہ اپنے چشم تر کا خاتم زر ہو گیا

مجکو جرم میکشی پر جب کیا حاکم نے قتل
جسم نے سر خم سر نے جسم ساغر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

جب شرار آہ کا اوڑ کر گیا سوئے فلک
چرخ کو لرزہ ہوا بیتاب اختر ہو گیا

رکھتا ہے درد جگر ہنگامۂ شور و شغب
روز فرقت روز محشر سے برابر ہو گیا

ہو گیا کعبہ میں ظاہر حسن صانع یار کا
سنگ اسود کو جو چوما سنگ مرمر ہو گیا

حسن گلگوں یار کا تھا یار کب ڈھونڈھے ملے
باعث گم گشتگی پھولوں کا زیور ہو گیا

گھر میں جانے اوس پری کے جو نہ پائے آخرش
سایۂ دیوار اوسکا اپنا بستر ہو گیا

مثل عنقا کیوں نہوا اوج پروازی سے او
آہ کر طایر کو سوز سینہ شہپر ہو گیا

جب نظر آنکھوں سے آیا کاخ خوبی کا جمال
دل ہمارا عالم حیرت میں ششدر ہو گیا

صاف دل کو ہو فرومایہ سے فیض آبرو
قطرۂ نیسان صدف میں گوہر تر ہو گیا

کیمیائی کا ہوا باد صبا میں کیا ہنر
کیسۂ گلشن گل و غنچوں سے پر زر ہو گیا

میکدہ میں ہمنے جب اپنا نہ دیکھا سنگ زر
زہر کا پیالہ ہمیں وہ مے کا ساغر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میکدہ مین جا کے ساقی نے پی مین نے شراب
آج اس ظلمت کدہ مین مین سکندر ہو گیا

کسقدر فرقت مین ہے میرا سیہ خانہ مہیب
شمع کے اوڑ بھاگنے کو شعلہ شہپر ہو گیا

جل نہین جاتا وہ وصف روے آتشناک سے
طایر مضمون بھی اب گویا سمندر ہو گیا

گھر مرا تاریک ایسا ہے کہ لیکر خط یار
چاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا

دشت غربت مین بدن ہے کوچۂ جانان مین روح
جسم بیجان کی طرح خالی مرا گھر ہو گیا

جان کر کانٹا مسافر پیچ کے رکھتے ہین قدم
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا

فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
مثل باران دامن باد صبا تر ہو گیا

بازو و ران و میان و گردن محبوب کا
رشتۂ پیمایش اے ناسخ برابر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

دیکھتا خلوت مین روے یار کو ہے بے حجاب
کیا ہی آئینہ کا اب طالع سکندر ہو گیا

کیون نہ پران ہو کے اب جاے وہ کوے یار مین
مرغ دل کو آہ سے پیدا جو شہپر ہو گیا

آسمان مین ماہ نو کی کیون نہ کشتی غرق ہو
چشم طوفان زا کا ہر قطرہ سمندر ہو گیا

کیا عجب اوڑ جاے نامہ خود بخود ہوا شوق سے
جو لکھا مصرع وہی بال کبوتر ہو گیا

جب وہ گل گھر سے گیا میری گئی گھر کی بہار
اک خزان دیدہ چمن سا بلبلو گھر ہو گیا

دیکھ لو آنکھون سے آتے ہین نظر داغ جگر
ناتوانی سے مرا تن ایسا لاغر ہو گیا

اشک شوئی گرچہ دامان نے نہ کی پر تب بھی
آب اشک چشم سے فرش زمین تر ہو گیا

سربلندی سے ہے ہرچند نام روشن مین
شمع کا جو شعلہ رو سے قد برابر ہو گیا

کیا کہین مرگ احبا مین جو ہمکو غم ہوا
جو موا دشمن کوئی اوسکا بھی اک ماتم ہوا

بخل جتنا ہے زیادہ جود اوتنا کم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا

9

دور پیچ ناف جوے حسن کا کیا غم ہوا
بحر کو گرداب سے جو حلقۂ ماتم ہوا

چشم تر سا دہر مین فیاض پیدا کم ہوا
جود مین در بخش مثل اسکے کہان حاتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقد جان لیکے نا جو سائل کوے جانان کا تو دو
ان دنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا
خاکسارون کو ملا کرتے ہین جھک کر سربلند
آسمان پیش زمین بہر تواضع خم ہوا
ناتوانی سر اوٹھانے دیتی ہے سجدے سے کب
سنگ در تیرا نگین مین حلقۂ خاتم ہوا
آدمی ہین آج ہی تم کیون نہو باہم ملاپ
حرف کو دیکھو کہ کیا ہم جنس سے مدغم ہوا
زیست بھر مجھکو نہ سوجھا چارۂ سودائے عشق
بار سے کافور حنوط اب داغ کو مرہم ہوا
ہو گیا گور غریبان مین عیان حال جہان
کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا
راز پوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ میرے راز سے محرم ہوا

۲۳ کل شب فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بھی ہالے مین ہمکو حلقۂ ماتم ہوا
جوش پر طوفان اشک آ دیدۂ پرنم ہوا
آگے تھا اک ہجر کا غم اب غم عالم ہوا
دیکھکر دور خط شبرنگ اک غم ہوا
حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند بردھنی

جب سخاوت میری دیکھی او سنے بالائے زمین
تیغ غم کھا مر گیا زیر زمین حاتم ہوا
یہ دل دیوانہ اوسمین پھنس گیا کب ہو ملا
حلقۂ جولان اوسی گیسو کا پیچ و خم ہوا
دفتر عشق ہو مسجل کیون نہ اوسکی مہر سے
داغ دل اپنا بجائے حلقۂ خاتم ہوا
عین حلقہ چشم کا ابرو ہے مرکز کاف کا
دفتر خوبی کا ہا ہمجنسون سے ہی مدغم ہوا
دلفگاران انسل کو کام کیا جراح سے
سود مند زخم تن گل کو کہان مرہم ہوا
نشہ سے اسکے عیان ارض و سما کا حال ہو
ساقیا یہ جام بادہ میرا جام جم ہوا
ہاتھ کا ملنا کف افسوس کو ہرچند ہے
یار کے محرم سے جب دست نظر محرم ہوا

شعلہ رکے سوز غم کا دلمین جب عالم ہوا
پیچ سے دود جگر کے حلقۂ ماتم ہوا
اشک باران ابر سان جب دیدۂ پرنم ہوا
موجۂ سیلاب سے غرقاب اک عالم ہوا
تیری فرقت سے دل بیخود کو وہ غم ہوا
مرثیہ غم کا پڑھا ردسے ہر ماتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنے پانو کی
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

سبز آتے ہین نظر اشجار مسموموں کی طرح
فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا

نام ہے روشن زمانے مین مرا اشعار سے
سر جھکا جب فکر مین زانوئے مین خاتم ہوا

پاؤن مین اوس پاکدامن کے تصدق سے نجات
جنکی پابوسی کو پیدا پنجۂ مریم ہوا

جیب کیا مونھہ کھل گئی جب زلف جانانکی گرہ
بڑھ گئی گو رات تو اوسکے عوض دن کم ہوا

تا بہار عارض گلرنگ سب تھی شاعری
اب وہ دفتر مثل دوران خزان برہم ہوا

نشۂ مے مین نظر آتی ہین سیر نشاتین
ساقیا یہ ساغر مے رشک جام جم ہوا

ہے بزنگ برق ہنسنا آدمیت سے بعید
سالہا باران غم بہر گل آدم ہوا

اک پری کے عشق نے مجھکو سلیمان کر دیا
لخت دل تنگ ہے تو حلقۂ چشم کا خاتم ہوا

مائل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین
تیر سیدھی پیش کمان پھر تواضع خم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سدھنی

راستکارون کی اطاعت کج نہادونکو ہے فرض
تیر کی تعظیم کو گوشہ کمان کا خم ہوا

یوسف مصری کا اپنے بوسہ لیکر مر گیا
کیا تماشا ہے کہ قند مصر ہمکو سم ہوا

کیون نہو زیر نگین اوسکے خط فرمان پری
نقش عشوہ ناز سے کندۂ نگ خاتم ہوا

پاکدامن ہے نہ دامن دیکھنے پائے غبار
خلعت عصمت کا زیبا قد پہ جون مریم ہوا

صورت مضمون و معنی کا تماشا ہے یہان
کاسۂ سر آئنہ ہے یا کہ جام جم ہوا

ساتھ مین اوس گلبدن کے ہم کرین تھے سیر باغ
حیف ہے وہ دور جون برگ خزان برہم ہوا

پہلو مین بیٹھا ہے جاکر کب اوٹھائے سے اوٹھے
جان کے لینے کی خاطر درد دل بھی جسم ہوا

دیکھکر شیدائی ہون دیو و ملک حور بہشت
حسن مین رشک پری ہے گرچہ وہ آدم ہوا

کیون نہ چوسون جام کی طرح لبون سے مونھہ لگا
خط نقش جام سے زیبا خط خاتم ہوا

سیکڑون خم کھائے گرچہ تار سر مار کا
حلقۂ کاکل سے ہمیں ایک بھی کب خم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زندگی چشم جہان مین خوار رکھتی ہے دلا
دوش پر سبزی لیا جب آدمی بیدم ہوا

مے کشی بے فرقت ساقی نے مارا ہے مجھے
شرب مے مانند اکل ناگوارا سم ہوا

حرف سکہ کے ہون کیسے پر ادب ہیچ تا نہین
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اوسکا رتبہ کم ہوا

آبلے چیچک کے جب نکلے عذار یار پر
بلبلون کو برگ گل پر شبہۂ شبنم ہوا

فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جس گھڑی
وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا

منتین کر کر کے احسان کرتے ہین ہم مے پرست
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا

سب حسین اے گل ترے آگے ہوئے خجلت سے آب
ہر ستارا بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے
اوسکا ہر قطرہ بھی کام اژدہا مین سم ہوا

ہوگیا ہے جوش سودا سے مرا مشہور نام
حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا

عشق اوس نور الٰہی کا ازل سے ہے مجھے
جس سے اے ناسخ ہزارون سال بعد آدم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کیا کہون درد جگر سے جو مری حالت ہوئی
نبض ہاتھون سے چھٹی سینہ مین دم بند ہوا

دیکھتے ہی اک نظر آنکھونسے اوسکو مر گیا
حق مین میرے وہ سواد مردمک بھی سم ہوا

عالی قدرون کو ترقی مین تنزل ہو نصیب
دوپہر کے وقت دیکھو سایۂ خور کم ہوا

فرش سبزہ پر قدم گلرو نے رکھا باغ مین
پاے نازک مین پھپولا قطرۂ شبنم ہوا

سب پریزادان پیرو کے ہوگے طاعت گزین
جب سلیمانی کا اوس انگشت مین خاتم ہوا

میکدہ مین کب ہی ہے سرکشون کی سرکشی
وقت مے ریزی کے پیش جام مینا خم ہوا

عارض رنگین کو اوسکے گر کہون مین برگ گل
کان کا موتی نہ کیون پھر قطرۂ شبنم ہوا

اوس لب شیرین پہ تھا خال ہنسنے بھی جلوہ گر
مر گئے ہم بوسۂ تل شکری مثل سم ہوا

اوسمین گندیدہ حروف نقش داغ غم کے ہین
حلقۂ ہالہ سے مہ کو حلقۂ خاتم ہوا

حسن سے اوسکے پریزادون کے اڑان ہوش ہین
رشک حور ہرچند ہے پر صورت آدم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عشق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا
سایہ دیکھا اوس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا
فرقتِ خالِ سیہ مین کشتہ مین محزون ہوا
موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا
اوس ادا سے دھوئے مین دست حنائی آپنے
ہر حباب آبجو اک دیدۂ پرخون ہوا
نکلونگا مثل شرر سنگ صنم سے روز حشر
زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا
بوسۂ خال سیہ تیرے نہین صاحب اگر
ایک دن سننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا
ماہ تابان مین ہوا ہالہ ہوا مار سیاہ
چودہوین شب گر خیال کاکل شبگون ہوا
چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز غمکدہ
کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا
توڑے بند وقون کے تارے چاند جنکی ہاتھ آ
اے شب فرقت ترا آنا مجھے شبخون ہوا
ہم شہیدونکی جو خاک اوسکی سواری سے اوڑی
ایکدم مین توسن باد صبا گلگون ہوا
طوق ہالہ کا پڑا اوسکے گلے مین کس لئے
چاند بھی شاید اوسیکے عشق مین مجنون ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

۱۹ حضرت جن کا نہ اوسکو کارگر افسون ہوا
سایہ مین آکر پری وش کے کہ جو مجنون ہوا
کیف مین سرشار اوسکے یہ دل محزون ہوا
خال کے تلکے سے گویا نشۂ افیون ہوا
ناخن دست پری رو پر نہین رنگ حنا
خنجر قاتل کسی کے خون سے پرخون ہوا
عالی رتبون کو نہین کچھ مزرعۂ دنیا سے کام
دانۂ انجم نہ گا ہے خاک مین مدفون ہوا
کیون لپینے مین نہ مست ناز کی ہو کیف مے
خال کو جو تاکنے مین نشۂ افیون ہوا
سمجھا مین ہر مار پیچان غزر شیرہ
اوس رخ رشک سحر پر جب خط شبگون ہوا
میکدہ برباد طوفان نے کیا اس اشک کے
بچ رہا زندہ مقیم خم جو افلاطون ہوا
آب شبنم آب خنجر سان ہوا آسیب کے
ہاتھ سے اوسکے گلون کا باغ مین شبخون ہوا
زیر ران رکھین سنگساران سمع اری تیز رو
نکہت گل گو خرام باد سے گلگون ہوا
ہو گئی صحرا نوردی خضر راہ عشق مین
نقش پا کا میرے ہیرو نجد مین مجنون ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہے وہ تیغ اوسکی نگہ دیکھے اگر میری غزل
طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا

ساتھہ زر کے پستی ہمت بھی ہوتی ہے زیاد
ورنہ مائل سوے اسفل کس لیے قارون ہوا

باغ مین تقطیع اوس سرو رواں کی دیکھکر
سرو کا مصرعہ میری نظرون مین ناموزون ہوا

اژدہے سے بارہا آئے دفینون مین نظر
کیا ہوا اگر نیک کے نزدیک بد مدفون ہوا

میکدے مین بیخبر ہے سیر انقلاب روزگار
جام مے سیدھا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا

میکشو روز ازل سے وہ ہین صاف ظرف ہم
جسکے اک پیمانہ سے خالی خم گردون ہوا

بیت ابرو مین کا ہے میرا ایسا ہوا چھوٹا نہ پھیر
طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا

گر گراوےگا عروج نشاء مین تو دیکھنا
ایک ٹھوکر مین کئی ٹکڑے خم گردون ہوا

کیونکر اے ناسخ خوار عجل دشمن ہو خوار
کیسے موسی کا علی شیر خدا ہارون ہوا

۱۴

معطر انکے نہانے سے ہے لب آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھی

سر مین وصف پای رنگین یار کا آیا خیال
شعر کا رنگ حنا سے سرخرو مضمون ہوا

چشم گریان مین خزانہ ہے در و یاقوت کا
مردم دیدہ تونگر مثل قارون ہوا

رنگ مہندی سے ہوا گلگون جو دست گلبدن
پنجۂ گل دیدۂ بلبل مین ناموزون ہوا

پختہ مغزون کو تعلق ہو نہ کشت دہر سے
جو بھنا دانہ نہ پھر زیر زمین مدفون ہوا

میکدہ سے اوسکے مے نوشی کرون مین کسطرح
گردش طالع سے جام چرخ بھی واژون ہوا

کیا کہین خورشید رو کا ہو گیا ہے سوز عشق
داغ انجم سے جو سوزان سینۂ گردون ہوا

خامہ اپنا بن گیا ہے چون تفنگ صید باز
شوق سے نخچیر اوسکا طائر مضمون ہوا

ہجر مہ رو مین جو نعرہ زن دل پر درد ہے
ہو گئی لرزان زمین اور چرخ مین گردون ہوا

جو نکالے کون ہے ہرچند ایسا کاروان
غرق چاہ ذقن مین یہ دل ہارون ہوا

۱۴

وہ رنگ آتشین ہے جس سے شعلہ آب ہوا
کہ تاب حسن سے غنچہ خم گلاب ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول
ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا
ترے بدن پہ اگر ایک بوند غم کی پڑی
برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا
جو آنکھیں نشہ سے رہتی ہین سرخ پرخون ہین
فراق یار مین کیا ہاے انقلاب ہوا
جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون
نظر مین ساغر مے دیدۂ پرآب ہوا
نجات ہوگی عذاب حساب سے سبکو
جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا
جلانا آتش سوداے عشق سے جو یہان
تو واجب اوس پہ جہنم کا بس عذاب ہوا
یہ رنگ عارض گلرنگ ہے کہ نام خدا
پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا
نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پر اوسکی
شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا
خلل پذیر ہمیشہ ہے کارخانۂ عقل
کبھی نہ خانۂ زنجیر یان خراب ہوا
یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک بہم
کہ آیا غش مجھے اوسکا جو وقت خواب ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

پڑا تھا اوسکے رخ آتشین کا عکس اوسمین
تو سوز غم سے دل بحر آب آب ہوا
ہے دردناک ہوئی نامہ کیا شکن سے پیچ
رقم جو اوسمین مرا حال اضطراب ہوا
نہ دیکھے شام جدائی کی گاہ صبح وصال
ہمارے گردش طالع کو انقلاب ہوا
ہے خوف دل مین کہین جل جاے یہ خس مژگان
کہ آتشین مری اس چشم تر کا آب ہوا
کیون رات دن کرے ہے جو بیحساب ستم
کہ روز حشر کا پیدا پئے حساب ہوا
نہ آئی موت ہے مرجاتی چھوٹتی غم سے
یہ جینا روز جدائی مین اور عذاب ہوا
اس اشک خونین کی رنگسازی دیکھیے چشم
کہ رنگین پردۂ دیدہ بھی چون شہاب ہوا
جو رشک مہ نے رکھا پا تو سنگ بت پہ ترا
فروغ حسن سے پرنور آفتاب ہوا
خزان سے باغ کی سرسبزی کی ہو بربادی
کہ خشک ہو کے گل تر کا تن خراب ہوا
ہم اپنے یوسف ثانی کی دیکھتے صورت
نہ ایک بار زلیخا سا شب کو خواب ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ رنگ سوج ہوا میری آہ گرم سے ہے
ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا
جہاں نظر میں یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

زلف سے کیجیو شانہ کو نہ زنہار جدا ۲۰
کاٹ کھاتا ہے جو ہوتا ہے سر مار جدا
آنکھ سے لطف ہے پلکیں نہ ہوں اے یار جدا
کس طرح آبلۂ پا سے کروں خار جدا
دل کو مجھسے کریں گے ابروے خمدار جدا
عضو سے عضو کو کر دیتی ہے تلوار جدا
لوں جو بوسہ نہ لبوں سے ہوں لب یار جدا
ہے وہ بلبل ہی جو غنچے سے ہو منقار جدا
سر عشاق یہاں بکتے ہیں معشوق وہاں
کوے قاتل ہے جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہے اور ہے حیوان حیوان
تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھوں نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور
انگلیاں ہی گئیں یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہے جو بے قبضہ کرے خونریزی
ورنہ مشکل ہے جو قبضہ سے ہو تلوار جدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

جو شمع رو کا مرے حسن آتشیں دیکھا
تو جلکے بزم میں پروانہ بھی کباب ہوا
فروغ حسن وہ ہرچند رشک مہر جسے
کہ زرد دیکھتے ہی جسکو ماہتاب ہوا

عارض سیمیں بر کا کل ہو زنہار جدا
گنج سے انس رکھے کس طرح ہو مار جدا
عارض صاف سے خط ہووے کب اے یار جدا
گل سے کس طرح بھلا ہو سکے ہے خار جدا
دل سے ہو کس طرح دھیان ابروی خمدار جدا
میان سے رہتی نہیں قاتلا تلوار جدا
رنگ چہرہ کا ہے گل سے تیرے اے یار جدا
تجھ سا کیا بولے گی بلبل کی ہی منقار جدا
سنگ طفلاں سے بنا سنگ ترازو اوسکو
میرے سودا کا ہے ہنگامۂ بازار جدا
ہو رفاقت کہاں درماندوں سے ہمراہی کی
ناتوانی سے ہوئی طاقت رفتار جدا
سیکڑوں دل میں ہیں ارماں کہوں یک یک میں
بار دگر یار سے آگریں دو چار جدا
تشنۂ آب دم تیغ ہوا ہوں قاتل
ہو لب زخم سے میرے کہاں تلوار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہی دلچسپ ہے واللہ بدن اوس بت کا
مثل رگ ہوتے نہیں رشتۂ زنار جدا

ہم بغل ہوتے ہی مین جزو بدن بن جاؤن
نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا

نام رکعت ہے کہین لغزش مستانہ کہین
نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

عیش ہے ہمکو لیکن باغ میں اوس بیخ مدام
کیا ہوں گلبن سے بھلا گل کی روش خار جدا

سر و سامان کا کیا ذکر کہ غافل اک دن
جسم سے سر ہے جدا سر سے ہے دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نے
ہوئی تعمیر میری سقف سے دیوار جدا

سبزۂ خط سے ہوئے میرے حواشی پر روش
کرتی ہے حاشیون کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیے جس وقت میسر ہو وصال
قبر مین رکھتی ہی کیونکر نہون غمخوار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتے ہین
مونھ سے کرتا ہے جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلے جاتے ہین تو کہتے ہین برگ گلبن
ہم تہی دستون سے کیونکر نہون زردار جدا

غزلیات تصنیف ہرچند سری دھنی

پیر گردون کو مین کیون طفل برہمن نہ کہون
قشقہ ہے ماہ اور کہکشان زنار جدا

ہون تپ ہجر سے مین ایسا نحیف و لاغر
کب دکھائی دے ہے بستر سے تن زار جدا

اشک خونین سے بھرے بادۂ گلگون انجیر
میری چشمون کا ہوا خانۂ خمار جدا

خوبرویان چمن سے نہ وفادار ہوا لگ
رنگ گل گل سے کہان ہوتا ہے جون خار جدا

سیمین بر کی کرون پوشاک کا عالم کیا بیان
رکھنی زرتار سے ہے طرۂ دستار جدا

اوس پریرو کے شب تار مین جو دوری ہے
پاس سے میرے ہوا سایۂ دیوار جدا

سبز خط کے مین ہوا تیغ نظر سے مجروح
زخم سے ہو نہ کبھی مرہم زنگار جدا

نعرہ و آہ فغان درد کو رکھتا ہون رفیق
کس طرح دل سے کرون ہجر کے غمخوار جدا

اشک گلرنگ کی مے سے کری میخواری ہے
مردم چشم کو دیکھو کہ ہے میخوار جدا

مثل قارون کے خزانہ در اشکون سے نہ رکھ
مردم چشم ہوا دیکھ لو زردار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

راست گو کون ہے ایسا کہ زبان مین ہو فرق
شمع کی طرح مرا سر ہو جو سو بار جدا
فصل کیونکر کرون دونون مین گوارا ناسخ
گر محمد سے نہین حیدر کرار جدا

۳۸
بیشتر سر سے یہان ہوتی ہین سامان پیدا
کھانے کے وقت سے اول ہوئے دندان پیدا
ہو گئے دفن ہزارون ہی گل اندام اسمین
اسلیے خاک سے ہوتے ہین گلستان پیدا
ہے شب ہجر نہ اوٹھوا مری دست فریاد
صبح محشر ہو نہ تا چاک گریبان پیدا
خار غم مین نے جو پنہان کیے ہین ساری عمر
میری تربت سے ہوئی نخل مغیلان پیدا
گر نہین ہے وہ پری کیون ہے بھبوکا چہرہ
کہ خدا نے تو کیے خاک سے انسان پیدا
ہم ضعیفون کو کہان آمد و شد کی طاقت
آنکھ کی بند ہوا کوچۂ جانان پیدا
صدمہ دل کو جو ہوا نالۂ سوزان نکلے
جس طرح سنگ سے ہو آتش پنہان پیدا
سنگ کہسار بنے سر شوریدہ بنے
ہوئے پاؤن کے لیے خار بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

شمع روشن بھی جلی آتش روکی لو مین
سوز سینہ ہے جدا اشک شرربار جدا
فتحیابی ہو ہرچند کیون اعدا سے تجھے
فضل رب ہے مدد حیدر کرار جدا

۲۴
نعمتین کھانے کا حق نے کیا سامان پیدا
عہد طفلی سے دہن مین کیے دندان پیدا
آئے گر وقت فغان اوس قد رعنا کا خیال
کیا عجب آہ سے ہو سرو گلستان پیدا
دیکھ گلزار مین گلرو کو ہوا دیوانہ
کسوت گل مین ہوا چاک گریبان پیدا
سر مین سودا رکھون ہون سنگ بیابان بالو سر
آبلہ پائی کو ہین خار مغیلان پیدا
دیکھکر حسن پریرو کو کہا پریون نے
غیرت حور کیا حق نے یہ انسان پیدا
دل سے سرکے گیا ہے تاب و توان ہوش و خرد
جان لینے کو ہوا ہی غم جانان پیدا
شمع رو کی جو لگی رہتی ہے لو آٹھ پہر
شمع سان دل مین ہوئی سوزش پنہان پیدا
کوچۂ یار مین رہنے نہ دیا کوئی دن
جوشش سودا نے کیا سیر بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہون مین بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا
کی مری رونی نے خاصیت درمان پیدا
طلب آتش حسن ازلی مین ہون وہ سرگرم
کہ ہوا مضغۂ دل سینے مین بریان پیدا
اوس پریرو کو جو ارسال کرون نامۂ شوق
بیضۂ مور سے ہو مرغ سلیمان پیدا
اس طرح خاک سی وہ چہرۂ پر نور بنا
ظلمت شب سے ہو جیسی مہ تابان پیدا
تو ہے خورشید ستارے ہین حسینان جہان
تیری پرتو سی ہوا ہے مہ کنعان پیدا
بدلے تارون کے اوسی چاند کو مین نے دیکھا
آنکھ کھلتے ہی ہوا جلوۂ جانان پیدا
آشیان میرے چمن مین جو لگائی اکثر
بیضۂ زاغ سے ہو مرغ خوش الحان پیدا
شادی و رنج ازل سے ہین ہم میرے ساتھ
زخم کی طرح مرے لب ہوئے خندان پیدا
روز مولد سے نہین عیش و طرب قسمت مین
زمزمہ ہے جو بشر ہوتے ہین گریان پیدا
آدھی پر ہے تعلق کو جہان مین سبقت
بعد کانٹون کے ہوا گوشۂ داماں پیدا

غزلیات تصنیف ہرخند سرہندی

ہو مرض جسکو یہ مرکر اوسے صحت ہو نصیب
تپ ہجران کا ہوا ہے کہان درمان پیدا
مرغ دل سوختہ ہے سوز سے رکھے پر آہ
ورنہ پرکٹ گری ہے طایر بریان پیدا
دھیان رہتا ہے پریرو کا سدا اپنی نظر
گردش چشم کو ہے تخت سلیمان پیدا
جعد مشکین مین گوندھا قبۂ زرین سمجھ
شب یلدا مین ہوا ہے مہ تابان پیدا
دیکھتی کاش زلیخا جو مرا غیرت مہر
ہوتا کب اوسکو یہ عشق مہ کنعان پیدا
ہے نہان چشم بصیرت سے نظر آتا ہے
ہر جگہ دیکھ لے ہی جلوۂ جانان پیدا
نغمہ سنجی قفس تن مین اوسی کیا کیا ہے
طوطی دل سے کہان مرغ خوش الحان پیدا
دیکھ کر گریان مجھی یار کری ہے خندہ
میری گریہ سی ہوئی صورت خندان پیدا
باعث خندۂ دیگر ہو تو لد اوسکا
جب شکم والدہ سے لڑکا ہو گریان پیدا
پنجۂ دست جنون نے کیا پیراہن چاک
ہو عبا کو میری کس طور سے داماں پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھکر تجکو تناسخ کی سفر کرتے ہین
دوسری بار ہوا ہے مہ کنعان پیدا

ہر شجر نے جو دیا باغ جہان مین یک پھل
شجر قد سے ہوا سیب زنخدان پیدا

چشم تر مین ہے یہ عالم مژۂ پر خون کا
جس طرح بحر مین ہو شجرۂ مرجان پیدا

میری زنجیر یہ کہتی تھی بآواز بلند
بعد مجنون کے ہوا سلسلہ جنبان پیدا

کیون نہ ہم عالم امکان مین کرین ترک لباس
جب کہ خالق نے کیا ہو ہمین عریان پیدا

تا رہین سجدۂ معبود مین ناسخ مصروف
سر سے اسواسطے ہوتے ہین سب انسان پیدا

۳۹

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا

خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین
سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

مرگ اک سوتی تھی پر نہ یہ کراہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

حسن پر نور ترا غیرت صد خور ہوا
سایہ سے تیری نہ کیون ہو مہ کنعان پیدا

چاہ کر گسنے پیا آب چہ غبغب سے
تشنون کی دھوکہ کو ہے چاہ زنخدان پیدا

شاخ مژگان کو نہ کیون شجرۂ مرجان سمجھون
اشک خونین سے ہوا دانۂ مرجان پیدا

دل جو سودائی مرا عشق پریرو مین ہے
وہ رگ جان سے ہوا سلسلہ جنبان پیدا

پوست تن کی دی پوشاک ازل مین حق نے
یون تو کر پوچھتے ہو ہم ہوئے عریان پیدا

بھولا ہرچند تو کیون یاد الٰہی دل سے
کیا ہے بہر عبادت تجھے انسان پیدا

۷

ہائے ری شب کو غم یار نے سونے نہ دیا
اک پلک بھی چشم زار نے سونے نہ دیا

یاد رخسار کی دلمین جو رہی ساری رات
صبح تک حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

خواب مین یار سے ہم تھی جو لگائیں آنکھین
صبح تک دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

رات بھر رو رو کے چشمون سے بہائے چشمے
اک پلک بھی دل بیمار نے سونے نہ دیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یاد اوس زلف کی رہ رہ کی مجھی دلوائی
ہجر مین مجکو شب تار نی سونی نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھی تھی بعد فنا پائینگی راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدار نے سونی نہ دیا

۱۸
باغ مین روندے بہت پھولونکے خرمن زیر پا
لا کبھی اپنے شہیدون کی بھی مدفن زیر پا
یہ اثر رنگ حنا کا ہے کہ کان لعل ہو
ایکدم آجائے گر ہیرے کی معدن زیر پا
ہاتھہ دوڑائی زمین سی سو شہید ناز نی
رہ گیا چلنی مین قاتل کا جو دامن زیر پا
گلشن تصویر قالی تیرے اوٹھ جانی کی ساتھ
صورت برگ خزان کرتا ہے شیون زیر پا
اوسکے تلوون کی نزاکت کا کرون کیا مین بیان
رہ گئین ہین قالین کی مانند سوزن زیر پا
دونگی تیری بازوئی نازک کو پھر تکلیف تیغ
لائیو اپنے شہیدون کی نہ مدفن زیر پا
آج چھو سکتا نہین کوئی بھی مجکو ہاتھہ سے
ایکدن روندینگے سب تیرا بھی مدفن زیر پا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

کی پریرو کی نظر آئی ہمین سایۂ دیو
صبح تک ہائی شب تار نے سونی نہ دیا
طایر دل مرا شب بھر جو قفس مین تڑپا
ہمصفیرون کو گرفتار نے سونے نہ دیا
یاد ہرچند رہی مہرو کی شب سے تا صبح
رہی جیتی غم دیدار نے سونی نہ دیا

سینہ پر گل سی میری ہو گل کا خرمن زیر پا
گلبدن جسوقت لائی میرا مدفن زیر پا
دم مین بن جائے نہ کیون رنگ حنا سی کیمیا
سیم تن کے آئی گر پارہ کی معدن زیر پا
وای ری دست جنون کیا ہے تری پردہ دری
چاک کر جامہ کو لاتا ہے تو دامن زیر پا
سوز ہجر شعلہ رو سے بیکہ شعلہ ہون مین
کرتا ہے دم غسل پانی جل سکے شیون زیر پا
روی گل پر پاون گر رکھدی مرا وہ گلبدن
رگ سی اوسکی ہو خلش جون نوک سوزن زیر پا
میری سر پر بعد مردن بھی ترا احسان ہے
سنگدل لائی اگر تو سنگ مدفن زیر پا
پاس تربت رکھی گر کاشکی وہ سبز رنگ
سبز جون برگ حنا ہو سنگ مدفن زیر پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خاک پر رکھے حنائی پاؤن اپنے تو اگر
پنجۂ شاخہ نقش پا کی جا ہو روشن زیر پا
خاک صحرا چھانتا پھرتا ہون اس غربال مین
آبلون مین کر دیے کانٹون نے روزن زیر پا
زلف جانان یاد آتی ہے جو صحرا مین مجھے
جادۂ صحرا ہوئے ہین مار رہزن زیر پا
سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پہ
یار کا رکھتا ہے توسن نعل آہن زیر پا
سرو دیکھینگے جو اوس سرو خرامان کا خرام
پھر نہ ٹھہرے گی زمین صحن گلشن زیر پا
دوستون کے روندتا ہے دل پہن کر کفش تو
ای پری کہتا ہے بیجا تجکو دشمن زیر پا
اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھا لیجائیگا
دیکھ اے غافل ذرا تیرا ہے مسکن زیر پا
رقص میں آتی تہین جب اوسکے گھونگرو کی صدا
کرتے ہین آسودگان خاک شیون زیر پا
دیکھکر اوس سرو کو حیرت سے بولین قمریان
طائر رنگ حنا کا ہو نشیمن زیر پا
دیکھکر پائے حنائی کو خدائی نے کہا
وہ صنم یاقوت کی رکھتا ہے معدن زیر پا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

شمع رو کا گر مرے پروانہ دیکھے حسن رخ
رکھے بیقدری سے رو کے شمع روشن زیر پا
کاش فرش سبزہ پر رکھے قدم جو سبز خط
نازک ہے ہو نشتر سبزہ سے روزن زیر پا
یاد ہے خامہ کو میرے کیا فن افسونگری
نقش مسطر سے رکھے ہر مار رہزن زیر پا
رنگ سے مہندی کے وہ ہم رنگ کندن کیون نہو
میرے گر اوس سیم تن کے آئے آہن زیر پا
جائے کب وہ گلبدن بہر تماشا باغ مین
رکھے مہندی سے بہار رشک گلشن زیر پا
سرکشی رکھتا ہے کیون کہہ خاکساری پر نظر
آئے گی اک روز خاک دوست دشمن زیر پا
نقش نعل کفش پا دیکھا جو سر راہ زمین
سمجھے ماہ نو کا ہم مہ رو کے مسکن زیر پا
کب صدا وقت خرام ہے زنگ کی پازیب کی
طایر رنگ حنا کرتے ہین شیون زیر پا
دم مین زندہ ہووے اعجاز مسیحی سے ترے
طائر قالین کا گر ہووے نشیمن زیر پا
ایک دم مین فیض عکس حسن سیم اندام سے
نقرہ خالص ہو جو رانگے کی ہو معدن زیر پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوون میں وہ بیخود بُرے دفع صداع وآبلہ
گر حنا سر پہ ملے ناسخ تو چندن زیر پا

۱۴
گیا مرے رونے سے اک یار کا چہرا اوترا
آب اشک ایسا چڑھا شرم سے دریا اوترا
مردے جی اوٹھے جو ہیں طاق سے مینا اوترا
رند کہنے لگے کعبے سے مسیحا اوترا
وزن میں کاغذ تصویر تصور ہے گران
جب سے وہ دھیان چڑھا کیا بدن اپنا اوترا
ہیں وہ تیرے لب جاںبخش کہ نظارے کو
اے صنم چرخ چہارم سے مسیحا اوترا
ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تونے قبول
تن سے اوترا جو نہ سر بوجھہ تو سر کا اوترا
دوپہر سے ترے کوچہ میں ہم آکر بیٹھے
ہوگئی شام نہ دیوار سے سایا اوترا
اشک حسرت یہ بہے وقت وداع جاناں
کہ مرے گھر سے جو نکلا چڑھے گنگا اوترا
خم کے خم صحبت ساقی میں چڑھا جاتے ہیں
ہجر میں حلق سے اک قطرہ نہ اوترا
یون فلک سے کبھی اوترے نہ شہاب ثاقب
جس طرح بام سے اپنے وہ بھبوکا اوترا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

صندلیں رنگ کے تپ غم کا ہوا ہے دردِ سر
دور کب ہو گر ملیں ہرچند چندن زیر پا

۱۴
خوف سے حضرت طوفان کا چہرا اوترا
سیل اشکوں کا جو پایاب جا دریا اوترا
میکدے میں گئے ہم طاق سے مینا اوترا
دل بیمار کے درمان کو مسیحا اوترا
دیکھیے اوسکا اوتارا اور کہاں تک اوترے
جب سے غم دل پہ چڑھا جسم ہے اپنا اوترا
قبر پر جاناں جو آیا تو پکارا مجکو
مردہ تھا جی اوٹھا جانا کہ مسیحا اوترا
چرخ پر دیکھا جو شب عقد ثریا سمجھے
گوہریں مہ رو کا جھومر کہیں سر کا اوترا
نور کا پتلا ہے اور سپہ جوانی کا چڑھا
آفتاب حسن کا تیرے کہاں سایا اوترا
چشم پر آب میں پایاب بھرے تیرتا ہے
طفل اشک کو دیکھو کہ ہے گنگا اوترا
سوزش غم نے دیا آنکھ سے پانی کو سکھا
ہجر میں روئے تو آنکھوں سے نہ قطرا اوترا
بجلی سی چمکی مجھے آنکھ کہ جب کوٹھے سے وہ
زریں پوشاک پہن بن کے بھبوکا اوترا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سمجھے سب اپنے گلکڑے سے یہ نکلا خورشید
جب کہ داغ سر شوریدہ سے پھاہا اوترا

چشم زاہد مین ہون گو خوار گناہون سے مگر
مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا

کسی حالت مین مجھے ہوش سے کچھ کام نہین
چڑھ گئے ابخرے سودا کے جو نشا اوترا

بار دامن سے اوٹھ جائے نہ کیون تیری کمر
آستین کا سے ہوا بوجھ کہ شانا اوترا

نہین چڑھتا ہون کسیکی بھی نظر پر ناسخ
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا

۱۱

سر پر پہاڑ اونکے نہ اے آسمان گرا
جو برگ گل کو سمجھیں کہ سنگ گران گرا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا

مٹی وہان کی لیگئے عطار بہر عطر
اوس رشک گل کے موتھ کا پسینا جہان گرا

رشک چمن ہوا ہے ہر اک نونہال سرو
کٹ کٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نے برنگ شکست رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا نے فغان گرا

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

پنجہ شاخ کی طرح پنجۂ جراح جلا
زخم سوزان سے مرے لیکے جو پھاہا اوترا

دوش پر بار چڑھا سر کا ہے قاتل تو اوتار
جوہر تیغ سبب ہے موت کا آیا اوترا

تاکے تھی ساقی بدمست کی کل میگون چشم
آج تک کیف سے اوسکے نہین نشا اوترا

ہاتھ سے پھول رکھا گلرو نے جیب مگر مین
پہونچے سے پہونچی لچک بازو سے شانا اوترا

سر مژگان سے ٹپک خاک مین پامال ہوا
نظرون سے اشک سا ہرچند مین ایسا اوترا

مین سمجھا سر پہ ٹوٹ کہین آسمان گرا
جب دل پہ غمزۂ رد کا بار گران گرا

کیا شوق پابوسی مہرو ہوا اوسے
روئے زمین پہ عکس خور آسمان گرا

ہے ضعف ناتوانی سے وقت خرام مین
اوٹھا عصا او پکڑ کر جہان گرا

وہ داو پیچ یاد مین اس نال چرخ کو
آیا جو اوسکے پیچ مین پیر و جوان گرا

جوش جنون کو میرے پسند ہے یہ شور وغل
سنگ سر پہ جسنے مارا تو وہ لے فغان گرا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آزاد ہین قیود سے افتادگان خاک
اوڑتا پھرا شجر سے جو برگ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہ زنخدان سے عشق ہے
یوسف بھی اوس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کریگا مجھے پاسے گا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہ سلوک مین افتادونکو ہو گیا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آب روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہے سلطنت
رویا مین سے افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے
مانند مست ہر شجر بوستان گرا

جب خرام ناز کو تو اے پری پیکر اوٹھا
ہر قدم پر گرد کی جا فتنۂ محشر اوٹھا

آپ مین دیوانہ پھوڑے ڈالتا ہون اپنا سر
دست نازک سے نہ اپنے اے صنم پتھر اوٹھا

طرفہ گل اس باغ مین ہین اور شبنم سے عجب
ہمنشین کے جو بیٹھا میری محفل مین وہ درد کر اوٹھا

صفائے دل کے آگے خاک آئینہ کی قدر
میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اوٹھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کیا ذوق زمزمہ ہوا صرصر کو مطربا
پر شور شاخ نخل سے برگ خزان گرا

نکلے عزیز و یوسف دل اوس سے کسطرح
چاہ ذقن مین آنکے خود کاروان گرا

کیونکر چلون کہ چل نہین سکتا ہون اک قدم
اب سو راہ ضعف سے مین ناتوان گرا

طوفان اوٹھا کہ شہر دن کی تعمیر بہ گئی
اب آبشار چشم سے آب روان گرا

بالائے تخت زیست تلک جلوہ گر رہا
مر کر نشیب قبر مین نوشیروان گرا

ہرچند مژگان گریہ سے شاخ نہال ہے
ٹپکا جو اشک سرخ گل بوستان گرا

۱۵ شور حسن فتنہ زا جب اے پری پیکر اوٹھا
بیٹھے بیٹھے بولے سب ہنگامۂ محشر اوٹھا

ضعف ایسا ہے بنے گر جام میری خاک سے
کب صدا نکلے اگر مارے کوئی پتھر اوٹھا

سانس پھر اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچے گا کبھی
اے دل محزون نہ درد و غم سے غل وکر اوٹھا

صاف تن آئینہ رو کا کیا نظر آیا اوسے
دست حسرت مار کر زانو پہ اسکندر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پانون اوٹھ سکتے نہیں کیا جاؤن کوے یار کو
ہاتھ اپنی زیست سے اب اے دل مضطر اوٹھا

دشمن ہے میری گردن کشی مانند شمع
افسر زر شوق سے رکھ پہ نہ اتنا سر اوٹھا

کر دیا ہے یاد چشم و گردن جانان نے مست
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اوٹھا

مجھ سے ہلواتا ہی لیزم اب جنون زنجیر کی
اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو مگدر اوٹھا

زندگی مین صرف کرتا ہو سبکدوشی حصول
مثل قارون خاک مین جا کر نہ بار زر اوٹھا

چاہیے تعمیر دل جو ساتھ اوٹھا لیجائیگا
یون خرابی کے لیے دیوار اوٹھا یا در اوٹھا

ہو رہا ہیجو وگر اوڑائے خاک وحشت مین کبھی
تو یہی سمجھا غبار توسن دلبر اوٹھا

بات جن نازک مزاجون سے نہ اوٹھی تھی کبھی
بوجھ اون سے سیکڑون من خاک کا کیونکر اوٹھا

مصحف رخ کا جو بوسہ لیکے مین منکر ہوا
مجھسے کہتا ہے کہ اب قرآن تو سر پر اوٹھا

خاک مین ملتی ہے عزت روندتا ہے ہمکو غیر
اس گلی سے بس ہماری خاک ای صرصر اوٹھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

وصل ہوگا صبر کر خاموش ہو بیٹھا رہو
شور گریہ ہجر مین نہ اے دل مضطر اوٹھا

سرکشی اس بزم مین ہے باعث نقصان جان
کاٹتا گلگیر ہے شمع کا جسدم سر اوٹھا

خاک سے میرے بنا ساقی تو جام میکدہ
بادہ نوشی کو لیگا ہاتھ مین ساغر اوٹھا

چرخ کجرو پیر ہو جوان ہے وقت تیرے ہاتھ مین
کہکشان و ماہ نو کی لیزم و مگدر اوٹھا

آبرو کو خاک کرتی ہے ہواے سیم و زر
بوتہ گل آگ مین جلتی ہے حرص زر اوٹھا

کیون نہو خوش قطع ہے معمار قدرت کی بنا
جسنے کاخ حسن کو دیکھا وہی ششدر اوٹھا

ہمنشین پہلو مین میرے ہو گیا درد جگر
پاس ہی جسدم کہ وہ آرام جان دلبر اوٹھا

سیمبر کے سوز سے کشتہ ہوا سیماب دل
خاک لیجائین مری مفلس سے اب کیونکر اوٹھا

آبروے روے آئینہ سے حیرت ہے مجھے
صاف روکی کیا ملی ہے خاک کیا سر پر اوٹھا

جیتے جی تک ہمکو رسائی کوے جانان مین نہیں
بعد مردن خاک لیجا کے وہان صرصر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سنہ دھنی
کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین فکر کے زانو سے اپنے ناسخ بس اپنا سر اوٹھا		آنا سن اوس شمع رو کا شب کو بزم رقص مین ہر طرف تکتی رہی شمع بھی ہرچند سر اوٹھا
مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا تیغ کو طایر جان شاخ نشیمن سمجھا	۷	بلبل دل رخ گلرنگ کو گلشن سمجھا شاخ ابرو کو بھی وہ شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اوسکا گوارا جو نہین ہی ناصح دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا		خواب مین یار کا دامن نہ پکڑ کر چھوڑا جون زلیخا اوسی یوسف کا مین دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی سیہ کاری کا لحد تیرہ کو مین خانۂ روشن سمجھا		جب تجلی رخ تابان کی نظر آئی مجھے شعلۂ نور سر طور مین روشن سمجھا
خوب بھو کا مجھے مسی کی اوداہٹ نے دیا دہن یار کو مین غنچۂ سوسن سمجھا		کھائی ہے چوٹ غم گلرو کی دل پر اوسنے نیلگون باغ مین یون غنچۂ سوسن سمجھا
بے گمان مورچۂ خط کا اسی سے ہے وفور مین ترا چاہ ذقن مور کا روزن سمجھا		دمبدم خون جگر اوس سے روان رہتا ہے اپنے ناسور کو فوارہ کا روزن سمجھا
کسنے اونگلی پہ رکھی فاتحہ کو فندق بین شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا		دھیان نے اوسکے کیا محفل دل کو پر نور مشعل مہ سے رخ یار کو روشن سمجھا
کاٹنے کھاتی ہی مجھے فکر سخن اے ناسخ دو زبان قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا		گردن یار پہ ہرچند سیہ زلف کو دیکھ شاخ صندل پہ لٹکتی ہوئی ناگن سمجھا
۴۵ ساتھ ملنے کا بھی اب مجھکو گلہ جاتا رہا کیا نسیم صبح سے گل کا قافلہ جاتا رہا	۸	منزل جانان کے جانے کا گلہ جاتا رہا ساتھ مین جاتا تھا جسکے قافلہ جاتا رہا
سنبل جنت ہوئی لیلی کی زلف عنبرین قیس کی دیوانگی کا سلسلہ جاتا رہا		دست مشاطہ نے کیا زلفون کو گرچہ تار تار پر دل سودائی کا کب سلسلہ جاتا رہا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

قابل نظارہ جانبازی عاشق ہے لو
عشق کا مجکو کرون کیا حوصلہ جاتا رہا
چند روز آگے نظر آیا نہ مجکو اوس پری
وہ جنون عشق کا اب ولولہ جاتا رہا
تھا جو ناسخ فرق صبح و شام مین دن رات کا
اوسنے مونھ پر زلف چھوڑی فاصلہ جاتا رہا

۱۵
چراغ زیست مرا جب تلک کہ روشن تھا
فتیلہ نالۂ دل تھا تو اشک روغن تھا
نظر پڑا جو مجھے ایک کودک دہقان
بسان ماہ وہ کافر سیاہ خرمن تھا
گلہ نہین ہے خرابی کا کچھ کہ مثل حباب
طفیل اشک ملا اپنا خانۂ تن تھا
رہی نہین مجھے اب دوستی حسینون سے
گئی وہ دن کہ مرا اک جہان دشمن تھا
نہ کیون لطیف کو ہوتی کثیف سے نفرت
کہ روح کو تن خاکی غبار دامن تھا
فراغ غم سے ہوا جب سے دل بتون نے لیا
بغل مین مال جو تھا مجکو بیم رہزن تھا
جو موج رنگ ہے سنبل تو گرد باد سے سرو
نشان بھی پاؤن کی کل مجکو دشت گلشن تھا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

بیوفائی دلربا کی دیکھکر ہے جان پہ رنج
دل لگی کا دل کو میرے حوصلہ جاتا رہا
نالۂ و آہ و فغان کا کیون نہ دلمین ضبط ہو
ضعف سے درد جگر کا ولولہ جاتا رہا
یار سے ہمچشم ہو کر ہی ملی آپس مین دل
گو کہ ہے ہرچند دور تھا پر فاصلہ جاتا رہا

چراغ ماہ جو شب کو فلک پہ روشن تھا
لگا فتیلہ نہ اوسمین پڑا نہ روغن تھا
ہوا ہے عشق مین یہ کشت چشم سے حاصل
کہ دانہ اشکون سے دامان مین میسر خرمن تھا
چلی جو تیر نگہ اوس کمان ابرو کے
بزنگ تو دہ کے سارا چھنا ہوا تن تھا
ہوئی تھی دل لگی جب سے تھا دلمین چھپتا نا
کی ترک دوستی اوس سے کہ جان کا دشمن تھا
غبار قبر مرا اوسنے جھاڑا دامن سے
وہ نازنین ہی نزاکت سے بار دامن تھا
اندھیری رات تھی دل جاتا تھا مرا اوس راہ
تو کاٹا اوسکو نہ تھی مانگ مار رہزن تھا
نہال شوق تہنا ہوا ثمر آور
شب وصال مری بر مین شاخ گلشن تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خبر ہوئی نہ شب تار ہجر کی مجھکو
تمام رات خیال عذار روشن تھا

مین عجب حسن سے کسطرح جھانکتا اوسکو
کہ چشم شیر بھی دیوار مین جو روزن تھا

جھلک دکھاتی ہی وہ شہسوار جبکہ چلا
ہمارا پیکر خاکی غبار توسن تھا

وہ آشنا ترا ہے جو غیر ہو سب ہی
مین شیخ دیر مین تھا کعبے مین برہمن تھا

ہر ایک موج بھی زنجیر پا ہے دریا مین
ترا جو حسن جنون خیز عکس افگن تھا

مین نالہ زن تھا فقط اور تھے سبھی خندان
مین عندلیب تھا شاید زمانہ گلشن تھا

ہوا ہے موم ترے عکس رخ سے آئینہ
دیا کبھی کف داؤد مین یہ آہن تھا

فنا ہے خضر کو لیکن مجھے نہین ناسخ
زیادہ آب بقا سے بھی آب آہن تھا

رات تھی جو سامنے آنکھوں کے وہ مہ پارہ تھا
غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا

بن گئی گرداب سیل اشک جاتی گرد باد
ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تھا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

شب فراق کی تاریکی کو ہوئی حیرت
چراغ داغ جو گھر مین ہمارے روشن تھا

ہزار چشم سے فوارہ گو تھا گریۂ غم
وہ خونفشان ہے مرے زخم جگر کا روزن تھا

چلا جو تیز قدم شہسوار آہ جگر
فلک بھی ابر سے گویا غبار توسن تھا

تھا تار سنبل زنار قشقہ تھا گل سے
بہار موسم گل مین چمن برہمن تھا

تھا روز فرقت مہرو مین ہر اوہ قاتل
خط شعاع سے خورشید تیغ افگن تھا

گیا جو سیر کو وہ گل بہار حسن کو دیکھ
اوڑا برنگ صبا رنگ روے گلشن تھا

طپش وہ خون مین مرے تھی کہ تیغ قاتل کا
برنگ شعلہ دم قتل آب آہن تھا

زمین بھی نقش سے ہر چند تختۂ گلزار
لگا جو کفش مین اوس گل کی نعل آہن تھا

۱۳ گلخن سینہ مین داغ دل بھی آتش پارہ تھا
شعلہ رو کے حسن کا جو دھیان مین نظارہ تھا

مین ہون وہ وحشی کہ صحرا مین مرا مشت غبار
ہر طرف مثل بگولا سر بسر آوارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تونے آنکھیں پھیر لیں یان کام آخر ہو گیا
طائر جان پاے بند رشتۂ نظارہ تھا

شب ترے پرتو سے لبریز لطافت تھا چمن
ہر گل شبو سے جاری نور کا فوارہ تھا

آسمان کو کچھ جوانی مین نہین پہونچا دماغ
عرش سے طفلی مین آویزان مرا گہوارہ تھا

کوچۂ قاتل کو سب کہتے تھے گلشن جن دنون
نہر تھی میرے لہو کی زخم کا فوارہ تھا

مجھکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

خرمی ہوتی ہے بید زرد کی سیر باغ مین
ہمنے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا

خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب
جن دنون اپنا خیال اخبار کا ہرکارہ تھا

شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوئے آسمان
اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا

اے اجل دی تونے بار جسم سے آکر نجات
کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا

پہلا سیپارہ کیا مکتب مین جب تونے شروع
دل مرا اس دن بھی تیرے عشق مین صد پارہ تھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

شمع کو پروانون نے شب بھر نہ دیکھا بزم مین
شمع رو کی بس فروغ حسن کا نظارہ تھا

شمع روشن شب کو محفل مین جو روتی تھی کھڑی
طرفہ تر وہ آب ریزان آتشین فوارہ تھا

سو رہا اک دم بھر نہ طفل اشک روتا ہی رہا
چشم کی گردش سے گو آرام کو گہوارہ تھا

شب کو دانہ نجم قطرے آب کے آئے نظر
کہکشان سے چھٹتا باغ چرخ مین فوارہ تھا

سوز شاہ حسن سے ہم صاحب نوبت ہوے
جو پڑا سینہ مین چھالا صورت نقارہ تھا

کیا کسیکی خنجر مژگان کا رکھتا ہے خیال
ہمنے جب پہلو کو دیکھا زخم دل صد پارہ تھا

کب ہمین قاصد کی ہو نامہ بری کی احتیاج
مرغ شوق دل ہمارا تیز رو ہرکارہ تھا

تیغ ابرو مصحف رخ نے کیا زخمی مجھے
جانب سینہ جو دیکھا دل مرا سیپارہ تھا

بار غم سے ہے سبکدوشی کسے اس باغ مین
خار کی بھی پشت پر گل کا بڑا پشتارہ تھا

عشق گل رو کا ہوا ہے جب سے جی مین جانشین
دل کو جب سینہ مین دیکھا اک گل صد پارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہتے ہیں مارا گیا نالے جرم تیغ ناز سے
کوچۂ قاتل میں ناسخ نام جو بیچارہ تھا

۱۹
جو بوسہ لینے میں کل مجھ سے وہ شیرین دہن بگڑا
لگا کہنے بہت تیرا ہے ان روزوں چلن بگڑا
حضور اوس بت کے کرتی تھی بہت دعوی صباحت کا
سنا ہے جو ترا بھی شمع کا دوری بدن بگڑا
ہوا ہے خلق میں چرچا بہت بیہودہ گوئی کا
ترا کیا نیل کا یہ ہاٹ ای چرخ کہن بگڑا
میں عاشق زلف کا ہوں شاک ا جراح گھونا تھا
ترے مرہم سے دیکھ آخر مرا ہر زخم تن بگڑا
میں کہتا تھا نہ بیٹھا کر رقیبونکی تو صحبت میں
مزاج آخر یہ تیرا مجھ سے ای پیمان شکن بگڑا
جو بجلی جذب دل آیا تو میری موت آپہونچی
ہمارا کھیل سارا ہای ای گل پیرہن بگڑا
بسر جا کر کرونگا آہوان دشت غربت میں
تمھارا طور مجھ وحشی سی ای اہل وطن بگڑا
ہوئے گل زرد سنبل ہو پریشان سر دم گشتہ
ترے جاتی ہی ای رشک چمن رنگ چمن بگڑا
بنائی کوہ پر تصویر شیرین کی تسلی کو
ترا نقشہ نظر آتا ہے ہی ای کوہ کن بگڑا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

زہر کھا کر اوس لب شیرین کے ہجران میں ہوا
اس دل بیمار کو ہرچند اور کیا چارہ تھا

جو گالی تلخ دیتے ہو ترا شیرین دہن بگڑا
زبان چلتی ہے بدگوئی میں اوسکا بھی چلن بگڑا
مری اس آہ آتشناک کی گرمی نے پھونکا ہی
کہ داغ نجم سے جلکر فلک کا بھی بدن بگڑا
نہ کی اوس نوجوان دوست کی تدبیر ملنے کی
تو کیوں مانند دشمن ہمسی اے چرخ کہن بگڑا
مرے پاس آیا جب دلبر گیا قابو سے دل میرا
نہ سنوری بات کچھ مطلب کی تھا جو ہوش تن بگڑا
کیا کل وصل کا وعدہ نہ آیا آج تک جانان
رقیبوں کے کہے بہکانی سے وہ پیمان شکن بگڑا
چمن میں گاذر شبنم اوسی ہر شب کو دھوتا ہے
رہے ای بلبلو پھر گل کا کیونکر پیرہن بگڑا
وہ بگڑا یار جب میرا گو مجھ سے گئی سارے
گلہ غیروں کا کیا کیجے مزاج اہل وطن بگڑا
فغان کرتی ہے بلبل باغبان دلگیر رہتا ہے
خزان سے ہو گیا ماتم کدہ طور چمن بگڑا
مرا از دل کی مایوسی سے ہوا زردگی جا صندل
نہ جو گھسے شیشہ چیں نکلی مزاج کوہکن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہویدا ری ہے عالم مین نسیم زلفِ جاناں کی
نبوا اب سودا ترا ای نافۂ مشک ختن بگڑا

مزہ یاد آگیا ہے کس لب شیرین کے بوسے کا
تمہارا ذائقہ جو آج ای کام و دہن بگڑا

بگڑ جاتا ہے سیب پختہ گردش سے فرزکی مین
تماشا ہے کہ برسون مین نہ وہ سیب ذقن بگڑا

وہی گالون کی رنگت ہے وہی آنکھون کی گردش ہے
ہوا آغاز خط لیکن نہ وہ نازک بدن بگڑا

یہ خط مصحف رخ یکقلم کیا خوب لکھا ہے
نہ کوئی کاتب قدرت سے حرف ای سیم تن بگڑا

بنایا میکشون نے رات ایسا جوش مستی مین
کہ سب عمامۂ زاہد میانِ انجمن بگڑا

بنایا تھا ہدف مجکو گرایا غیر کو تونے
ترا کچھ ہاتھ ان روزون ہے ای ناوک فگن بگڑا

بتون پر مرگیا ہون مین بتون کے نام لکھنا تھے
کفن دو اور مجکو مومنو وہ تو کفن بگڑا

نہین ممکن ضرر شبنم سے رنگ جامۂ گل کو
پسینے سے کبھی اوسکا نہ رنگ پیرہن بگڑا

غزل کہوائی ہے جبرا یہ مجھسے ایک صاحب نے
نہین اسمین قصور اصلاح انداز سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

پریشانی دماغ زلف رکھتا ہے عفونت سے
کہین کیا نافۂ آہو مین تھا مشک ختن بگڑا

ہوا ہے آفت جان آگلو اس باغ مین ہرچند
صبا سے جب کھلا غنچہ وہین اوسکا دہن بگڑا

ثمر کو داغ کے لگنے سے ہوتا ہے ضرر پیدا
تعجب ہے نہ ہرگز خال سے سیب ذقن بگڑا

ہوے اوس سیمبر کا حسن و صفائی و روشن سے
ہو ہمسر کیا کہ زردی سے ہی کندن کا بدن بگڑا

کہان تاب ایسی جو اوس سے رے روشن سے وہ ہمسر ہو
رکھی داغ سیہ کی ماہتاب نے اپنا تن بگڑا

بنائی بات بہو تیری نہ سنبھلا کچھ مزاج اوسکا
مرا وہ شمع رو مجھسے میانِ انجمن بگڑا

ہو تیز نگہ سے طائر دل جان بری تیری
نظر آتا ہے مجکو چشم کا ناوک فگن بگڑا

تیری تیغ نگہ کا زخم کاری تھا لگا دل پر
کہ خونریزی سے جسکی قبر مین میرا کفن بگڑا

نہ آب ابر سے دھو کر صفائی ہو سکی ہرگز
گل لالہ کا داغون سے اب تک پیرہن بگڑا

ہے ہرچند طبع کو میرے قلم سے فخر اوستاد دہی
بناتی ہے درست اصلاح رہی دیکر سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۳
سر میدان عدم کو جو مرا دل دوڑا
باد بن کر مین پس توسن قاتل دوڑا

اوسکو مرنے کہا مجھنے بھی کیا جلد ہی تو
قیس جب دشت جنون مین مرے شامل دوڑا

پانون گرداب بلا سے نہ نکالے مین نے
ہاتھہ پھیلا کے مرے واسطے ساحل دوڑا

قیس پیغام ہی کہتا ہوا اللہ رے شوق
ساتھہ قاصد کے گیا تھا کئی منزل دوڑا

یار رہ ہی تری کوچے کر سوا ہر جادہ
اتنی جاسوس نہ پیچھے مری قاتل دوڑا

آ گیا دھیان جو قاتل کی ہم آغوشی کا
ہاتھہ پھیلا کے لپٹنے کو مین بسمل دوڑا

ابر ساں گرد جو اوٹھی فرس قاتل کی
برق کی طرح مین پابند سلاسل دوڑا

شمع رو جو نظر آیا مجھے اس محفل مین
مثل پروانہ جانباز مرا دل دوڑا

دل گرا اوسکی نظر سی تو اوٹھانے کی لیے
چھوڑ کر عرش کو پھر عرش کا حامل دوڑا

تو جو محفل سی اوٹھا رات کو تیری پیچھے
چھوڑ کر شمع کو پروانہ محفل دوڑا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

قتل ہونی کو جو مقتل مین مرا دل دوڑا
پہلی ہی قتل کو خنجر لیے قاتل دوڑا

شب سے تا صبح گو جو مہرو کی چلی ہم جو دم
رہبری کو مہ گردون مری شامل دوڑا

سر سیلاب سرشکون کا ہی دریا پابوس
ہمکنار ہونی کی خاطر مری ساحل دوڑا

قافلے اشکون کی آمد جو مری سن پائی
موج سے لینے کو دریا کئی منزل دوڑا

اپنے ہاتھون ہی سی کاٹین گے گلا ہم اپنا
ہاتھہ مین تیغ لے تو کس لیے قاتل دوڑا

ہوتی گر طاقت پرواز تو اوڑ جاتی ہم
کہین دیکھا ہے کسینی بھی کہ بسمل دوڑا

عشق کا کل مین پہ پیر کے ہوا جوش جنون
سوی صحرا دل پابند سلاسل دوڑا

تھا جو شبگرد وہان پاسبان روکا اوسنے
یار کی کوچہ کی جانب جو مرا دل دوڑا

بار غم سی جو زمین پر لگا گرنی گردون
تھامنے کے لیے جب عرش کا حامل دوڑا

شمع رو کا جو سنا عاشق جانباز مجھے
دل ہی کو مرے پروانہ محفل دوڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فصل گل آنے نہین پائی ابھی گلشن مین
لیکے صیاد چھری سوے عنادل دوڑا
جستجو جو کہ ہمین تھی وہی تھی اوسکی تلاش
رات بھر ساتھ ہمارے مہ کامل دوڑا
کام آیا ہے جنون کیا ہی کہ آج اے ناسخ
سنگ اندازی کو وہ حور شمایل دوڑا

تو نزاکت سے گلستان تک جو رخصت مانگتا
رنگ روے گل سے اوڑنے کی اجازت مانگتا
آگ کشت آرزو کی آبرو میری رہی
برق ہی گرتی جو مین باران رحمت مانگتا
اس گنہ پر منتقم دوزخ مین مجکو ڈالتا
کوچہ جانان کے ہوتے گر مین جنت مانگتا
جو تری اونگلی ہی فندق سی وہ چشم طور ہے
تو اگر ہوتا ید بیضا سی بیعت مانگتا
یہ تڑپنے مین مزا مجکو ملا ہی بعد ذبح
موت سی ملنی کو اور اک دم کی مہلت مانگتا
ہے یقین زہر ہلاہل مجکو دیتے آشنا
گر مین حال نزع مین بھی جام شربت مانگتا
غیر حسرت لیگیا یان سے کوئی کیا اپنے ساتھ
آسمان سی کس توقع پر مین دولت مانگتا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

موسم گل ہے پکڑنا نہین اچھا صیاد
دام بردوش تو کیون سوے عنادل دوڑا
وہ مرا رشک قمر جب ہوا دلدل پہ سوار
ساتھ اوسکے جون نفر شب مہ کامل دوڑا
رہ گیا ہاتھ کو افسوس سی ملتی رضوان
ادھر ہرچند وہ جب حور شمایل دوڑا

۱۲ گر وہ ہمدم پاس سی جانی کی رخصت مانگتا
دم نکیون تن سی نکلنی کی اجازت مانگتا
کشت مین گر پہونچتی یہ سیل اشک چشم زار
آب پاشی کو نہ دہقان ابر رحمت مانگتا
داغہاے دل کا گر یہ باغ رضوان دیکھتا
اپنے رہنے کے لیے ہرگز نہ جنت مانگتا
نور عارض دیکھکر جلتی تجلی کلیم
پنجہ مژگان ید بیضا سی بیعت مانگتا
سیمبر آرام جان سی آنکھ لگ جاتی اگر
پھر دل بیتاب سونے کی نہ مہلت مانگتا
بوسہ لب یوسف مصری کا گر ملتا مجھی
قند مصری کا عزیزو پھر نہ شربت مانگتا
اشک کی گوہر سی پر ہوتی نہ درج چشم گر
تو خزانی سی مین قارون کی دولت مانگتا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہاتھ اوٹھا کر دونو عالم سے خدا کے سامنے
کیا میں اس وحشت سرا میں غیر وحشت مانگتا

گر طلب فوج و نشان کرتا تو ملتی اشک و آہ
ہاتھ آتی سینہ کوبی گر میں نوبت مانگتا

ہوں وہ عریاں شوق لکھنو کا اگر ہوتا مجھے
حرف بھی استاد سے میرا نہ خلعت مانگتا

موج آب زندگی سے کام لیتا تیغ کا
خضر بھی ملتا تو میں جام شہادت مانگتا

گر نہ ہوتا سرخرو اشک غم شبیر سے
حشر میں کس منہ سے ناسخ میں شفاعت مانگتا

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

دیکھتے ہی اک نظر دل اوسکو دیوانہ ہوا
کیوں نہ حسن آہو چشموں سے میں وحشت مانگتا

گنگ ہوتے شور سنکر کیوں نہ گوش رعد و برق
کوس آہ غم سے میں گر صوت نوبت مانگتا

چادر اہی چاندنی اوسکو اوڑھا دیتی وہیں
گر تن سنگ لحد پوشش کو خلعت مانگتا

کب ملا قاتل ہمیں گو اوسکے کوچہ میں گئے
ورنہ اوسکی تیغ ابرو سے شہادت مانگتا

مرتے درد ہجر سے ہرچند ہو جاتی شفا
کیوں قضا سے زندگی کی میں شفاعت مانگتا

۵۱ ردیف ب نمبر ۲ غزل ابیات ۱۰

مجھ سے سیکھا ہے مگر طرز گریز ای یار خواب
میری آنکھوں کے حضور آتا نہیں زنہار خواب

کر دیا کیسا خراب اس گھر کو سیل اشک نے
کیوں نہ میری آنکھوں کی آنسو سے دیکھے عار خواب

بستر گل پر بھی یاں بے یار نیند آتی نہیں
گرچہ کہتے ہیں کہ آتا ہے بروئے خار خواب

کیوں نہ آئے کوئے جاناں میں سگ جاناں پہ رشک
چین سے کرتا ہے زیر سایۂ دیوار خواب

۱۰ بستر تنہائی پر آتی نہیں بے یار خواب
آشنا بن چشم سے نہیں آشنا زنہار خواب

فرقت جاناں میں ہم سے دور وہ بھی رہتی ہے
پاس آنے تک مرے دیکھو رکھے ہے عار خواب

ہجر گلرو میں مری آنکھوں میں خواب آتی نہیں
ہے گل نرگس کو دیکھو شاخ سے بیدار خواب

منزل آرام جان و دل جو بام یار ہے
آئی مجکو کیوں نہ زیر سایۂ دیوار خواب

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چشم باطن مین تماشا ہے جہان بر اصل ہے
فی الحقیقت دیکھتی ہین دیدۂ بیدار خواب

کم جنازی سے نہین شبہای فرقت مین پلنگ
موت سے بھی مجکو بدتر ہے کہین بے یار خواب

خواب مین کیا ہون حمایل گردن جانان مین ہاتھ
ہو رہا ہے بخت خفتہ کا گلی کا ہار خواب

چشم ظاہر گر ہے روشن چشم باطن کور ہے
یہ نہین ممکن کبھی دیکھے کوئی بیدار خواب

خورمی اس دار فانی مین ہے غفلت کی دلیل
محفل اہل عزا مین پائے کیونکر بار خواب

خواب مین بھی یار کو آئینہ سے انکار ہے
موت کی اب فکر کر ناسخ کسے درکار خواب

غزلیات تصنیف ہرچند سرقھنی

ہوشیاران اہل کو عالم غفلت نہو
عمر بھر دیکھے نہ ہرگز نرگس بیمار خواب

رات دن رہتا ہے درد ہجر سے بیتاب دل
مردم بیمار کو آئی کہان اے یار خواب

فرقت گلرو کو دیکھو کیا کھلا ہے اور گل
بیکلی کا گوندکر دیتی ہے ہمکو ہار خواب

انتظار یار مین آنکھین کھلی دن رات ہین
دیکھیے دیکھین گے کب یہ دیدۂ بیدار خواب

پوچھنا شانہ کبھی تعبیر زلف یار سے
دیکھتی ہین کیون پریشان شبکو ہم ہر بار خواب

دل کے آئینہ مین دیکھا اپنے یوسف کا جمال
جون زلیخا کب مجھے ہرچند ہو درکار خواب

ردیف ت
نمبر ۳

غزل ۱ ابیات ۱۵

دشمن جان ہے بہار پاسبان کوے دوست
ہو چکی اب آشنائی سگان کوے دوست

کسنے مجھ وحشی کے پھینکی اونکے آگے استخوان
اک سری سے ہو گئی مجنون سگان کوے دوست

ہاتھ مین تیری نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق
یاد رکھ قاصد پڑا ہے یہ نشان کوے دوست

وقت شب ٹوکین مجھے ہین پاسبان کوے دوست
کیا ہو حیلہ آشنا کب سگان کوے دوست

شب کو کوے آشنا مین دیکھ مجکو چپ رہین
آشنائی ہم کرینگے باسگان کوے دوست

رہنمائی کو ہی جانان ہو گیا ہے سیل اشک
پا یا طفل اشک نے رو رو نشان کوے دوست

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

لوٹتے ہین خاک مین آنکھین لگین ہین تابہ بام
مرتے ہین معراج پر افتادگان کوی دوست

جی اوٹھا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سی
کر چکی ہے خلق سو بار امتحان کوی دوست

وصف جنت جب کیو واعظ نی منبر پر شروع
صاف مین سمجھا کہ کرتا ہے بیان کوی دوست

کب ہے کعبی کا ادب ایسا کہ رکھتی ہی قدم
پانو اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوی دوست

ساری عالم کو ہے جو بی اختیارانہ رجوع
مرکز عالم ہے شاید درمیان کوی دوست

جو وہان پہونچا وہی آگا اوس عالم سی ہے
اور ہی کچھ ہے زمین و آسمان کوی دوست

جو وہان جانے لگا پہونچا کنار گور کے
رہرو ملک عدم ہین رہروان کوی دوست

خاک ای قاصد جواب خط کی ہو تجھسی امید
کاٹتے ہین اپنی کونچین سالکان کوی دوست

ای اجل اب کر شہر خموشان کر مجھی
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکان کوی دوست

حاملان عرش اعلی کے یہان اوڑتے ہین ہوش
عرش اعلی سے بھی بس بالا ہے شان کوی دوست

غزلیات تصنیف ہرچند سری دھنی

دستگیری پا مردی سی نہ کر دون کر سکی
خاک مین ملتی ہین سب افتادگان کوی دوست

بارور اوس سرزمین سی ہو نہ نخل آرزو
کر چکا اے باغبان ہم امتحان کوی دوست

جو کہ جاتا ہے وہان پھر لوٹ کر آتا نہین
حیف ہے کس سی سنین پھر ہم بیان کوی دوست

تیری نقش پا پہ سر رکھتی ہین اپنا عجز سی
جو کہ ہین روی زمین پر رتبہ دان کوی دوست

جیتی جی دیکھا نہ مجکو قبر دیکھیگا کبھی
مرنے پر ہو قبر میری درمیان کوی دوست

ہر ستارہ جسکا رشک روشنی مہر ہے
کسنی دیکھا ہے کہین وہ آسمان کوی دوست

کب کسیکا ہو گذر اوس بارگاہ خاص مین
گر گمان و وہم و فہم ہون رہروان کوی دوست

منزل جانان پہ پہونچائیگی اونکی رہبری
ساتھ مین ہم اپنے لینگے سالکان کوی دوست

پاسبان کو حیرت اوسکی حور و غلمان کیون نہون
روضۂ رضوان بنا ہے ہر مکان کوی دوست

دست بستہ ہین کھڑی حور و ملک دیو پری
خط خور جاروب کش ہے وہ شان کوی دوست

ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

داغِ حسرت ہین چراغِ دیر و قندیلِ عدم
کون جا دلکش ہے دنیا مین نشانِ کوئ دوست
غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیرِ شہاب
ایسی ای ناسخ ہم ہین آتش بیانِ کوئ دوست

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

شوق دلسی شائق نظارہ ہو کیونکر نہ حور
خوشنما کب باغِ رضوان ہے بسانِ کوئ دوست
خامہ بھی عاجز ہے ہر چند حال کینی لکھنے سی
بند ہے موںھہ مین زبان کب ہے بیانِ کوئ دوست

ردیف خ　نمبر ۴

غزل ابیات ۹

ہے نازکی سی قامتِ جانان سمن کی شاخ
مین سوزِ عشق سی ہوون چنارِ کہن کی شاخ
ظالم کو بعد مرگ بھی ہو ظالمون سے ربط
خنجر کا دستہ کیون نہ بنے کرگدن کی شاخ
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین
سیدھی کسیطرح نہو جیسی ہرن کی شاخ
رکھی چھڑی جو نازسی اوسنی نہ زقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیبِ ذقن کی شاخ
دیکھی جو یہ چنبیلی کی کلیون سی اونگلیان
وہ تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ
دکھلائی اپنے فندقِ پا کی جو نوبہار
پابوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ
مرتا ہون مین کسیکی نزاکت پہ دوستو
ہر جریدہ تین ہو نازک بدن کی شاخ

۹

اونگلی ہین اوسکی نازک گویا سمن کی شاخ
پھولون گوندھی ہے جعد چنارِ کہن کی شاخ
جب اوس غزال چشم کا جورِ مژہ لکھا
خامہ ہمارا ہو گیا اک کرگدن کی شاخ
باران سی فیض پائی نہ زنہار خشک مغز
سرسبز ہو نہ آب سی گاہی ہرن کی شاخ
عناب لب کی لٹکین ہین رخسار پر جو زلف
کیونکر کہون نہ اونکو مین سیبِ ذقن کی شاخ
لکھون جو اوسکے حسنِ مصفا کی وصف کو
کیونکر قلم نہ فیض سے ہو یاسمن کی شاخ
وہ سرو قد جو جائے چمن مین تو شوق سی
تعظیم کو صبا سی جھکی نارون کی شاخ
کیونکر نہ سوزِ سینہ سی ہون آبلہ ثمر
ہر استخوان بنا ہے درختِ بدن کی شاخ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصفِ صباحت رخِ جانان لکھون اگر
درکار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل
ناسخ ہے کلکِ فکر نہالِ سخن کی شاخ

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

پنجہ حنائی اوسکا ہے ہم پنجۂ چنار
اور اونگلیان بنی ہین گویا نسترن کی شاخ
ہر اک طرح کے میوے ہین پر ذائقہ سے لگے
ہرچند ہے زبان گویا نخلِ سمن کی شاخ

ردیف د
لمبر ۵

۵۴

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہون آمدِ سلطان مین در و بام سفید
سر سفید اپنا ہے پیری مین مگر دل ہے سیاہ
عین دالان سیاہ اور لبِ بام سفید
سالکِ کعبۂ مقصد ہین تکلف سے بری
کیون نہ زرداروں کا ہو جامۂ احرام سفید
شام کو آیا وہ خورشیدِ دمِ صبح گیا
ہوگئی صبح سیاہ اور مری شام سفید
ظلمتِ ہند مین یون نام ہے روشن میرا
جسطرح آئے سیاہی مین نظر بام سفید
دیکھ لے آدمی اثرِ عالمِ بیداری و خواب
کہ لیالی ہین سیاہ اور ہین ایام سفید
پڑی عکس اوسکے رخِ سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید

غزل ۴ ابیات ۱۴

۱۲ کیون نہو نور سے جون دن شبِ ناکام سفید
کاخِ حسن آئے تو ہو جائین در و بام سفید
رشکِ مہتاب مرا آئے جو مہتابی پر
جون لبِ ماہِ نو ہو جای لبِ بام سفید
مری مریم کا ہوا دامنِ عصمت وہ پاک
رشکِ توقیر سے ہو جامۂ احرام سفید
کل کی شب وعدہ کیا آج سرِ شام آیا
جس سے مہرو کی جون روز ہوئی شام سفید
زرد رنگی شبِ ہجران کی بدن پر چھائی
زعفران سستی ہی ہو جای مرا نام سفید
تیرہ بختی سے ہوا وصل نہ مہوش کا نصیب
شبِ ہجران کی نہوگی کبھی ایام سفید
گلِ سوسن پہ جو ہو عکس فگن وہ رخِ صاف
گلِ نسرین سا نہ کیون ہو وہ سیہ فام سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بل بی طول شب فرقت ہوئی ایک شب
ہوگئے آہ مرے موے سیہ فام سفید

گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھے خودکام سفید

اپنے اس گورے بدن پر نہو اتنا مغرور
رنگ سب رنگون مین ہوتا ہے بہت خام سفید

حرف مطلب جو لکھون صاف تو دیتا ہے جواب
بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہوگیا مونھہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید
۵۵

غزلیات تصنیف ہرچند سدھنی

بل بے کیا اس دل مضطر کو پریشانی ہے
جسکو ہو دیکھتے ہی زلف سیہ فام سفید

شوق دیدار نے کیا ہمکو دکھائین آنکھین
انتظاری مین ہوئے دیدۂ ناکام سفید

شور باران سے کبھی زنہار نہ رنگت بدلے
رنگ مہتاب کی چادر کا نہین خام سفید

حال فرقت جو لکھون تاب کہان ہے دلکو
اس لئے بھیجا ہے نامہ ای دلارام سفید

جانے جانے کی خبر پیک نے ہرچند جو دی
ہوگیا خون جگر سنکے یہ پیغام سفید

مونھہ ترا غم سے سیہ ہے ای بت بے پیر سفید
کھینچین تصویر تو ہو کاغذ تصویر سفید

کشتہ اک گوری بدن کا ہون عجب کیا ہے اگر
رہے تا حشر مری روضہ کی تعمیر سفید

کیا تری رنگ حنائی پہ چمکتا ہے عبیر
اس طرح سے نہو خاکستر اکسیر سفید

سرخ ہے چہرۂ ساقی قدح مے کی طرح
عارض ماہ ہے مثل قدح شیر سفید

خفت وضع یہ کبھی دال تلون ہوتا
پہنے پوشاک نہ کیون صاحب توقیر سفید

۱۳ ہو سیہ بختی مری کب بت رنے پیر سفید
سنگ مرمر پہ جو کھینچین نہو تصویر سفید

سیمبر کے غم ہجران مین ہوا ہون کیجو
آب لقرہ سے میری قبر کی تعمیر سفید

سیمین تن کے ہوا ہون آتش غم سے جلکر
خاک سے میری بنی کیونکہ نہ اکسیر سفید

حسن یار کا کیا حال صباحت لکھون
ہول سے دیکھکر ہے رنگ تن شیر سفید

جب غضبناکی سے مونھہ آتشین خو کا ہوا لال
مین تو کیا ہول سے ہو صاحب توقیر سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سوجھی مضمون جو بیاض رخ جانان کی مجھی
ہوگیا رنگ مرکب دم تحریر سفید

رات دن سیر فلک کی ہی دو رنگی ظاہر
زرد ہی پرتو خور ماہ کی تنویر سفید

سوت گویا دکری تار کفن آئی نظر
اس لیی ہوتے ہین موئی بدن پیر سفید

سرخ دیکھا جو خوشی سی مری چہری کو کبھی
ہوگیا غم سی رخ دشمن بی پیر سفید

سادگی مین جو مزا ہی نہین رنگینی مین
ای صنم دیکھہ لو ہو سرخ سی اور شمشیر سفید

شوخ ہی رنگ سنہرا یہ تری سینہ کا
صاف آتی ہے نظر سونی کی زنجیر سفید

ابروان پر ہی گلال اور مژہ پر ہی عبیر
سرخ آتی ہین کمانین نظر اور تیر سفید

خون سفید ایسا ہی ابنای زمان کا ناسخ
کیجیے قتل جو انکو تو ہو شمشیر سفید

۱۶ زیست بھر ہو گئی نہ یا ن چشم خیال ای یار بند
غم نہین گر اپنے گھر کر روزن دیوار بند

باغ مین جاتا ہی جب بند قبا کھولی وہ گل
غش سی ہو جاتی ہی چشم نرگس بیمار بند

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

وہ سیہ بخت ہون گر حال لکھون کچھ اپنا
خامہ کا چہرہ ہو جون کاغذ تصویر سفید

رشک خورشید کا میرے کہین کیا دیکھا حسن
داغ غم کھا کی ہوا ہی مہ تنویر سفید

شیخ جی بال سیہ کرتی ہو کیون دیکی خضاب
کب رہین کالی یہ پھر ہو وینگی ای پیر سفید

بخدا چاندنی مہتاب کی ہو جای سیاہ
پہنی پوشاک اگر وہ بت بی پیر سفید

صحبت پاک دلون کی نہو موذی کو اثر
زہر شیرین نہو گر مار پیے شیر سفید

جوش سودا کا مری دیکھلی گر ایک نظر
ہو وی دیوانون پہ کیون دیدۂ زنجیر سفید

پر کمان ابرو کے دلمین نہین آتا ہی رحم
ہوگیا زخم جگر دیکھہ وہین تیر سفید

چشم جوہر سی جو دیکھی زخم سینہ و دل
کیون نہ ہرچند ہو آب دم شمشیر سفید

۱۶ گھر کر دروازی کو گرچہ کر دیا ای یار بند
جھانک کر دیکھین گے کب ہوی روزن دیوار بند

کیا علاج اسکا کرون ہی یہ کسیکا درد مند
آہ کرنی سی نہین ہوتا دل بیمار بند

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یوسفستان ہوگئی ہین کوچہ ہای لکھنو
ایک مدت سی پڑا ہی مصر کا بازار بند

نیند آتی ہی کہ موت آئیگی ہجر یار مین
دیکھیے کیونکر ہوت اپنی دیدۂ بیدار بند

بار ہا گلشن مین سنتی ہین مری گلبانگ کو
مثل غنچہ بلبلون کی ہوگئی منقار بند

باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کر لیا ہے تو نی دروازہ جو ای خمار بند

مر دی جی اوٹھی تیری ٹھوکر سی زندہ مر گئی
کھل گئین جو چار آنکھین ہوگئین دو چار بند

قیس سن لیتا ہماری برہنہ پائی کا حال
کیا کرین ہی دشت وحشت مین زبان خار بند

کفر ایسا ای صنم پھیلا ہی تیرے عہد مین
ہی رگون سی باغمین ہر ایک گل زنار بند

شیشے مین پیا کرتا ہون خالی محتسب میرا دماغ
بنیۂ مینا سی کان اپنی کرون ناچار بند

محتسب سے جرم کی ایسی اڑائی ہی شراب
ہوگئی ہی آج راہ خانۂ خمار بند

کیون نہ ڈھنڈوائی بھوین اپنی وہ طفل آزاد کا
سچ تو ہی ہوتے ہین درویشون مین کم تلوار بند

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

دیکھی جو گلکار داغونسی پرند تخت دل
ہو دوی نقاشان چین کا شرم سی بازار بند

شائق دیدار عارض کون رشک مہ کی مین
جو نہین کرتی ستارے دیدۂ بیدار بند

مرغ دل پاتا اگر ملو باغ مین نغمہ سرا
طوطی خوش گو کی کیون سنکر نہو منقار بند

جی مین رہتا ہی خیال چشم مسکون یار کا
کیف غم دلبر نہین کوہی ز خمار بند

ای سلیمان ہمکو بھی سیستان ہی نصیب
ڈھیان سے ہین شیشۂ دل مین پری دو چار بند

چاک کرتی ہی قبا گل چمن مین کیون صبا
کیا کرین فریاد اوسکی ہی زبان خار بند

عشق مین طفل برہمن ہون کا فر زلف کا
ہی رگ جان سی دل شیدا مرا زنار بند

داستان دوری دلبر ہی ایسی دردناک
کون پاس آکر سنی رکھون زبان لاچار بند

جام چشمون مین بھری ہی اشک گلگون سی مرا
دیکھو آنکھون مین مری ہی خانۂ خمار بند

دیکھیے کس سے خطا کا خون کری خونخوار آج
مردم دیدہ ہی تار نگہ ہی تلوار بند

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی
باندھ لایا شملۂ زرتار سنبل آفتاب	باندھتا دستار سر پر ہے گلابی پیچدار
آسمان سے کم نہیں اوس ماہ کا دستار بند	میرے اوس رشک چمن کا غنچہ ہے دستار بند
تیرے نالے نکلتے ہیں بیاباں ہجر میں	دلمیں رکھتا ہے خیال خندۂ زخم جگر
مونھ مرا ہوتا نہیں مثل لب سوفار بند	خندہ روئی کر نہیں سکتا لب سوفار بند
تیری ابرو سے کسی صورت نہیں ممکن نباہ	سینہ بر ستارات دن رہتا ہے چشم زار سے
سحر سے ہو جاتی ہے تلوار کی بھی دھار بند	اک پلک بھر بھی نہیں پانی کی ہوتی دھار بند
کھل گئی جادو بیانی بزم میں ناسخ کی آج	کہتا ہوں ہرچند میں ہر بار طفل اشک کو
کر دیا مینے اوسے تقریر میں سو بار بند	گریہ سے کرتا نہیں ہے چشم دریا بار بند

ردیف ر

نمبر ۶

غزلیات ۵ ابیات ۹۶

۵	۲۰
جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوے جاناں چھوڑ کر	آیا ہوں جو نو بہار حسن جاناں چھوڑ کر
بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	غم سے نالاں بلبل آسا ہوں گلستاں چھوڑ کر
چاہیے وحشت میں جامہ چاک ہونا روح کا	پنجۂ دست جنوں کر دامن جامہ کو چاک
دامن قاتل کو لوں اپنا گریباں چھوڑ کر	طوق گردن کر لیے لیکن گریباں چھوڑ کر
وصل جاناں میں نظر آیا یہ شعبان مجھے	ہے مری دانش میں دوزخ سے بھی بدتر عذاب
سبزہ کیا دیکھوں خط رخسار جاناں چھوڑ کر	باغ جنت میں نہ جاؤں کوے جاناں چھوڑ کر
کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کب	دامن باد صبا سے آتش گل تیز ہو
خار جاتے ہیں کوئی صحرا کا داماں چھوڑ کر	غنچۂ دل ہوں جاؤں کیوں صحرا کا داماں چھوڑ کر
روح لیلیٰ کا عبث ہے تجھکو مجنوں انتظار	تو چمن میں ہے گل و غنچوں کی نظارہ میں محو
بوے گل کب عود کرتی ہے گلستاں چھوڑ کر	بوے گل گل سے نکلتی ہے گلستاں چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصلِ جاناں کی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک سی گوہرِ مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑ کر

کوی قاتل کو چلی وحشت مین یون صحرا سی ہم
بھاگتی ہین جسطرح سی تیر میدان چھوڑ کر

ہوتی ہی غربت مین ثروت پر پڑی ایذا کی بعد
رنج اوٹھائی کس قدر یوسف نی کنعان چھوڑ کر

حور ہی ساقی مرا کیونکر ہی مجھہ پر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہو الٰہی وصل جنت مین بھی مجکو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چھوڑ دینا زہر ہی
جان سی مایوس ہو تمین لف جانان چھوڑ کر

سی شکتی پھرتی ہین ارواح سنگ خشت سی
چل بسی ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

اعتبار اصلا نہین گر سی جہان زیر نگین
اوٹھ گیا دنیا سی خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا ہی دو
سیر کو آئی تھی آدم باغ رضوان چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

فرقتِ دلبر کا دل پر حسرت و ارمان ہی
غم نہین جاتی ہی گر اب جسم کو جان چھوڑ کر

سر مین سودا اوسکے کیا یاقوت لب کا ہو گیا
لعل سرگردان پھری کانِ بدخشان چھوڑ کر

ہی جنون سر مین پیادہ پا رکھون سرگشتگی
جون بگولا جاؤن کب صحرا کا میدان چھوڑ کر

یوسف ثانی مرا گر جلوہ گر ہوتا وہان
شرم سی یوسف نکلتا شہر کنعان چھوڑ کر

خال عارض کو ترے گر دیکھ پاتا اک نظر
ہوتا زاہد کیون نہ کافر دین و ایمان چھوڑ کر

کیون پری شیدا انہو دیکھی جو حسن حور وش
کب پریزادون کو چاہی ایسا انسان چھوڑ کر

عارضِ صافی سی اوسکی صبح روشن ہی عیان
شام دکھلاتا ہی مونھہ پر زلف جانان چھوڑ کر

مسند شاہی پہ دو دن بیٹھ لی پھر ایکدن
جون گدا بستر زمین پر ہوگا ایوان چھوڑ کر

تختہ تابوت ساتھہ اوسکے گیا تھا بعد مرگ
تخت پریان کا گیا یان پر سلیمان چھوڑ کر

گر مری رشک پری کا دیکھنی دلمین حال حسن
دیکھنی کو حور آئی باغ رضوان چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آج تو یوں خاک پہ مرتا ہی تو کل دیکھیو
جائیگا بنا نعش تیری لاش عریان چھوڑکر

روشنی کی سیر میں جب شب فرقت میں کی
مشعلیں آ لپٹے مجھی سرو چراغان چھوڑکر

دیکھلو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی
خندہ زن جاتا ہی ظالم مجھکو گریان چھوڑکر

عیش تنہائی ہوا مردون کی کثرت سی محال
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑکر

مرگیا کیا ناسخ میکش جو ساری میفروش
مسجدون مین بیٹھکر اپنی اپنی دوکان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ہرچند شہر دہلی

بیوفائی بلبلون کی ہی عیان وقت خزان
باغ سی آتی ہین لاشِ گل کو عریان چھوڑکر

شمع کی بزم سی مین سوختہ دل کب ٹلون
کیون پتنگ جائے کہین سرو چراغان چھوڑکر

خندہ اپنی بے نصیبی پہ مجھے آئے نہ کیون
مسکراتا یار جائے مجھکو گریان چھوڑکر

نقد جان دیکر خریدا ہی مکان قبر کو
اب نہ جائینگی کہین شہر خموشان چھوڑکر

تاکتی ہے چشم میگون کیف می ہرچند ہو
جائین میخانی کو کیون ہم ایسی دکان چھوڑکر

تو ہی وہ گل ہے کہ ہی تجھپر فدا جان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہی احسان بہار

اوڑتی پھرتی ہین بکھلا کیا رتبہ اوراق گل
مصحف رخسار اوس گل کا ہی ایمان بہار

مین ہوا عاشق جو اوس گل پر ہوا آغاز خط
جوش سودا کا ہوا ہی مجکو پایان بہار

زندہ ہوتی جاتی ہین گلہای مردہ اک قلم
آب جو ئین ہین چمن مین آب حیوان بہار

کر رہا ہون آب بازی باغ حسن دوست مین
دیدۂ گریان ہین گویا ابر باران بہار

16 کیون نہ رشک گل پہ میری ہو فدا جان بہار
ہی ازل سی حسن گلگون کب ہی احسان بہار

دختر رز سی رکھی ہم صحبتی ہی تاک جھانک
فصل گل مین کھو دیا مستی نی ایمان بہار

ہو گئی ہین اندنون تن کی ہماری مو سفید
عمر کے گلشن کی کیون سمجھون نہ پایان بہار

تازہ جان ہوتی ہین اوس سے غنچۂ گلہای باغ
آب گریہ کا مری ہے آب حیوان بہار

غنچہای باغ اوسکی فیض سی بنتی ہین گل
آب شبنم ہو گیا ہی ابر باران بہار

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو نہیں جاتا چمن مین گل کی پھاڑا پیرہن
بن گئی موج ہوا موجِ پریشان بہار

تیری روی آتشین کی آگے جاتا تھا فروغ
کر دیا بادِ خزان نی گُل چراغانِ بہار

گُل ہوئی ہین پژمردہ سب مرغِ چمن مردہ ہوئے
آگ اوس گل کی نکلنی پہ ہی اب جان بہار

کیا غضب ہی شکر محسن کا بشر کرتی نہین
ہے زبانِ برگ سی ہر گل ثنا خوان بہار

جوشِ گل اوس رشکِ گلشن کی جدائی مین نہین
بلبلو آلودۂ خون ہی یہ دامان بہار

ہی چمن مین جوشِ گل میری بدن مین جوشِ خون
ای جنون ساری نظر آتی ہین سامان بہار

لالہ و گل کیا کہ ہین منقاد نافرمان تک
باغ مین مانند جو جاری ہین فرمان بہار

کیون خزانِ حسن مین دیکھون نہ خط سبز یار
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحانِ بہار

کیا زمین اب تو شفق سی ہی گلستان آسمان
دیکھنا ای باغبان تو رفعت و شان بہار

دیکھ اوس گلگون قبا کا حسنِ وحشت زا اگر
پرزی پرزی ہو برنگ گل گریبانِ بہار

غزلیات تصنیف ہرچند دھلوی

سرو قد کی حسن کا کیا سر مین سودا ہی اوگی
جعد سی سنبل کی ہین موی پریشان بہار

ای صبا روشن نہ کیون ہو جای ایوان چمن
ہو گئی ہین لالہ و گل سی چراغان بہار

شمع رو جائی مرا جسدم کہ بزم باغ مین
شوق دل سی ہو فدا پروانہ سان جانِ بہار

دمبدم غنچی چٹکتی ہین خوشی سی پھول پھل
جذبۂ شوق دلی سی ہین ثنا خوان بہار

کس طرح سی تار سنبل کر سکی اوسکو رفو
ہو گیا دستِ صبا سی چاک دامان بہار

کیا ہی رنگین پیرہن ہین گلعذارانِ چمن یا
ہو گئی چشم تماشا محو سامان بہار

حکمرانی کشورِ گلشن کی اوسکو ہو نہ کیون
پھول نافرمان کی ہین جو زیر فرمان بہار

سبز رنگ کی میری کیا دیکھا ہی خط سیاہ سی
خط غلامی کا لکھی ہی خطِ ریحان بہار

برگ گل سی فرش رنگین صحنِ گلشن مین ہوا
کیون نہو رنگ شفق سی خوشنما شان بہار

گلبدن کی عشق مین کیا ہو گیا سودا اوسے
چاک ہوتا ہی گلون سی جو گریبانِ بہار

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نظم ناسخ ہی جو مضمونہای رنگین سی چمن
ہو گئی برگ خزان اوراق دیوان بہار

۲۹

نہین ہی سبزۂ خط عارض محبوب مدفن پر
ہوئی ہین جمع پروانی یہ آکر شمع روشن پر

گریبان چاک گل کبھی ہین جو دیوانونکی صورت سے
ہوا ہی اشتباہ کوی جانان مجکو گلشن پر

کیا کیون عشق ابرو چھوڑکر طاق حرم مینی
نہین شمشیر قاتل یہ وبال اسکا ہی گردن پر

سجائی شمع و گل ساق بلورین پائی رنگین ہون
کبھی یارب گذر ہو اوس پری کا میری مدفن پر

جگر ہوتا ہی ٹکڑی مےکشی سی تیری فرقت مین
مئی گلرنگ سبقت لیگئی ہی آب آہن پر

لگا کر آنکھ نظارہ مین کر سکتا نہین ڈر ہے
گمان ہی چشم دربان کا در جانان کے روزن پر

مین وہ شوریدہ سر دیوانہ تھا جو بعد مردن بھی
چڑھا جاتی ہین پتھر لوگ آکر میرے مدفن پر

ہماری نالہای پراثر کی طرز اڑائی ہے
گریبان چاک ہو گل کا نکیون بلبل کی شیون پر

تسلی دل کو دیتا ہی تری مژگان کے ڈورے مین
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذاللہ سوزن پر

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ہو گیا ہرچند گلشن بھی دبستان سخن
طفل غنچہ شوق سی پڑھتی ہین دیوان بہار

۲۹ عیان کب خط مشکین ہے عذار یار پرفن پر
دخان آکر ہوا ہی جمع روی شمع روشن پر

ہی رشک عالم فوارہ گریہ دیدۂ تر کا
برستا آب باران ہے گویا گلہای گلشن پر

کیا جو سرو نے دعوی قد رعنای اوس گل کے
چلائی شاخ سی آری ہوا نے اوسکی گردن پر

صفائی سی برنگ آئینہ ہو رونمائی کو
جو رکھدی آئینہ رو پاؤن میری سنگ مدفن پر

نہ پائین پھول پھل ظالم کبھی گلزار دنیا کے
ثمر آتا نہین زنہار شاخ تیغ آہن پر

اوسی دیکھینگے اوسکے گھر مین یان پاس آنکھ کب ہے
لگائی دوربین چشمون سی ہمنی در کی روزن پر

نہ طالع ہو کبھی بیدار وہ خوابیدہ بختی ہے
اوگیگا سبزۂ خوابیدہ میری خاک مدفن پر

مین جوش غم سی گلرو کی جو رو دیا باغ مین جاکر
ہنسی گل مسکرائی غنچی باہم میری شیون پر

نکیون ان آتشین زخمون کو سوزن دیکھکہ جلجائی
سیئیگی کیا ہے مونھ اسکا ہنسین مین زخم سوزن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کسیکا روئے تاباں یاد دلواتا ہے یہ ہر دم
گرے گی میری برق آہ ایک شب کے خرمن پر
نہ دیکھا زیست بھر اوس غیرتِ مہتاب کو میں نے
چڑھاتا ہے فلک اب کیا گلِ مہتاب مرقد پر
اوسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہے
ہزاروں بلبلیں ہیں منتظر دیوارِ گلشن پر
خبر ہے جان و تن کی صید گاہِ عشق میں کسکو
جگر بھی محو ناوک پر نظر ہے ناوک افگن پر
شفق میں ماہِ نو کو دیکھ حسرت یہ آتی ہے
لہو سے اپنے میں لگتا کسیکی نعل توسن پر
رہا جو زندگی بھر عشق مجکو خوش نگاہوں کا
چڑھا جاتی ہیں آہو اپنی آنکھیں میرے مرقد پر
تجھی سے عشق ہے سو دیکھتا ہے تیری صورت کو
عبث باندھی ہے تہمت بت پرستی کی برہمن پر
گرے تھے ایکدن دو چار آنسو چشمِ جاناں سے
بجائے سبزہ نرگس پھولتی ہیں میرے مدفن پر
کسیکے ساتھ ہو گرم سوتا ہوں جو سرہانے
تو یاد آتی ہے مجکو جو پڑی رہتی ہیں گلخن پر
تصور بعد مردن بھی جو ہے اک روئے تاباں کا
تو گنبد کی عوض ہے صبح خورشید اپنے مرقد پر

غزلیات تصنیف ہرچند شیر دہلی

ہے گریہ ماہ وش کے غم میں چشموں سے چکیں آنسو
نکیوں ہو دامنِ مژگاں کو طعنہ مہ کے خرمن پر
بیگانوں سے ہوئی بیگانہ ہو کر آشنا تیری
اوگے گا سبزۂ بیگانہ میری خاک مدفن پر
جو وقتِ سیرِ خاکِ پائے گلرو کی پڑی اڑ کر
تو رنگِ آبداری ہو رخِ گلہائے گلشن پر
لگائی آگ آب ابر میں سینہ سے گر نکلے
کہ شرار آہ کو ہو فوق برقِ شعلہ افگن پر
دیارِ یار کی منزل کا رستہ طے نہو ہرگز
سواری گر کروں تا عمر میں صرصر کے توسن پر
جو اوسکو دیکھوں جی جلتا ہے یاد شمع رو آئی
جلائی کیوں عبث ہو شمع کو تم میرے مدفن پر
میں ہوں طفلِ برہمن پر جو شیدا غمزۂ بتاں ہو
ہوئی طعنہ زنی نالہ کو ناقوسِ برہمن پر
نہیں از مردن بھی آب و گل سے ہے وہ شورِ بیتابی
کہ بسمل کی طرح تڑپے پڑے گر برق مدفن پر
جلے کیونکر نہ دل یا دام چشموں کے تصور میں
اوٹھے شعلہ نہ کیوں روغن گرے گر روئے گلخن پر
ہو گلکاری سے سنگِ قبر رشکِ تختۂ گلشن
رکھیں گلرو اگر پائے نگاریں میرے مدفن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہین اس خوف سی ہوتا مین قتل غیر پر راضی
نہ لگ جائی کہین اسکا لہو قاتل کے دامن پر
جہان مین تیرہ دل جو ہین وہی ہین برق زن ہستی
کہ نازل ہوتی ہی آفت ہوا کی شمع روشن پر
تصور بھی عجب ہے دور ہین ہم ہجر مین لیکن
لگی رہتی ہی آنکھہ اپنی در جانان کی روزن پر
ہماری زخم کی نظارگی کی کب تاب ہی اوسکو
تو ای جراح پہلے باندھ پٹی چشم سوزن پر
موا ہون صدمۂ بیداری شبہای ہجران سے
کبھی سبزہ بھی خوابیدہ نہوگا میری مدفن پر
ہماری ہاتھہ سی دامن جھٹک کر تو گیا جسدم
گریبان آرہا بس ایک ہی جھٹکی مین دامن پر
تری چلمن تعجب ہی فانوس تو ہی شمع کا فوری
گرین کیونکر نہ پروانی ہزارون تیری چلمن پر
تب غم سی ہوا یہ حال میرا تیری فرقت مین
کہ گنڈا ضعف سی طوق گران ہے میری گردن پر
کسیکا درد ہوتا ہی کسیکو کب زمانی مین
کہ جام و گل ہین خندان شیشہ و بلبل کی شیون پر
اگر ہوتا ہی اک دانہ بھی اوسمین میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہی ناسخ میری خرمن پر

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

مری جوش جنون کو سربلندی ہوگئی تو ایسی
قدمبوسی کو آتا ہی گریبان چاک دامن پر
مفیض بزم مین ہوتا ہی روشن دل سی تیرہ بخت
کہ روغن کو فروغ ہو سی پڑی ہی گر شمع روشن پر
برستا ابر کی صورت ہی پانی رات دن دیکھو
کہ رکھتی چشم گریان فوق فواری کی روزن پر
جو کی بند آنکھہ رشتہ سی نہ دیکھی دامن دلبر
گمان تھا خیرہ چشمی کا نگاہ چشم سوزن پر
موا ہون سنگدل کی غم مین پر سنگ تربت سے
لکھا دینا یہ مصرع میری سنگ لوح مدفن پر
روان ہے ایسا چشم تر سی ہر دم سیل اشکون کا
گمان ہی موج دریا کا مری ہر تار دامن پر
جمال یار بے پردہ نظر آئی نہ کیون ہمکو
لگا تار نظر اپنا در جانان کی چلمن پر
کیا تیغ ادا سی بیگنہ ہے قتل قاتل نے
گئی ہم جان سی اپنے رہا خون اوسکی گردن پر
کبھی دیکھا تھا روتا ہم مین سحر حسن کی مجھکو
تو اب تک چشم گریان ابر کی ہی میری شیون پر
نہ کیون ہرچند جلکر خاک ہو دین دانۂ انجم
گری گر جا کی برق آہ دل گردون کی خرمن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گنتا ہوں سر کو بوجھ میں ناکام دوش پر ۱۲
رکھتا ہے جب سے تیغ گل اندام دوش پر
جالی کی آستین نہیں اے نازنین تری
عاشق کے مرغ دلکو ہے یہ دام دوش پر
تو وہ حسین ہے دیکھ لے گر طفل بھی تجھے
گودی میں چین سے ہو نہ آرام دوش پر
اے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
لاتا ہے رکھکے مثل سبو جام دوش پر
پاس حرم نچاہیئے اے پنجۂ جنون
بار گران ہے جامۂ احرام دوش پر
تعمیر پر جو مرتے ہیں نافہم یہ نگر
لے جائینگے اوٹھا کے در و بام دوش پر
بالوں کا کچھ اثر بغل یار میں نہیں
ہوتا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر
ڈورا ہے صنم کی جو گردن کا دیکھ لین
زنار رکھیں صاحب اسلام دوش پر
یہ التجا ہے پیر مغان کی جناب مین
رکھتوں میں ساق ساقی گلفام دوش پر
شیرین کوئی نہیں ہے مگر کوہکن کی طرح
تیشہ لیے کھڑا ہوں میں ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ہر چند سرڈھنی

بار اوسکا نازکی سے ہو ناکام دوش پر
کاکل جو ڈالے نازک اندام دوش پر
پھندے میں اوسکے کیوں نہ پھنسے مرغ دل مرا
صیاد زلف رکھتا ہے چون دام دوش پر
چلتے جو پاپیادہ ایذا اٹھی سر بسر
پا یار رہ عدم میں آرام دوش پر
معکوس ہر کری کوئی کیا اوس سے میکشی
دریا رکھے حباب سے گو جام دوش پر
مہ رو کے سنگ در کو سمجھ کعبہ مراد
ہے چاندنی کو جامۂ احرام دوش پر
تعمیر کاخ بحر کی کب پایدار ہے
پھرتا حباب بھی ہے لیے بام دوش پر
لچکے کمر نہ بار سے کیوں مثل شاخ گل
رکھے اوٹھا کے گل جو وہ گلفام دوش پر
چومیں میں منہ سے مصحف رخسار یار کو
پر رکھ سکیں نہ صاحب اسلام دوش پر
نازک ہے یار سے ہو سر دوش نیلگون
لٹکے جو اوسکی زلف سیہ فام دوش پر
مرکر ہوا ہے ترک ادب کوے یار کا
افسوس ہم ہو دھر چلے ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا سوجھے ہمیں نیک و بد میں سکالون کہ راند
اخبار کوئی کرتے ہیں ارقام دوش پر
بس ہے اوسیکا نقش قدم ہمکو سجدہ گاہ
ناسخ نبی کے جسنے رکھے گام دوش پر
١٦

19

بیخطر یون ہاتھ دوڑاتا ہون زلف یار پر
دوڑتا تھا جسطرح ثعبان موسی مار پر
سست بنیادی ہے ختم اپنی مکان یار پر
منہدم ہو چاندنی آجائے گر دیوار پر
کہتی ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر
کھینچی ہے تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
ہے مژہ برگشتہ مائل ابروی خمدار پر
میل ہے خنجر کو جنسیت سی ہے تلوار پر
دور جام مے تصدق ہے اگر رفتار پر
خون دل مینای مے ہے قامت دلدار پر
آنکھ جب سی پڑگئی ہوئی میان یار پر
رو دنگٹا بار گران ہے میری جسم زار پر
ہے نگاہ یار ہر دم میری جسم زار پر
بجلیان گرنے لگین ہین سیکڑون اک خار پر
جو بیریرہ ہو وہ دیوانہ ہے چشم یار پر
ہے گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر

غزلیات تصنیف ہری چند دہلی

تھی تیغ اوسکی دوش پہ جوہر نقش دیکھ
خط قضا کو سمجھا میں ارقام دوش پر
تابوت کیون نہ ہری چند تخت سلیمان ہو
لیکر چلے جو دوہ پری اک گام دوش پر

کیا ہمیں سمجھ شیدا ہوئی ہے شانہ زلف یار پر
کاٹ کھائیگا رکھی ہے ہاتھ دہن مار پر
اسقدر ہے نور بام پر صفائی یار پر
دیکھکر غش چاندنی ہو سایۂ دیوار پر
ہے مجھے افسوس جور مژہ چشم یار پر
سیکڑون خنجر کھچی اک مردم بیمار پر
ناز کر قاتل نہ اپنے ابروی خمدار پر
سیکڑون بال آگئی ہین دیکھ اس تلوار پر
چرخ سرگردان ہوا ہے گردش رفتار پر
پابگل سرو چمن ہے قامت دلدار پر
دیکھا شیدائی مجھے جو حسن گلگون یار پر
بلبل دل کو ہے نالہ میری حال زار پر
اشک پھر کیونکر تھمین مژگان چشم یار پر
کب ٹھہرتا قطرہ شبنم ہے نوک خار پر
جب نظر آئی مجھے مژگان چشم یار پر
حیف کیون بار گران رکھا سر بیمار پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زلف کے صدمی زیادہ رخ سے ہین مجھ زار پر
دل سے افزون رات بھاری ہوتی ہے بیمار پر

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میری یار پر
ذرہ کیا خورشید غش ہے روزن دیوار پر

جب غزل کرتے ہین موزون قامت دلدار پر
تو الف لکھتے ہین جا جی صاد ہر اشعار پر

ناتوانونکی الم سے اہل دولت کو ہے عشق
خوش ہوئے سب ناخن مطرب لگا جب تار پر

ہو گیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہے مرا اس مغربی تلوار پر

دیکھکر اوس گل کو ہر غنچہ بھی چلانی لگا
نالے کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر

کوچۂ جانان مین ہون پر محروم ہون دیدار سے
بخت خفتہ خندہ زن ہے دیدۂ بیدار پر

دور کرتے ہین تنہائی مین صنم موباف کو
کیچلی برسات مین ہے بار جسم مار پر

آسمان کا منطقہ ٹھہرا لیا ہے جس طرح
وہم یون ہوئے کمر کا ہے جہان کو یار پر

کھودی ہے تصویر شیرین اس لیے فرہاد نے
سوچ بھی پٹکا کرے سر سنگ کہسار پر

ایک اشک گرم ناسخ گر خزانی مین پڑی
طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

غزلیات تصنیف ہرچند دھنی

ضعف ایسا ہے تپ ہجران سے جسم زار پر
بار غم اب اوٹھ سکے کب اس دل بیمار پر

مہر بھی شیدا ہوا ہے نور حسن یار پر
چشم نظارہ رکھی ہے روزن دیوار پر

موزون کیا مضمون کرین ہم قامت دلدار پر
آہ کا عالم ہوا ہے مصرعۂ اشعار پر

کی گل طرہ نے بھی دستار اپنی تار تار
ہے فدا کیا سیم تن کے طرۂ زرتار پر

نام اپنا قاتلا زندہ ہوا ہے بعد مرگ
آب ہے آب بقا سے کیا تری تلوار پر

گلشن معنی مین رہتا ہے ہمیشہ نغمہ سنج
فوق خامہ کو نہ کیون طوطی کے ہو منقار پر

رات دن سوتا نہین جگتا غم مہ رو مین ہے
خفتہ بختی نجم کو ہے دیدۂ بیدار پر

موذیون کو کب بساط دہر سے پوشش ملی
پوست کی پوشاک پہنائی ہے جسم مار پر

کاسۂ سر کیون نہ کاٹے دم مین جون تار کلال
بارہ ہے شمشیر کی تار نگاہ یار پر

تنگ چشم ہو وے نہ پردہ پوش اہل کرم
کب لگی سوزن سے ٹانکا دامن کہسار پر

ہو گئیا تار رگ جان رشک تار ارغنون
طعنہ زن ہرچند ہے وہ صوت موسیقار پر

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی	غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی
غزل ابیات ۱۰	ردیف صاد نمبر ۷

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۲

اسقدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص
کر رہا ہے لولی گردون کو بے آرام رقص

سیکڑون مے دی نکل پڑتی ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ
فتنۂ محشر وہ ہے جسکا رکھا ہے نام رقص

مرغ خوش خوان اوس چمن کا ہون کہ جسکی صحن مین
آسمان طاؤس سان کرتا ہے صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا کی گردن کو ہزارون ٹھوکرین
کرتے ہین مستی مین جب ہم رند مے آشام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سے دوچند
ہاتھہ مین رعشہ سے کرتا ہے جو مے کا جام رقص

دور دامن ہوگیا ہے مجکو مثل آسیا
پیستا ہے دلکو تیرا اے بت خودکام رقص

گر عوض ناقوس کے جاکر مین اک نالہ کرون
بتکدے مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص

تو ہے وہ صیاد او ظالم کہ مجھکو دیکھکر
کرتے ہین بدلے تڑپنے کے اسیر دام رقص

جی اوٹھے مردے ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

۱۰

بزم گلشن مین کرے گر سیر اے گل اندام رقص
بلبل و گل کا کرے کیون دل نہ بے آرام رقص

بزم عشرت مین ملین ہین آکے گر دستار
کس طرح سے پھر نہ خوش ہو جام رکھون نام رقص

ہے پسند خاطر زہاد بھی خنیا گری
دانۂ سبحہ کیا کرتے ہین صبح و شام رقص

یار کے پاؤن کی ٹھوکر گر لگے مے کو لگے
کیا عجب کرنے لگے چون مردم آشام رقص

سایۂ گردش پڑا کیا چشم میگون یار کا
ساقیا جو دور سے کرتا ہے مے کا جام رقص

شمع کی لو کا تڑپنا کیجیے تیری بزم مین
دل جلون کا کر رہا ہے یہ دل ناکام رقص

گر بجز ناقوس اوس طفل برہمن کا دہان
بتکدے مین مست ہو کرنے لگین اصنام رقص

خنجر قاتل کے نیچے ہون طپیان مین اسطرح
مرغ جون صیاد کے کرتا ہے زیر دام رقص

بزم مین بلوایا اوسنے مضطرب مین ہوگیا
کیا بھرا بیتابی دل سے تھا وہ پیغام رقص

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی
ناچنے گانے کو رتبہ کیا ہی اوسکے سامنے ہر سخن اوسکا ہی ناسخ غنا ہر گام رقص	گر ہوا میں کوی جانان کا ہو مدفن پر گذر جون بگولا خاک کو ہرچند ہو ہر گام رقص

ردیف ع
نمبر ۸

غزل ۲ ابیات ۳۳

۶۳

رکھتی ہین گل عشق رخ شوق قد جانانہ شمع
گل ہوئی ہین شکل بلبل صورت پروانہ شمع
کیونکر اسکو آنسوؤں کا تار ٹوٹے ایک دم
کہتی ہی میری زبان حال سے افسانہ شمع
دیکھتی ہی قامت جانان کو حیران ہین تمام
فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع
اوسکی نور رخ کی آگے بوستان بزم سے
اور ہوتی ہی برنگ سبزۂ بیگانہ شمع
شرم سے اوڑ جای شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح
دیکھی محفل مین جو نور فندق جانانہ شمع
اسکے ظالم موتیون کا دود کلغی شعلہ تاج
رکھتی ہی تخت لگن مین شوکت شاہانہ شمع
کیون نہ تین تشبیہ دون لفون کو دود شمع سے
شمع کا شعلہ ہی چہرہ قامت جانانہ شمع
کیا موثر ہی مری سوز درون کا ماجرا
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع

۱۶
گر کری نظارۂ محفل مین رخ جانانہ شمع
خاک ہو وی جل کی سوز غم سی جون پروانہ شمع
کیون نہ جلکر داغ کھائی دل جلا بن ہو مضطرب
عشق کا اوس شعلہ رو کی گر سنی افسانہ شمع
بی سبب کرتی نہین زنہار گریہ رات بھر
گرد رہ سی صاف کرتی ہی پر پروانہ شمع
شمع کو کب آشنائی پر ہی پروانون کی دھیان
جان دیتی ہین عبث پروانہ ہے بیگانہ شمع
حسن جو کھلا کر لوبھاتی ہی دل پروانہ کو
شام سی کرتی ہی زیب حسن جون جانانہ شمع
فوج پروانون کی حاضر اوسکی ہو دربار مین
بزم مین کرتی جلوس وقت شب شاہانہ شمع
جان نثاری کیون نہ سوز دل سی پروانہ کرین
آتشین ہی کیا بھبوکا سا رخ جانانہ شمع
نور حسن نوجوانی پر ہی سرکش بزم مین
کب سنی پروانون کا کچھ کان مین افسانہ شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا
دیکھ روتی ہی پڑی لاشۂ پروانہ پر شمع
ایسی تاریکی ہی گم ہوتا ہے نور آفتاب
کب ہی ممکن کر سکے روشن مرا کاشانہ شمع
اسلیے ای شمعرو فانوس مین رکھتی ہین بند
جل نہ جائی تجھپہ اگر صورت پروانہ شمع
ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود لنگ
نکلی استقبال کو محفل سی دیتا بانہ شمع
جل رہی ہین جوہر آئینہ پروانون کی طرح
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
سر سی سوزان داغ سودا پاؤن مین زنجیر اشک
تیری محفل مین کھڑی ہی صورت دیوانہ شمع
گر دکھائی اپنی بالی کی وہ بجلی کا فروغ
ہو برنگ ماہی بی آب بیتابانہ شمع
کچھ فقط کوئی نہین ناسخ دل و جان سی نثار
بزم مین پروانی ہین سب صاحب خانہ شمع

۶۴
وصل مین کبھی رونق محفل ہی تو ای خیاگر و شمع
آہ و افغان داغ سوزان ہی بیان آہنگ و شمع
شعلۂ عارض دو زلفین ہین بیانچہ مین وصلے
کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ و شمع

غزلیات تصنیف ہرچند سر صفی

جان نثاری پر تو اپنی ناز کیون کرتا ہی دیکھ
سوز غم مین تیری شب بھر جلتی ہی پروانہ شمع
تیرہ بختی میری ہنستی ہی شب مہتاب پر
کیا منور کر سکے گی تو مرا کاشانہ شمع
کس گل رشک چمن کی سوز سی کھاتی ہی گل
گل نہ پائی اشک کے رو کر جو ای پروانہ شمع
لو مین کیا اوس آتشین رو کی لگی اوسکو لگن
سر اوٹھا کر دیکھی محفل مین ہے بیتابانہ شمع
برق جون موسی گری بیتاب طور چرخ سے
دیکھ لی گر وہ تجلی رخ جانانہ شمع
منہ سی کچھ کہتی نہین روتی ہی بی خود زار زار
شعلہ رو کی حسن کو ہی دیکھکر دیوانہ شمع
سوز سی جلتی ہی اور رکھتی ہی دل کو بیقرار
رات بھر روتی رہی محفل مین لی تابانہ شمع
فیض سے روشن نفس کی دور ہو ہرچند تیرگی
رونق خانہ نکیون ہو ہو جو صاحب خانہ شمع

۱۷
محفل ہجران اور کیا چاہیے ہے جنگ و شمع
داغ سوز سینہ و نالہ ہی خوش آہنگ و شمع
آتشین رو سنگدل کا داغ جیتے جی رہا
بعد مردن بھی رہی تربت پہ لوح سنگ و شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سنگ فرش اور شمع پاس اوسکی پھرون ہمین دور دور
کیون نہ دیکھون دیدۂ حسرت سی سوی سنگ و شمع

روشن اوسکی سینہ پر نور سے ہوتی ہی شمع
نور مین یکسان ہی وہ آئینۂ نیرنگ شمع

داغ سوزان ہی سپہ آفت شعلہ ہی اوسپر وبال
شعلہ رو یکسان ہے میرا عاشق ز سنگ و شمع

کھینچے گر نقشہ تیری رخسار آتش رنگ کا
کیا عجب یکرنگ ہو گر خامہ از سنگ و شمع

گوری گوری انگلیون پر فندقون کا رنگ ہے
قدرت حق سی ہی یا توام گل اور رنگ و شمع

شعلہ رخسار ان سنگین دل سی تھا جو ہمکو انس
بعد مرنے بھی ہماری سینہ پر ہی سنگ و شمع

حسن یوسف سے ہوئی پر نور ایسی راہ مصر
روشنی مین تھا برابر میل ہر فرسنگ و شمع

گیسوی عنبر رنگ خط سبز و روی آتشین
ہی شب تاریک اے رخ فانوس مینا رنگ و شمع

یار میرا سنگدل ہی اور مین ہون موم دل
دیکھ لی جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ و شمع

خاک پر جا کر اندھیری قبر مین لیٹی ہین شاہ
جاتی تھی جب ہمکہ لیجاتی وہان اورنگ و شمع

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

پاؤن سنگ فرش ہاتھون شمع دیکھی روی یار
چشم حیرت سی نہ دیکھون کیون ہین بست سنگ و شمع

نور روی مہ لقا کا غیرت خورشید ہے
کب برابر حسن مین ہون شعلۂ خوش رنگ و شمع

کب بجھیگا سوز سینہ آب اشک چشم سے
عمر بھر جلتی رہی ہین عاشق بی سنگ و شمع

ہی منقش سقف اور جلوہ کنان ہی ماہتاب
شب کو آتی ہین نظر آنکھون مین چرخ از رنگ و شمع

چنگ و شمع بخت بزم عیش مین ہا مین یہان نصیب
فرش خاک و داغ سینہ مرقد ہیدا اور رنگ و شمع

شمع رویی سنگدل کی عشق مین ہم مر گئے
یارو تم رکھنا لحد پر میری لوح سنگ و شمع

راہ صحرا آتشین نالون سے وہ روشن ہوئی
نور مین یکسان ہین مجنون میل ہر فرسنگ و شمع

غور کر دیکھا جو شب کو مین نے چرخ و ماہتاب
یاد آیا یار کا فانوس مینا رنگ و شمع

سنگدل کی روی تابان کا ہی دلمین خیال
جلوہ رکھتی ہین میری سینہ مین یکجا سنگ و شمع

غیرت شعلہ جو حسن عارض دلدار ہے
آتش حسرت سی گل کھاتی مین گل او رنگ و شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شمع سان جلتا ہی سوز عشق سے ہلتا نہین
ایک ہی ہی میری وفاداری کا پائی لنگ شمع
بزم مین ہر شب اوسی کے رشک سے جلتی ہے یہ
شاعرو کیا نسبت رخسار شوخ و شنگ شمع
عاشق اوپر مرتی ہین دیتے ہین جی اوپر پتنگ
ہی برابر شان مین وہ روی آتش رنگ و شمع
شام ہی تا صبح ہی مجکو جواب سیر نبات
سامنے رکھتا ہون اپنے نسخۂ فرہنگ و شمع
تھا لقا ایک رات ای ناسخ پس محمل روان
گوش و چشم اپنے لگا دے بر صدائے زنگ و شمع

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

خوبرو پایا نہ پایا تو اوسنے دوسرا
غیر کی ہاتھون جلے یکسر رکھے پالنگ شمع
نازنین ہی حسن وشن پر ہون پروانے فدا
جنبش اوسکی ادا ہی ہے جو شوخ و شنگ شمع
مر گیا ہون داغ کھا کر اوس رخ گلرنگ پر
میری تربت پر بھی رکھنا تم گل خوشرنگ و شمع
خال کا نکتہ سمجھا ہی کہ حل معنی نہون
دیکھیون معنی شب کو رکھکر سامنے فرہنگ و شمع
آہ و گریہ غم مین لیلیٰ وش کی ہین اے کاروان
محمل سینہ مین ہرچند ہی صدائے زنگ و شمع

ردیف غ نمبر ۹

غزل ۱ ابیات ۱۷

۶۵

جب سے مکان مین ہو تری رخسار کا روشن چراغ
ہی یقین بن جائین دیوارون کے سب روزن چراغ
جب تلک ہی حسن معشوقون پہ عاشق ہین نثار
گرد ہین پروانے بھی جب تک کہ ہی روشن چراغ
جوش وحشت نے کیا ایسا مجھے نقش قدم
خانۂ زنجیر مین ہونے لگے روشن چراغ
روشنی ایسی ہی اوسکے سینۂ پر نور کی
ہو گیا مجکو یقین ہے زیر پیراہن چراغ

شب ستارونکی نظر آئی مجھے روشن چراغ
یا تھی کاخ چرخ کی دیوار کی روزن چراغ
آہ کو ہی چرخ پر جانے کا جادہ کہکشان
رہبری کو واسطے تاری ہوئی روشن چراغ
ہی مرار و زسیہ فائق شب دیجور پر
کب منور ہوا گر ہو مہر کا روشن چراغ
کیا ہوا ہی آہ شب سی ہی مری اوسکو خطر
مہ کا رکھتا ہی فلک جو زیر پیراہن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہین جو روشن طبع بغض اونسے یہ کار و نکو ہے
چور کو جسطرح آتا ہی نظر دشمن چراغ
روشن ایسا اوس گل عارض سے ہی بستان بزم
تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ
ہین جو عمدہ اونسے مفلس بہرہ ور ہوتی نہین
آتش یاقوت سی ہوتا نہیں روشن چراغ
ہاتھ آیا جو یان زخم دل سوزان مسیح
بنگیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزن چراغ
کردون روشن آتش داغ جدائی سے اگر
برق سان کرنی لگی بیتابی و شیون چراغ
جھڑتی ہین سنگ لحد سی پابین لگتی ہین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی ترا توسن چراغ
کوئی پروانہ جلی گا تو جلونگا غم سے مین
دوستو ہرگز نہ تم رکھنا سر مدفن چراغ
ہوتی ہی نور خرد سی اہل غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجھاتی ہین دم خفتن چراغ
داغ حسرت جل اوٹھا گلگشت مین تیری بغیر
آتش رنگ چمن سی ہو گیا روشن چراغ
پھونک ماری غنچہ لب سی اگر وہ رشک گل
بزم مین پھیلائی بجھ کر نکہت گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ہرچند سروحنفی

شمع رو بن جب نظر آتا ہی جل جاتا ہی دل
ہی شب فرقت مین یار و جان کا دشمن چراغ
تیرہ بختون کو نہو اس بزم مین ہرگز فروغ
روشن اپنا کرسکے ہی کب گل سوسن چراغ
سوز ہجر شعلہ رو سی شعلہ زن دلمین میری
کسطرح داغ جگر سے پھر نہو روشن چراغ
کیا لگے جراح ٹانکا زخم آتشناک پر
پنجشاخہ ہاتھ ہوا در روزن سوزن چراغ
چشم ترکی آب مین ہے جذب گریہ اسقدر
اشک روغن مین ٹری کرنی لگی شیون چراغ
جب سوار او سپر ہوا وہ روی تابان دیکھکر
سب لگی کہنے کہ روشن ہے سر توسن چراغ
پھک رہا ہی یاد شعلہ رو مین پہلو ہی جگر
دل جلے گا کیون جلاتی ہو سر مدفن چراغ
رات دن رہتا ہی روشن کب بجھائی سی بجھے
داغ سینہ کا نہ بجھتا ہے دم خفتن چراغ
مشعل مہتاب کھاؤ دیکھکر سینہ پہ داغ
عارض پر نور جانان کا ہی وہ روشن چراغ
دم مین بجھ جائی گل خورشید کب روشن رہے
داغ سینہ سی جلائی میری گر گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون نہو سیر فلک کا حمق ظاہر خلق پر
دن کو جب روشن کرے خورشید کا کوون چراغ
اوسنے گل اسکندری آئینہ مین دیکھا جو منہ
بن گیا عکس فروغ حسن سے آہن چراغ
حسن شبستان مین ہو صاحب کمال ناسخ شعلہ زن
چاک ساز و جامۂ فانوس را برتن چراغ

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

کب تلک سمجھاؤن اس احمق کو کب سمجھے ہے دو
داغ سے دل مین جلاتا ہے یہ دل کو دن چراغ
خون پروانون کا کرتا ہے ستم سے رات بھر
قاتل جان ہوگیا جون خنجر آہن چراغ
ایکدم مین دم نکل جاتا ہے اوسکا پھونک سے
قدرت حق سے بنا ہرچند نازک تن چراغ

ردیف گ
نمبر ۱

غزل ۱ ابیات ۲۳

۲۲

دیکھا تری فرس کا جو اے شہسوار رنگ
گردون کا اوڑ چلا ہے برنگ غبار رنگ
اے گریہ خون سے آب مژہ اشکبار رنگ
لائی برنگ گل رگ ابر بہار رنگ
دکھلاتی ہے چمن مین جو فصل بہار رنگ
وحشت یہ ہے کہ کھتی ہے صحرا کے خار رنگ
تو وہ ہے آفتاب جو پڑے تو پڑے تیرا
جلجا ہے لالہ زار کا اے گل عذار رنگ
سارا جہان سیاہ ہے آنکھین میری سفید
دکھلا رہی ہے زور شب انتظار رنگ
منہ لال ہے جو نشۂ دولت سے خوش نہو
کچھ اور ہی دکھائیگا تجکو خمار رنگ

۲۳

گلگون ہے تیری اسپ کا اے شہسوار رنگ
لائے نہ اوسکی پاؤن کا کیونکر غبار رنگ
دامان صحرا ہے چشم اشکبار رنگ
خونریزی سے تیری گویا ابر بہار رنگ
کف پا کا تیری خون سے اشکبار رنگ
لائے برنگ گل ہین صحرا کے خار رنگ
ہے اوسکے سامنے گل خورشید زرد رو
رکھتا ہے گل بدن کا وہ زیبا عذار رنگ
سرخ آنکھین ہجر مین رنگ تن ہے زرد
اور کیا دکھائے وصل کا اب انتظار رنگ
میگون لبون کے بوسے نے مخمور کردیا
دیکھیے دکھائے بادہ کا اور کیا خمار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آتش رخان دیر اگر مجکو دیکھ لین
اوڑ جای عارضون سے برنگ شرار رنگ
کیون ہو نہ جای اہل جہان کا لہو سفید
الفت کا اڑ گیا ہی جہان سے فرار رنگ
اوس آفتاب رو کی بلائین جو ایک دل
بدلی فلک نے صورت حربا ہزار رنگ
گلشن مین تیری کاکل و رخ کا جو ذکر ہو
اڑ جای ساتھہ بو کے گلون کا فرار رنگ
ہوتے ہین تیری آگے گل سرخ یاسمن
اڑتا ہی پاری شرم کے بے اختیار رنگ
تجھہ مین جو رنگ و بو ہی کہان ہے وہ باغ مین
قربان تجھہ نکہت گل ہے نثار رنگ
یاد آگئی شباب کی رنگین مزاجیان
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ
سرخ و سفید رخ ہے یہ چشم سبز خط
آتی ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ
رہنی دی اثر میرے رنگ شکستہ کا
مانی مصوری شبیہ مین گر لاکہہ بار رنگ
آنکھین جو رو کر زرد تو میری لال ہو گئین
ہنسکر وہ بولے واہ ہی کیا آبدار رنگ

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

دود جگر تو آتش غم سے ہوا سیاہ
پھر اوسکا سرخ رکھتا ہی کیون یہ شرار رنگ
صبح سفید و شام سیہ رنگ رکھتی ہے
نیرنگیان کا نام رکھون مین فرار رنگ
رنگریز چرخ رکھے گو یک ٹکا نیل کا
ذرات مین یہ رنگتا ہے لیکن ہزار رنگ
دیکھین گل شباب جو گلرو کو باغ مین
مثل ہوا ہو عارض گل کا فرار رنگ
سرخ و سفید سیاہ جو آنکھین ہین یار کی
دیکھے سے دل کا بدلی ہی بے اختیار رنگ
فصل بہار باغ جو دیکھے تیرا عذار
شیدا ہی ہو کرے رخ گل کا نثار رنگ
اوڑا کیا لبون کو زبان کو کیا ہے لال
پان و مسی نے کیا کیا آشکار رنگ
آیا عجب جو دیکھا گل مہندی باغ مین
ایسا نہ اور گل رکھی ہے پانچ چار رنگ
وہ تیرہ بخت ہون میری تصویر گر کھیچے
رنگین نہو وہی اوسکو گر لاکہہ بار رنگ
ابر بہار سان ہے میری چشم خون فشان
ایسا گل چمن مین نہین آبدار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ای رشک سرو رکھتے ہین مانند فاختہ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ
اوس گل کی کیا کہون مین تلون مزاجیان
ہوتی ہین ایک رنگ سے پیدا ہزار رنگ
اشکون کی شست شو سی سیاہی نہ کم ہوئی
کیا پختہ رکھتے ہین مری شبہای تار رنگ
جبسے ہی گلال اوڑہانے کا مجکو شوق
تیرے شہید ناز کا لایا غبار رنگ
گہ سرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ
پاتا نہین کوئی میرے منہ پر قرار رنگ
یاد آگئی ہے ہمکو رگ گل سے وہ کمر
ای اشک خون ہمارے گریبان کی تار رنگ
ناسخ ہی میر سلمہ اللہ کی زمین
اک معنی شگفتہ کو باندہا ہزار رنگ

غزلیات تصنیف ہرگند سروہنی

آئینہ پر جو خاک ملین رنگ رو ہو صاف
خاک ہو صفای کار کہین ہم خاکسار رنگ
ہر برگ مین ہے اسکی رنگت جدی جدی
اک پہول عشق کا رکہی دیکہو ہزار رنگ
دہونڈ سے آب کی اوٹھے اور آبیاری ہو
کیا پختہ کالا رنگ ہے گیسوی یار رنگ
دیتا ہے سبز بخت سیہ رو کو آب و تاب
لاتا ہے رنگ پان سے مسی کا غبار رنگ
دوروزہ حسن پر نہو بلبل تو شیفتہ
رکہتا نہین ہے چہرۂ گل کا قرار رنگ
خون جگر سے رنگین ہے وہ آنسوؤنکا تار
رکہتا نہین ہے ایسا رگ گل کا تار رنگ
ہرگند چمن مین دیکہہ تو رنگت بہار کی
غنچون گلون سے رنگتا ہی زیبا ہزار رنگ

ردیف نون
نمبر ۱۱

غزلیات	ابیات
۱۹	۲۵۸

۱۱

جو بیگناہ ہین انکا بھی خون حرام نہین
مقام عشق یہ ہے کعبہ کا مقام نہین
فگار تیغ زبان ہون بسان زخم دہان
دہان زخم سے منظور التیام نہین

جو بوسہ میگون لبون کا لون کچہ حرام نہین
یہ بزم میکدہ ہے شرم کا مقام نہین
شہید تیغ نگہ ہون مین کیا کرے جراح
ہمارے زخم کو مرہم سے التیام نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جو مجکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین
عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال
تو آفتاب فلک سے ہے چراغ بام نہین
نہین حلال کوئی شے یہان بغیر شراب
اسیطرح سے بجز توبہ کچھ حرام نہین
تمام صفحۂ عالم ہے ایک ہی صفحہ
سر کتاب کا یہ اک ورق تمام نہین
نہ سجدۂ در جانان سے سر اوٹھاؤن گا
یہ وہ نماز ہے جسکا کبھی سلام نہین
تمام خلق ہی گردش مین جسطرح مینا ہے
بس ایک قابل گردش ہمارا جام نہین
محال پیری مین ہے لطف نوجوانی کا
چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین
جو خیر چاہے دلا کر نہ عشق ابروے یار
یہی ہے تیغ کہ جسکے لیے نیام نہین
زمانہ محو ہوا دل جو ہے کسی پر محو + +
مری نگینی مین ناسخ کسی کا نام نہین

۱۱
سوا ای مکر زمانے مین رسم و راہ نہین
وہ کون جا ہی جہان زیر کاہ چاہ نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

خدا کے واسطے تجکو نہ قتل کر ای بت
کہ روز حشر مین کیا اسکا انتقام نہین
نہین رسائی ہمین قصر یار کی مشکل
یہ اپنی آہ جگر کیا کمند بام نہین
مین بوسہ اوس لب میگون کا لون نکیون ہے
کہ نشہ شرع مین اس می کا کچھ حرام نہین
رقم قلم نے کیے گو ہزار ہا دفتر
حکایت غم ہجران ابھی تمام نہین
خفا ہے یار یہانتک ملے جو رستے مین
کیا منہ سے بات کری تو بت سلام نہین
فراق یار مین ساقی کی میکدہ سے نہ کام
یہ اشک چشم ہمین کیا شراب و جام نہین
ریاض دہر مین خندان مدام کب کوئی
فسردہ کیا گل خورشید وقت شام نہین
جریح کے ساتھ بھی نامرد کے نہ جرأت ہو
کہ کام تیغ کا کرتا کبھین نیام نہین
سخاوجود سے مشہور نام حاتم ہے
ہزارون مرگئے ہرچند جنکا نام نہین

۱۰
بنا ہین دوستی کیا دوست رسم و راہ نہین
وہ کون دل ہے کہ جسمین کسی کی چاہ نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین
ہوئی ہی مجھکو جرس سے یہ بات اب ثابت
شکستہ دل جو ہوا اوسکے لب پہ آہ نہین
جگر کے داغ مین ہو لطف گر نہو ناسور
جہان مین کون ہے وہ باغ جسمین چاہ نہین
ہمیشہ کام مین غیرون کے ہین سعادتمند
ہما کو اپنے لیے فکر عز و جاہ نہین
عبث ہی یار کو مجھ دل جلے کے قتل کا سوچ
چراغ کشتہ کا کوئی بھی داد خواہ نہین
سفید ہو کفن مردہ ہے وان مہتاب
شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہین
جما ہی بزم صنم مین رقیب سا بر قدم
مین کیونکر اوسکو اوٹھا رون وہ کچھ گیاہ نہین
گرا تھا اسمین عزیز و کبھی مہ کنعان
ہنوز چشمۂ خورشید بھی وہ چاہ نہین
ہجوم فوج عدو کی جہان مین اے ناسخ
سوای قلعۂ مرقد کہین پناہ نہین

۲۹
کیا وہ لالی مین ہے جو اوس گل گلشن مین نہین
ہان مگر داغ سیہ رخسار روشن مین نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

کیا سوز عشق مین مہ روسکے جلتا ماہ نہین
جگر مین دیکھہ تو داغ اوسکے کیا سیاہ نہین
کیا ہے درد جدائی نے جان کو بیتاب
وہ کون وقت ہی دل سے ہماری آہ نہین
گرد سے ہے کیون دل تشنہ لب ہون تر تیرے
جو آب ہی ہو لبالب یہ ویسا چاہ نہین
سبھی ہین طالب اسکی ملی ہی قسمت سے
وہ کون ہے کہ جو خواہان عز و جاہ نہین
جو عشق شمع مین جل جل کر جان کھوتا ہے
تو اپنے خون کا پروانہ داد خواہ نہین
چراغ ماہ کی کچھ روشنی نہو ہرگز
کہ ایسا اس شب ہجران کا روسیاہ نہین
ہی سبز رنگ کی رخ پر یہ سبز خط زیبا
وہ گرد چاہ ذقن کے جما گیاہ نہین
نہ دوست گر اوسی آخر ہو جان کا دشمن
وہ دوست کیا جسی چاہت کی دلمین چاہ نہین
ہی تیغ ابرو کا ہرچند قبر مین بھی خیال
تو مرکے زیر زمین بھی ہمین پناہ نہین

۱۲ مثل اوسکی ایک گل جنت کے گلشن مین نہین
روشنی اوس رخ کی مانند مہر روشن مین نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ذرگدا نہ دل نہیں ممکن کہ ہو سیر سلوک
دیکھ او زاہد روانی آب آہن میں نہیں

کیا فقط تیری تجلی سے ہوا موسی بے قرار
کون پتھر طور کا ہے جو فلاخن میں نہیں

دیکھنا جذب سگ جانان مرے مرنے کے بعد
گوشت تو کیا کوئی ہڈی بھی مدفن میں نہیں

وہ تو اوس غارتگر دیر و حرم کی یار ہے
یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن میں نہیں

پھر لیے انگارے مین عشق کے اعجاز سے
داغہائے اشک گلگون میرے دامن میں نہیں

کسکو یان پہونچا سکے تیرے سوا کوئی گزند
کون ہے وہ اے اجل جو تیرے جوشن میں نہیں

سبز کی یان پر شراب سرخ نے کشت عمل
دانہ تسبیح زاہد اپنے خرمن میں نہیں

کھا گیا ہمیں عناصر جب ہوئے بے اعتدال
رابطہ واجب ہے ممکن دوست دشمن میں نہیں

ہون اسیر ضعف گرانا دا ہی جوشش جنون
طوق کوئی جز گریبان میری گردن میں نہیں

یہ تصدق سر مرا کٹ کر گرا جو پاؤن پر
پر یہ غم ہے ہاتھ اوس قاتل کی گردن میں نہیں

غزلیات تصنیف ہر چند سر ہندی

خرمن ہستی کو اک دم میں جلائی مثل برق
آتش افروزی کیا اب تیغ آہن میں نہیں

کیون نہ پتھر سی توڑی شیشۂ عشرت مرا
کیا کلوخ مہر گردون کی فلاخن میں نہیں

ہو گئے مر کر جو اوس آرام جان سے ہم جدے
ہمنشین جز درد دل اب کوئی مدفن میں نہیں

دمبدم ہے ہجر میں اوس بت کو وہ نالہ ہمین
ایسا واللہ شور ناقوس برہمن میں نہیں

چاک کیا دست جنون نے اک گریبان کو کیا
تار تک باقی میری جامہ کے دامن میں نہیں

ناوک مژگان سے اے ابرو کمان دل ریش ہے
حفظ تن اس تیر سے زنہار جوشن میں نہیں

دل جلونکا سبز ہوتا ہے کہان کشت عمل
ایک دانہ دیکھیے اوس کی خرمن میں نہیں

ہو اوسی غیرون سے الفت اور ہمسے دشمنی
یار کو پہچان اب تک دوست دشمن میں نہیں

سوز غم نے آتشین رو کی جلایا ہے مجھے
شعلہ سان کیا طوق آہن لال گردن میں نہیں

ہو گیا دیوانہ دل طفل برہمن دیکھکر
طوق ہے میرے لیے زنار گردن میں نہیں

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مشتری بنگر ہین تو فیات عالم مین گواہ
کسطرح خورشید ناسخ روز روشن مین نہین

۱۱۳ دل مشبک وصفون سے اپنا آشنا ہوتا نہین
سنگ مقناطیس ہرگز کہربا ہوتا نہین

خط تو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہین
سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین

تو کبھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
ای صنم جسطرح دور اکدم خدا ہوتا نہین

ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے اظلم پیری مین
کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین

فقر سے ایسی میری خاطر کو ہی چسپیدگی
محو اعضا سی نشان بوریا ہوتا نہین

دانہ بارود تخمی ہین میرے تخم امید
تا نہ برق اونپر گری نشو و نما ہوتا نہین

نشۂ عرفان مین جب تک مبتلا ہی قیل و قال
تا نہو لبریز ساغر بے صدا ہوتا نہین

بن گیا تصویر پر دل مین تصور یار کا
آئینے مین جا کی عکس اوسکا جدا ہوتا نہین

موذیون کو روندتے پھرتے ہین ہم وحشت مین بھی
کب سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سروجھنی

سوز غم سی جلتی ہی ہرچند شب کو شمع یون
روشنی جو رخ پہ اوسکے روز روشن مین نہین

خواب چشمون سے ہماری آشنا ہوتا نہین
ہجر مین جان جاے وصل دلربا ہوتا نہین

غم نہانی رکھون نشو و نما ہوتا نہین
حال دل سے آشنا وہ آشنا ہوتا نہین

دھیان حسن مہ لقا دل سی جدا ہوتا نہین
وہ صنم تو مہربان بہر خدا ہوتا نہین

جعد مشکین نے ڈسا دل لہر دل پر چڑھ گئی
زہر قاتل سے بھرا کیا اژدہا ہوتا نہین

کب بسیر مرتبہ عالی فرومایہ کو ہو
ہمسر فرش مشجر بوریا ہوتا نہین

کب گئی ہی گرمی سوز جگر مرنے پہ بھی
سبزہ میری قبر پر نشو و نما ہوتا نہین

درد دل کا میری جب لکھتا ہی وہ قرطاس پر
کیا صریر غم سی خامہ پر صدا ہوتا نہین

روی روشن کا تصور رات دن چشمون مین ہے
چشم سے جون مردمک یکدم جدا ہوتا نہین

سبز بختان ازل کو سربلندی ہے نصیب
سبزۂ چاہ زنخدان زیر پا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

باغ عالم مین برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین
ہو سر پر سلطنت یا تختۂ تابوت قبر
پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین
بحر وحشت مین ہون مین گو سر گیا مثل حباب
چوب کیا تلوار سے پانی جدا ہوتا نہین
ناسخ ہمین ہوا ز معشوقان عالم بایسکے
کون گل ہے جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

لالہ و گل سب برنگ سبزۂ بیگانہ ہین
اس چمن مین کوئی اپنا آشنا ہوتا نہین
ایک دن کرتی ہے سبکو قتل یہ تیغ قضا
قتل سے اوسکے بری شاہ و گدا ہوتا نہین
جذب الفت اسکو کہتی ہین نہو مل کر جدا
شیر مین بھی آب ملکر پھر جدا ہوتا نہین
ہم ہین وہ ہرچند دامن تک پہونچا ہاتھ بھی
پر کبھی سینے سے جدا بند قبا ہوتا نہین

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین
جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین
عبرت کی جا ہے لاکھون ہی طفل و جوان نہین
پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین
دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین
دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب
یان اعتماد دوستی جسم و جان نہین
ہر گل ہے اس چمن کا گریزان برنگ بو
سرو چمن ہے کون جو سرو روان نہین
صبح شب وصال ہے دم توڑتا ہون مین
نالان ہے میری غم مین موذن اذان نہین

۱۸ وہ رشک مہر میرے پاس یہان نہین
تیرہ جہان نظر مین کیا جون آسمان نہین
رشک قمر سا کوئی حسین و جوان نہین
گردون نے ڈھونڈھ کر کہا ویسا یہان نہین
تن مین نہ جان ہے جو وہ جان جہان نہین
گلزار دل مین میرے کیا فصل خزان نہین
ہے انتظار آمد عیسا کلام کے
دم آگیا ہے آنکھون مین اب تن مین جان نہین
سینہ مین باغ داغ نہ کیونکر کھلا رہے
کیا آب اشک چشم سے میرے روان نہین
مسجد مین تیرے زاہدا ہم جائین کس لیے
نعرہ زنی سے کیا ہمین صوت اذان نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رفتار نازنین پہ لچک جاتی ہے کہ بس
گویا تیری کمر مین صنم استخوان نہین

آنکھون سے فائدہ جو نہین تیری گرد راہ
حاصل جبین سے کیا جو تیرا آستان نہین

بولا جو بوی گل سے ہوا یا سبلے دماغ
کہتا ہے کون آتش گل کا دھوان نہین

خودرو ہین کس طرح گل رخسار و سرو قد
ہے کون باغ جسکے لیے باغبان نہین

حاصل تجھے بصارت یعقوب ہو اگر
یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین

منعم کی شکر مین بھی ہلائین کبھی کبھی
تنہا برای لذت دنیا زبان نہین

تعریف تیغ ابروی قاتل ہی دم کے ساتھ
گویا دہان زخم ہی تیرا دہان نہین

تیرہ مردہ ایک ہے تو شگفتہ ہے دوسرا
باغ جہان مین فصل بہار و خزان نہین

ساقی لگائے رکھ میرے منہ سے خم شراب
دریای می کی مچھلی ہے میری زبان نہین

رنگ بہار زرد ہوا تیرے سامنے
باغ جہان مین غیر گل زعفران نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

مطرب کی نغمہ گوئی کی درکار کب مجھے
کیا نے نواز میرا ہر اک استخوان نہین

ہم چشم ہو نہ چشم سے تیری دہان کو چشم
وہ منہ کیا جسنے چوما تیرا آستان نہین

ہوتا نہین ہے صاف تنون کو غبار دل
آتش مین لعل کی کبھی دیکھا دھوان نہین

گل زخمون سے کرے میری گل چینی دست آہ
میری چمن مین کیا ہوا گر باغبان نہین

چاہ ذقن مین یوسف دل میرا گر گیا
نکلے عزیز کیونکہ کوئی کاروان نہین

گلرو کی ہون کیا تنگ دہانی کی وصف گو
غنچون سکے منہ مین بلبلو گویا زبان نہین

کیا گوشت پوست چھوڑی نہ کھا ڈسی استخوان
رکھتے زمین گور سی کب یہ دہان نہین

خندان نہ کوئی رہ سکے اس باغ مین مدام
ہان اک بہار سرو کو جو خزان نہین

سرمو نہ وصف ہو سکے اک موی زلف کا
شانہ کی یون تو دیکھیے کیا سو زبان نہین

اوس گل کی بیت عشق سی وہ زرد رنگ ہون
ہر رنگ میری زرد گل زعفران نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جنکے سرون پہ آپ کس زمان رہے ہما
اونکا لحد مین آج کوئی استخوان نہین
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھ کر
مسجد ہی مے فروش کی ناسخ دوکان نہین

۲

پہونچا سنان پہ اوسکی ابھی میرا سر کہان
نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان
طول شب فراق کے شکوون سے فائدہ
مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان
ترکیب کو کمال سے ہے تاثیر زاہدا
بے بادہ ہے دعای قدح مین اثر کہان
جاتا ہے صیدگاہ کو وہ چھوڑ کر مجھے
ای مرغ روح میری لگی بال و پر کہان
آنکھون مین منتظر ہین عبث پارہ ہای دل
آتا ہے ناوک نگہ یار اودھر کہان
ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منقطع
حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان
حاصل نہین ہے دشت تمنا کو غیر یاس
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان
ظالم کو اس مرض سے ہوتا نہین گزند
ہر نخل میوہ دار کو ہے تیغ تبر کہان

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

اوس شمع رو کی سوز مین جو مردم تن گھلا
باقی بدن مین شمع سان اب استخوان نہین
ہرچند تن سے جان گئی ہم خاک مین ملے
جسمین کہ وہ متاع تھی باقی دوکان نہین

۱۱ زانو پہ سرو قد کے پہونچتا ہے سر کہان
سرو مراد دل کو میسر ثمر کہان
روشن دلون سے ربط نہو تیرہ بخت کو
خفاش دیکھ سکتا ہے نور سحر کہان
روز وصال ہمکو نہ زنہار ہو نصیب
اپنی دعای نیم شبی مین اثر کہان
تو چاہے تب قفس سے صیاد نے اوسے
اوڑتی پھرین گے دیکھیے مشت پر کہان
دیکھے ہے کیون ادھر کو تو ای چشم شوق دل
بھولا ہے میری یاد وہ آئی ادھر کہان
جب پونچھے اشک آستین ہی یار کی موج تاہ
گریہ سے ابھی دامن مژگان ہے تر کہان
اوس سرو قد کی دوستی مین پایا کچھ نہ پھل
الفت کی نخل مین ہوا پیدا ثمر کہان
پائی نہ عالی پایہ نے خورد مایہ سے ضرر
طوبے کا نخل آتا ہے زیر تبر کہان

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نفرت شب وصال سحر سے نکر دلا
اکدن شب فراق مین ہے یہ سحر کہان
ہمکو تیری کمر کی صنم ہے عبث تلاش
جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان
عاشق ہی پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب
ہی اضطراب کی مجھے ناسخ خبر کہان

۱۴ قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
[illegible] یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
[illegible] کو فریاد کیا کرتے ہین
[illegible] یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
[illegible] مین فریاد کیا کرتے ہین
گر [illegible] تو تصور مین مدام
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
رشک [illegible] نام کسی لے نہ کوئی
دل ہی دل مین اسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہم کوچۂ کاکل سے صبا کے جھوکے
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

حاصل شب وصال نہ تا روز حشر ہو
ہو شام ہجر کو میری نور سحر کہان
نظارہ کی تیری نہین شمس و قمر کو تاب
دیکھین جو نور حسن کو ایسی نظر کہان
ہرچند اوسکو عیش تعیشون کا پاس ہے
رکھتا ہی درد دوری سی تیری خبر کہان

۱۴ ظلم صیاد کا ہم یاد کیا کرتے ہین
جسکو پکڑین نہ وہ آزاد کیا کرتے ہین
اپنی لیلیٰ کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
قیس کی طرح سی فریاد کیا کرتے ہین
عالم وصل کو جب یاد کیا کرتے ہین
ہجر کے ہاتھ سے فریاد کیا کرتے ہین
روز ہجران کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
وصل کی شب مین بھی فریاد کیا کرتے ہین
یاد کر تیری وہ رونق بزم اے دلبر
اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین
چاشنی اپنے لبون کو ہین مزہ لے لے کر
لذت بوسہ جو ہم یاد کیا کرتے ہین
وہ وہ دل مثل بگولا ہونگیون سرگردان
دمبدم آہ کو برباد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوتی ہین جاری ہی مکتب مین پریرو خونریز
کیا یہ جلادون کو اوستاد کیا کرتے ہین
پھونکدے مین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
ہوتی ہے آفت خط قہر خدا سے نازل
یہ ستم ہمیہ جو بیداد کیا کرتے ہین
ملک الموت اگر کہیے انہین تو ہے بجا
قتل بیتیغ پریزاد کیا کرتے ہین
تو وہ صیاد ہے جو وار کے تجھ پر لاکھون
طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین
انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
جو کہ عدو ہین سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
میرا دیوان ہے کیا سامنے اونکے ناسخ
جو کہ قرآن پر ایراد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

تیری ہی طبع نے مضمون کیے ہین پیدا
تحسین ہر شعر پہ اوستاد کیا کرتے ہین
ہو نہ زنہار قفس مین ہمین نغمہ سنجی
ذکر بیرسے ہمے صیاد کیا کرتے ہین
رعد او برق کی غرش نہ سمجھ گردون پر
درد دل حسن میرا بیداد کیا کرتے ہین
ہے پریرو کی جو صورت کا تصور دل مین
بند شیشہ مین پریزاد کیا کرتے ہین
ز سبب سرو کو قمری نہین ہے ز ثمری
سر گرانبار کب آزاد کیا کرتے ہین
روز ہجران کا شب وصل سے دونگا بدلا
دل کو بہلا کے یون ہی شاد کیا کرتے ہین
جنسے بیت ابروی مہوش کی ہے دیکھی ہرچند
مطلع مہر پہ ایراد کیا کرتے ہین

۱۵

کیا تحیر حسن کی ہے گرہ پیچ و تاب مین
یہ بیتاب کب سے ہے بہلا موج آب مین
ہے ہجر محسین تحسین یہ موہوم زندگی
اکدم جدا ہوا سے ہے حباب مین
صدمے دیے ہین مجکو یہ اک رشک حور نے
مصروف ہین ہزار فرشتے حساب مین

دریا ہوا ہی موجون سے جو پیچ و تاب مین
کھولی ہے زلف یار نے کیا اوسکی آب مین
سیلاب اشک دیدۂ تر مین ہین جوش زن
دیکھا نہو تو دیکھ لو دریا حباب مین
جرمون کا میری ہو نہ محاسبے کچھ حساب
روز حساب بھی وہ نہ آئین حساب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تعبیر ہے کہ یار کی پڑجائے گی نگاہ
بجلی گری ہی رات کو کل مجھہ پہ خواب مین
تلوار میری حلق پہ حسرت نے پھیر دی
یکجا جو دیکھے عاشق و معشوق خواب مین
شب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین
نسبت ہی کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
خالی ہلال پای حنائی رکاب مین
ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اک بن تو دیکھہ کیسی ہے لذت شراب مین
سودای چشم یار کی ہی یہ بھی ایک دلیل
خشکی کمال ہے جو ہرن کے کباب مین
بحر فنا مین مجھہ سی ہے سائل زبان موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہے حباب مین
صبح شب وصال کی ہوتی ہی ہم کمان
ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین
کیا پڑ گیا ہی عکس تیری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بن گئی ہر موج آب مین
بحر فنا مین ضد ہی تعین سے یکدگر
پانی جو موج مین ہے وہی ہے حباب مین

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

خرمن مین ہوش و دل کی وہین آگ لگ گئی
دیکھا وہ حسن شعلہ فشان جب کہ خواب مین
اوس تیغ زن کی وصل کی ہمکو ہوئی امید
دیکھے جو ہمنے عاشق و معشوق خواب مین
تپ ہجر سے ہون ناتوان نکلے نہ منہ سی آہ
ایسا ضعیف ہو گیا عہد شباب مین
ہمسر ہلال چرخ کے ہو فیض عکس سے
مہ رو رکھے جو پای حنائی رکاب مین
شیرین ہے یار کے لب میگون کا ذائقہ
تلخی نہین ہے ساقیا کچھ اس شراب مین
وہ جذب عشق گل ہی دل عندلیب کو
ہو بوی گل عجب نہین اوسکے کباب مین
اس جرم پر گلون کا کیا تھا چمن مین خون
باد صبا کو قید ہے برج حباب مین
مہ رو ہو پاس رات ہو می نوشی مین بسر
دیکھون مین آفتاب اسی آفتاب مین
دریا دنوں کا مرتبہ پائے نہ خشک مغز
اوٹھتے نہ موج دیکھی ہی گوہر کی آب مین
آزاد کو بھی قید ہے اس بحر دہر مین
زنجیر موج رکھتی ہے پاے حباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی
پیاسا رہے ہماری لہو کا یہ ہین رقیب		دریا مین ہے شناوری مار سیاہ کی
تلوار کی طرح ہوا گر غرق آب مین		کاکل کا ہے خیال جو چشم پر آب مین
ناسخ اب اور ایسی غزل اس زمین مین لکھ		جس دم کتاب حسن رخ یار کی پڑھی
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب مین		ہرچند آیا نکتۂ خال انتخاب مین
عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین	۵	ابرو کا تیری عکس نہ جام شراب مین
بال آئی ہین نظر قدح آفتاب مین		ہے جلوہ گر ہلال رخ آفتاب مین
مستون کا عیش تلخ ہے دیر خراب مین		سرگشتگی نصیب ہے دیر خراب مین
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب مین		ساقی تو دیکھ دور ہے جام شراب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جب کہ آب مین		دھیان ہے جو روی رخشان کا چشم پر آب مین
دریای موج زن نظر آیا حباب مین		جلوہ ہے آفتاب کا برج حباب مین
آئی قیامت اونسے لگایا ہے منہ سے جام		ملتی نہ ایسی روشنی نور اوسکو کب
ہے اتصال ماہ مین اور آفتاب مین		سایہ اوسی کے حسن کا ہے آفتاب مین
غفلت سے اپنے طالب دیدار آپ ہون		عارض ہے اوسمین یار کا جو رشک آفتاب
میرا ہی چہرہ ہے جو نہان ہے نقاب مین		تماشائی بن گیا رشتہ نقاب مین
دیکھین ثبات اہل زمین آسمان کا		سیراب دریا دل سے نہ کم ظرف ہو سکے
ہے صاف آسمان مین نقشہ حباب مین		پائی کسی نے دیکھا ہے جام حباب مین
ہے جی مین آفتاب پرستون سے پوچھیے		دیکھے فروغ حسن گیا چوندھیائی چشم برق
تصویر کسکی ہے ورق آفتاب مین		سایہ ہے اوسکا نور رخ آفتاب مین
عاشق نہین ہے کون دُر گوش یار کا		جاتا چراغ چشم سے ہے دن رات دیکھ لو
عالم ہے غرق ایک ہی موتی کی آب مین		روغن کا ہے اثر مری اشکون کے آب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساغر مین عکس ہی رخ گلگون پہ ہے عرق
موتی جو آگ مین ہے تو شعلہ ہے آب مین
ہوتی ہین روز اوس گل بدخار کے حضور
تار شعاع خار گل آفتاب مین
آرام سے نہین ہے جو پھیری خدا سے منہ
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب مین
بیدار دل جو ہین انہین فوسے ہو ضرر
یوسف ہوا ستارہ وان کا سجو و خواب مین
غفلت سرا ہی دہر مین ہی غافلون کی جا
انسان دور دور سے آتی ہین خواب مین
عبرت کی واسطے ید قدرت نے غافلو
لکھے ہین شبیہ افسر شاہی حباب مین
آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
ناسخ ہی خاک رہگذر بوتراب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

ہاں کون کو بحر وبر مین تر دامنی نہین
خشکی ہمیشہ رہتی ہی گوہر کی آب مین
باغ فلک سے باد صبا کو نہ فیض ہو
سونگھے کیا خوشبو ہی نہ گل آفتاب مین
دیکھا کیا پیچ ناف مری بحر حسن کا
گرداب کسطرح نہ رہے اضطراب مین
دن کو گر ہمسے دور رہے کچھ عجب نہین
شب کو بھی وہ نہ پاس مرے آئی خواب مین
کب خفتہ بخت کو میری اک شب جگر نصیب
دیکھا نہ ہمنے مر رہو کبھی اپنا خواب مین
اوس بحر حسن کو ندون غیرونکو دیکھنے
تنہا ملونگا اوس سے مین قصر حباب مین
ہرچند آبرو ہو پس مرگ میری خاک
گرداب کوئی جو بحر کرم بوتراب مین

۱۹

اوس گل کی شکل پھرتی ہے چشم پر آب مین
اشکون مین لخت دل نہین گل ہین گلاب مین
دوڑی بہار حسن ہی کیف شراب مین
بھڑکے نہ کیونکر آتش رنگ گل آب مین
ساقی کہان شراب ہے دیر خراب مین
پانی کی ہے تلاش عبث اس سراب مین

گلرو کا دھیان ہے مری چشم پر آب مین
رومال اشک شوئی سے ڈوبا گلاب مین
ہے مست طفل اشک کا کیف شراب مین
میگون لبون کا دھیان ہے چشم پر آب مین
جز رنگ کچھ نہ آپ ہے بحر خراب مین
پانی نہ تشنہ لب کو ملا اس سراب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم عرش تک بھی پہنچے ہین کیف شراب مین
دشوار قطع راہ نہین آفتاب مین

اوسکی نگاہ پھرتی ہے چشم پر آب مین
گویا کہ برق کوند رہی ہے سحاب مین

پنہان ہے وہ بہار ہے اوسکی سحاب مین
نسبت ہے کیا شراب مین اور آفتاب مین

روشن ہے داغ گریۂ چشم پر آب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہے سحاب مین

کرتا ہے اک خیال بسر شب کو خواب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین

دریا ہوا ہے رشک فلک عکس یار سے
خورشید جلوہ گر ہین بروج حباب مین

دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہے ساقیا
ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین

ہے وجہ زلف یار اولجھتی ہے بار بار
کیونکر رہے نہ موی کمر پیچتاب مین

ہے رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب
روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین

لیتی ہین رنج مرشد کامل مرید کا
مہتاب مین ہے داغ جلن آفتاب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

بس روشنی ہے ساقیا نور شراب مین
ممکن نہین کہ تیرگی ہو آفتاب مین

ابرو کا دھیان رکھتا ہون چشم پر آب مین
قوس قزح یہ جلوہ نما ہے سحاب مین

برقع نہ رخ پہ مہر چھپا ہے سحاب مین
ظاہر ہوا تھا نور ضیا آفتاب مین

دیکھا کیا جو جوش طوفان کا چشم پر آب مین
لرزہ ہوا سے پڑگیا جسم سحاب مین

آیا جو آہو چشم نظر شب کو خواب مین
ملنے کو اوسکے اوٹھا پلنگ سے شتاب مین

دست حنائی دھوئے جو گلرو نے بحر مین
رنگین ہو لالہ کا ہوا عالم حباب مین

ہے بحر حسن یار مین کب بوجھ اوٹھا سکے
ساقی اسی شراب دے جام حباب مین

ہنگام غسل دیکھی ہے کاکل جو بحر نے
موجون سے مثل مار رہا پیچتاب مین

کب ہمسری ہو صاف رخ رشک مہر سے
داغ کلف کا عیب ہوا ماہتاب مین

جلتا تمام دن ہی ہوا جل کر شعلہ رنگ
کس حسن شعلہ رو کا ہے سوز آفتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سب بولے برج قوس مین داخل ہے آفتاب
رکھا جو اوسنے پای حنائی رکاب مین

بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا
ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین

بے یار جام مین میرے آنسو ٹپک پڑے
پیتی ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین

چھوڑی نہین عذار عرق ناک پر وہ زلف
گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین

کیون بال جوڑی کا ہے خط یار مین گمان
ہمسے سنو لگا ہے یہ کیرا کتاب مین

ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے
ہون امت جناب رسالت مآب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جب سرو قد نے یار کہا تعظیم کو جھکا
عالم کمان کا ہوا خم ہو رکاب مین

گر چرخ تک رسا ہو میری آہ آتشین
کیون لگ اوٹھے نہ آتش آب سحاب مین

آئے نکیون اوبال مین مانند خم سے
ٹپکے جو اشک آتشین جام شراب مین

گلرو کے دو عذار کا مجکو عرق پلا
ہو دل کا درد دور جو پیئون گلاب مین

قاصد بجای نامہ دی تو خط کو یہ تو جاے
افسانہ درد و غم کا لکھا اس کتاب مین

ہرچند عشق کرتا ہے عشاق پر ستم
کب رحم اس جناب تعصب مآب مین

۱۴ آگیا تمھارا تب گیا وہ ماہ کامل خواب مین
چاندنی کا ہی اثر زخم دل بیتاب مین

ہی خیال سبزۂ عارض دل بیتاب مین
تھی ہی اکسیر کی بو ملی یہان سیماب مین

اسقدر روئی ہین آغاز شب فرقت مین ہم
شام کو خورشید ڈوبا اشک کے گرداب مین

چاندنی مین ملی کی بے یار جو سیر چمن
داغ خون گویا لگی تھی چادر مہتاب مین

ہاکل بیچاں تک کا رہتا دھیان ہے جو خواب مین
بانبی ہی مار سیہ کی کیا دل بیتاب مین

درد پہلو سی ہی بے چینی دل بیتاب مین
اضطراب ایسا نہو آتش سے بھی سیماب مین

فرقت بجر حسن مین دل دمبدم ہی مضطرب
اضطرابی ایسی کب ہو گردش گرداب مین

نقش زنجیر کی پڑتی ہی سینہ پر جھلک
کوندتی ہی برق یہ آئینۂ مہتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساقی و مطرب ہوں کم سن اور ہو کنج چمن
چاہیے اسباب اتنا عالم اسباب میں

ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ایک جا ہیں عاشق و معشوق کیونکر خواب میں

شام سے تا صبح ہر شب دیتی ہو رنج فراق
کیا رہا آدمی میں غرق اور سرخاب میں

ضعف پیری میں کہاں طاقت کہ مسجد جاؤں میں
سجدہ کرتا ہوں قد خم گشتہ کی محراب میں

شاخ مرجان موج میں عکس دست نگیں ہیں
پر تو رخ سے ہوئی روشن کنول تالاب میں

یہ تیری روئے مخطط پر عرق آیا نہیں
خوشۂ پروین عیاں ہیں خرمن مہتاب میں

بزم میں کچھ نہیں معلوم ہوتا کوہ غم
بار سنگین جیسے ہو جاتا ہے ہلکا آب میں

گوہر مضمون نئے بھرتے ہیں دیوان شہر شہر
ہے رواں میرا سفینہ موتیوں کی آب میں

کیوں نہ اے ناسخ ہوں میں اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اوس نے دکھایا ہے شب مہتاب میں

11 کیوں میری آنکھیں عیاں ہیں اشک کے سیلاب میں
جیسے آتی ہیں نظر تیرتے کنول تالاب میں

غزلیات تصنیف ہرچند سروجنی

بوئے گل پوشاک کب رکھتی ہے تن میں مثل گل
ہے سبکساری مناسب عالم اسباب میں

رہتا ہے ہم سے جدا اک دم تو مل اے تیغ زن
دیکھتے رہتے ہیں باہم معشوق و عاشق خواب میں

کم نصیبوں کو نہیں اس دیر میں عز و وقار
کب اثر بال ہما کا ہو پر سرخاب میں

طاق کعبہ کی اوسے محراب سے کیا کام ہے
سر مرا ساجد ہوا ہے تیغ کی محراب میں

جوہر عزت نصیب ہوتا نہیں کم ظرف کو
قطرۂ نیساں سے در پیدا نہوں تالاب میں

یا کہ بازان ازل کو ہو نہ ظالم سے ضرر
خاک ہے صدمہ نہ پہونچے چاہ در مہتاب میں

جو سبکرو ہو حباب آسا وہ ہو دریا سے پار
موج ڈوبے ہے گرانباری سے اپنے آب میں

آبیاری ایسی میری گوہر مضمون میں ہے
خاکساری کرتی ہیں موتیوں کی آب میں

یاد ہر چند آتی ہیں ایام وصل مہروش
رات کو جب دیکھتا ہوں جلوۂ مہتاب میں

ابر نیساں رشک سے ڈوبی نکیوں سیلاب میں
اشک سے گوہر ہیں میرے چشم کے تالاب میں

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کسنے چہرہ سے اوٹھایا ہے لب دریا نقاب
کودتی ہین مچھلیان لہرون کے بدلے آب مین

استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرین
کب ملایم ہوے ہے برسون اگر سنگ آب مین

اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہے
کوئی اجاتا ہے تنکا جسطرح سیلاب مین

جلوہ بینی ہے یون محراب ابرو کے تلے
شمع روشن جسطرح رکھدے کوئی محراب مین

اوڑتی ہین انگیا کی چڑیا تو بنت کی چنیان
ملتی ہین پانی کی مچھلی موتیون کی آب مین

رشک کے معنی یہ ہین سوتے ہین جیسے میری بخت
سوچ رہتا ہے کہین دیکھین نہ تجکو خواب مین

خط نظر آتا ہے گرد اوسکے ذقن کے کیا عجب
جمع ہو رہتی ہین تنکے بیشتر گرداب مین

چشم تر مین ہے تصور روی جانان کا مدام
پھنس گیا ہے عکس یہ خورشید کا گرداب مین

ہو گئی ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا
نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہو نہ کم ظرفون کو حاصل دولت دنیا نصیب
پیدا ہو تو موتی کسنے دیکھے ہین تالاب مین

کیا لب ساحل نظر آیا اوسکو دریاے حسن
بحر لہرون سے کرے ہے دل کو ٹکڑے آب مین

دیکھ لو سیراب اس سے تشنہ لب کب ہو سکے
آبداری خاک ہے اس آئینہ کی آب مین

سربلندون کو نہ پہونچے پست ہمت سے گزند
قصر گردون کی بہے دیوار کب سیلاب مین

چشم کو مژگان کو اوسکی ہے سبب جنبش نہین
سجدہ جھک جھک کرتے ہین ابرو کی یہ محراب مین

حرف نکلین منہ سے خامہ کے نکیونکر گوہرین
دھوئی ہے اوسنے زبان کو موتیون کی آب مین

اس دل حیرت زدہ کی اور ہی صورت ہو گئی
دیکھی صورت آئینہ رو کی ہے جبسے خواب مین

سطح دریا جبین ہے چین اوسکی لہر ہین
چشم و نگہ کو بھی سمجھون گردش گرداب مین

کون ہے ایسا شناور اوسکو لاوے اوس سے نکال
دل گرا بحر حسن کی ہے ناف کی گرداب مین

بے پئے ہی مے کے ہو ہرچند اہل محفل کو سرور
ساقیا میری غزل پڑھ جلسۂ احباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہو سبب کیونکر کمون ہر گل ہی خندان باغ مین
سمجھہ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہے حیران باغ مین

یون تصور ہی دل پر داغ مین اوس خال کا
جسطرح جیسے کبک ہوتی ہی خرامان باغ مین

نیش عقرب کی طرح لگتی ہی ہر موج نسیم
موج گل ہی بار ہی اب ما پریشان باغ مین

پھینکدین ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے
بلبلین دیکھین اگر رخسار جانان باغ مین

جوش رونق کا ہوا ہی کوی جانان کو چلین
آتی ہی برسات تو جاتی ہین انسان باغ مین

دیدۂ قمری اگر روشن ہون تیری نور سے
سرو بن جائین ابھی سرو چراغان باغ مین

قطرۂ شبنم نہین ای رشک گل تیرے حضور
غنچہ ہی گل نکالی ہین یہ دندان باغ مین

بحر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان
ہوگیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین

اوٹھہ گئی ہی کسکی روی شعلہ افشان سے نقاب
عندلیبین ہو گئین سب مرغ بریان باغ مین

سامنی خورشید کی جسطرح پنہان ہو چراغ
ہوگئی یون گل تیری آگے سے پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

۱۵ یہ گل سوری نہین سمجھو نہ خندان باغ مین
دیکھہ کا رو کو یہ جون آئینہ حیران باغ مین

گل کو چھوڑین بلبلین قمری کرین آزاد سرو
جا وہ گر رشک گل سرو خرامان باغ مین

سر پٹکتا ہی زمین پر دل مین سنبل پیچ کھا
ہوگیا سودائی دیکھی زلف پیچان باغ مین

دیکھتا ہون جب کہ مین گل کی خیابان بلبلو
یاد آجاتا ہی مجھکو کوی جانان باغ مین

چھوڑ دی جانا وہان کا باغبان کیا لطف ہے
کوئی بھی روز خزان جاتا ہی انسان باغ مین

شعلہ خو کی عکس حسن آتشین رخسار سے
لالہ و گل کر ہوئی روشن چراغان باغ مین

پوست تن اب تاک انارون کا کھنچے اس جرم پر
ہر ادب نہسکر نکالی تھے جو دندان باغ مین

ہوگئی زخمی تن گل تیغ موج باد سے
بن گئی گنج شہیدان ہر خیابان باغ مین

جلوہ گر گلشن مین گر سرو خرامان ہو مرا
قمریون کو دل ہو نہو غم سی بریان باغ مین

کیا بوقت شب گیا وہ رشک گل گلگشت کو
چادر شبنم سی ہی رخ گل کا پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رنگ عشرت کرگیا پرواز باغ دہر سے
مجکو حیرانی ہی گل کیونکر ہین خندان باغ مین
ہاتھ آئی ہین جو تجھ سی داغ عشق ای رشک گل
نخل گل ہین صورت طاؤس رقصان باغ مین
نکہت زلف صنم کی سونگھنے والے ہین ہم
بوی گل سی ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
رات کو گلگشت کی لو نیز تو یہ سمجھے تدرو
سیر کو اوترا فلک سی ماہ تابان باغ مین
وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار
مجکو یاد آتا ہی ناسخ کوی جانان باغ مین

۱۳ دل پہ داغ آویزان ہین اوسکی زلف پیچان مین
ہوئی ہین پھول بالا لے کے پیدا سنبلستان مین
جہان کو عشق بازون کا ہی مجمع کوی جانان مین
نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین
بھلا دیکھیں تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو
خزان کو ساتھ ہم آئینگے اسکے گھر گلستان مین
نہ میرے داغ جنون کو کچھ مضرت آہ و گریہ سے
چراغ اپنا ہی مثل برق روشن باد و باران مین
پسینا یار کو پونچھا ہی جب دست حنائی سے
وہ غلطان نظر آئی ہین مجکو دست مرجان مین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہتی

ہر کسی کو غم کوئی دل شاد ہی اس دہر مین
رات بھر روتی ہی شبنم گل ہی خندان باغ مین
دیکھ لین گر اوس قد رو حسن کی رفتار ناز
ہو نہ غیرت سی کبھی طاؤس رقصان باغ مین
جی مین او سکی گیا کھین زلف پریشان کا ہی دھیان
ہو گیا سنبل کا حال دل پریشان باغ مین
نہ لگا گر سیر کو آئے تو فیض حسن سے
ہر گل خورشید ہو وی مہر تابان باغ مین
شرم سی ہر چند مثل غنچہ بریان ہونگیون
گر کرے نظارہ گل رخسار جانان باغ مین

جو مشاطہ نے گوندھے پھول اوسکی زلف پیچان مین
تماشا ہی کھلایا تختہ گل سنبلستان مین
مین دیکھونگا گل جنت ہین باغ کوی جانان مین
نہ گل چینی کو آؤن باغبان تیری گلستان مین
بہار داغ ہای دل کی کرے ای صبا آ سیر
گل لالہ نہ پھولا ایسا دیکھا ہو گلستان مین
نہین ہی حفاظت کچھ اوسی فانوس کی حاجت
چراغ آہ رکھتا ہون مین روشن باد و باران مین
ہی میلا پنجۂ مژگان اشک سرخ سے رنگین
نہ ایسی خوشنما رنگت ہی کچھ دست مرجان مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عبث ہی ای دل پر داغ ارادہ کوی جانان کا
گذر طاؤس کا ممکن نہین ہے باغ رضوان مین

ہوا راہِ طلب مین سست زہد خشک سی زاہد
روانی کب ہی دریا کیطرح ریگ بیابان مین

یہی ہین اتحادِ عاشق و معشوق کے معنی
زلیخا کو ہو سودا اور یوسف جای زندان مین

ڈھلک آتی ہین رخساروں سے جو قطرے پسینے کی
گھہنتے ہین دریا کیطرح چاہ زنخدان مین

تصور سیر گلشن مین جو آیا کوی جانان کا
بجای گل سر پر داغ ہی اپنے گریبان مین

مجھے روتے جو دیکھا ہو گیا روپوش غصّی سے
کہ پنہان جسطرح خورشید ہو جاتا ہی باران مین

نہین ممکن کہ ہو اصلاح ظالم کی طبیعت کو
رہی خون زیر خنجر گر بہائین آب حیوان مین

نکالا کاروان خطنے بھی آکر نہ اسے ناسخ
مرا دل کیا بری ساعت گرا چاہ زنخدان مین

۱۱

بھر آرہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین
شراب اسکی عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر مین

جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ ہے گھر مین
بجای ذرہ جاتی ہین نگاہین روزن در مین

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

نہ صیاد ستمگر کی اسیری کا ہے ڈر جان پر
ہی مرغ دل کا میری آشیان گلزار رضوان مین

گران جانی غبار قبر کو ہی ناتوانی سے
بگولا اوٹھ سکی سر سے کب میری بیابان مین

کمال حسن سی حاصل عزیز و نقص عزت ہو
ملی ذلت ہوا رسوا گیا یوسف جو زندان مین

ہوئے ہین بارہا کل تشنہ لب جب کھول کر منھ کو
رکھیں ہین چاہ جانی کی نہری چاہ زنخدان مین

دماغ ہی آسمان پر یون دوپٹا آسمانی ہے
اور عالم ماہ نو کا ہے رکھے چاک گریبان مین

ملی خستہ دلون کو باغ دنیا مین نہ سرسبزی
کہان شاخ شکستہ ہو شگفتہ ابر باران مین

مری مرنے پہ زندہ رہیگی وہ کیونکر نہ رویگا
کہ طفل اشک کو نہلایا ہے نے آب حیوان مین

نکل سکتا عزیزو کاروان سی وہ کہان زندہ
جو یوسف گرتا ہرچند بارکی چاہ زنخدان مین

بنا ہی میکدہ گریہ سی ساقی دیدۂ تر مین
مے گلگون بھری شکوں سے ہی چشموں کے ساغر مین

نہ جانے دونگا ہرگز اب رقیبوں کو کبھی گھر مین
برنگ نقش پا بیٹھوں گا مین جمکر ترے در مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہمارے دلمین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا
کھلی ہین پھول نرگس کے نہان شاخ صنوبر مین
نہین ہین یہ صنم بھولی جو چیکی بت سی بیٹھی ہین
چھپی ہین یون شرارت ہون شرارے جیسے پتھر مین
نہین جلتا سر موسبزۂ خط آتش رخ سے
تفاوت یان نہین بالون مین اور بال سمندر مین
گلا قاتل مین ہمنی کیا مزہ سے لیکے کٹوایا
مگر گھولا ہی قاتل قند تونے آب خنجر مین
مرا رعنا غزال آکر لحد پر جا نہین سکتا
کہ ہی گلدام کا عالم یہان پھولون کی چادر مین
کیا ہی اوس سراپا نور کو تحریر خط ہینے
بجا ہے باندھی گر بازو مرغ منور مین
لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزی کا
نہین معلوم کائی جم چلی ہی یا یہ کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو اوسنے یہ نظر آیا
کہ ہی اک پارہ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین
صف مژگان مین اوسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ
کھڑا ہی کوئی آہو سبزہ بازون کی لشکر مین

۱۴ بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
اوتارون مثل پری آفتاب شیشے مین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

جو دیکھا گوہرین جھومر سرمہ رو پہ یہ سمجھے
لگا ہی خوشۂ پروین سر شاخ صنوبر مین
یہ سمجھے سنگدل کے رخ پہ ہین کب داغ چیچک کے
کھدی ہین دل ربائی کو یہ زیبا نقش پتھر مین
نکل اس چشمہ سی باہر ای طفل شناگر ڈوبی کا
کہ ڈوبی مردم دیدہ ہین چشمون کے سمندر مین
گلہ قاتل کا کیا ہی جا ہتی فرمان بری اوسکی
کہ تھا خط قضا لکھا نہ تھی جوہر یہ خنجر مین
عجب نقاش ہے صنعت یہ دیکھو کلک قدرت کی
کہ کی ہی نقش کاری نجم سے گردون کی چادر مین
تجلی رخ رشک قمر کی ایسی روشن ہے
چمک ذرہ سی بھی کمتر ہے خورشید منور مین
جو میری چشم تر کا آتشین وان پہونچتا اشک تو
تو جلکر سارا پانی خاک اڑتی نہر کوثر مین
مسی آلودہ دندان لعل لب کی جب نظر آئی
ملمع آب نیلم کا ہوا دھوکا تھا گوہر مین
دل شیدا مقابل ترک مژگان کی ہوا ہرچند
سپاہی دل چلا تنہا لڑا ہی جا کے لشکر مین

بھری نہین ہے ابھی تک شراب شیشے مین
کیا ہی ماہ نے بند آفتاب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بنی ہے صورت فوارہ گردن مینا
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین

خیال ہے عرق روے یار کا دل مین
بجا ہی سب کہیے بھرا ہے گلاب شیشے مین

خیال یار مرے دل مین کیا ہی گھبرایا
نہ یون پری کو بھی ہو اضطراب شیشے مین

جو دور جام ہو ساقی تو منھ پر ہنسی لگے
کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین

ہوا ہی صاف ہماری طرف سی دل اوسکا
کہ اوسنی لکھا ہی خط کا جواب شیشے مین

خم شراب جو حیلی سے محتسب توڑے
تو روز حشر ہو اوس پر عذاب شیشے مین

کرینگی مست قناعت ہی مجکو بادہ فروش
اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین

جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دی ساقی
عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین

دل رقیب مین سامان روسیاہی ہے
کہ جسطرح کوئی رکھے خضاب شیشے مین

بغیر نشۂ مے سوؤن مین نہین ممکن
بجا ہی گر کہون ہے بند خواب شیشے مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

نظر جو پڑ گئی اوس مست نازکی اوسپر
تو جوش مستی مین آئی شراب شیشے مین

پڑا ہی عارض گلگون کا عکس کیا اوسپر
ہوئی شراب جو مثل گلاب شیشے مین

جو آب آتشین اشکون کا جاے گر ساقی
تو مے کو جوش سی ہو اضطراب شیشے مین

جو آب بادہ کا برسی دہن سے مینا کر
نہ سمجھون ساقیا پھر کیون سحاب شیشے مین

نہ روبرو لب میگون کی لب کشائی ہو
شراب ساقیا ہے لاجواب شیشے مین

لیا تھا بوسہ لب میگون کا جو مست ہو کر
ہوا ہے قید کا سے پر عذاب شیشے مین

نگاہ گرم سی دیکھا کیا آتشین رو نے
شراب ہو گئی جو مثل آب شیشے مین

بھری جو دیدۂ تر مین ہین اشک کی قطرے
ہمین شراب کی چاہین حباب شیشے مین

کرین گے منھ کو تری سرخ نے سے یہ زاہد
شراب رکھین گے جاے خضاب شیشے مین

ہو نشہ مے سے جو غفلت غنودگی آئی
شراب کیا کہون گویا ہے خواب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ معجزہ ہے حسین شہید کا ناسخ
کہ خاک ہوئی سب خون ناب شیشے مین

۱۵ خون کفک سی رنگ رگ گل ہی خار مین
پُر زری برنگ گل ہے گریبان بہار مین
داغ جنون کھلے ہین میری جسم زار مین
حیرت ہی اتنے پھول لگے ایک خار مین
ڈورا خلال کا نہین دندان یار مین
رشتہ پڑا ہے یہ گہر آبدار مین
جاتا ہی وہ جدھر کو یہ قدمون کے ساتھ ہی
ریگ روان ہی خاک مری کوی یار مین
پہونچا وہ جب کہ دور مین پہونچا قریب مرگ
عمر روان کے طور مین رفتار یار مین
ہے مجکو یہ اشارہ نوروز اکی سال
جز عشق زلف کچھ نہ کرون سالہا رمین
عاشق ہوا ہون دوستو مین اپنی شکل کا
میرا ہے عکس آئینۂ روے یار مین
آنسو مین اسطرح ہی مرا جسم ناتوان
رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار مین
اک آن مین نوازش فندق سی اپنی
سوزن کے تار ہو گئی میرے ستار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

کیا ہی خنجر مژگان نے دلکو خون ہرچند
بھرا ہی زخمون نے کیا خون ناب شیشے مین

گل اشک سرخ سی لگے مژگان کی خار مین
گریہ سی ہے چمن مرا جوش بہار مین
گلرو کی غم مین لاغری ہے جسم زار مین
عالم مین فربہی کا سمجھتا ہون خار مین
وہ زیب اور صفائی ہے دندان یار مین
ہوا و نشے خاک آب دُر آبدار مین
دیکھین گی چشم نقش قدم میری اوسکا شوخ
رہنی کی کب مجال نہین کوے یار مین
رگڑی زمین پہ باغ مین سر رشک سی ہی تاک
مستانہ طرز تاکی جو رفتار یار مین
مشاطہ مار زلف نہ چھو کاٹے گا تجھے
جز زہر اور کیا ہی بھرا چشم یار مین
ہو کیون نہ سنگ لوح لحد شکل آئینہ
کشتہ ہوا ہون حسرت دیدار یار مین
جسم صدف مین گر گرے اک اشک آتشین
لگ جائی کیون نہ آگ در آبدار مین
مطرب بجا کی وان کہو سب حال دل مرا
رگ جانکا میرے تار لگا کر ستار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سایہ نہ دھوپ مین ہی نہ آئینہ مین عکس ہی
باقی نہین ہی خاک مری جسم زار مین

کھٹکا نہین جہان مین ملا حبابکو داغ عشق
دیکھو کہ ایک خار نہین لالہ زار مین

ہو مثل گرد باد بہم ربط خاک و باد
آئے سمند یار جو میرے غبار مین

یون گور مین ہی ساتھ ہماری خیال زلف
جسطرح اژدہا کوئی رہتا ہی غار مین

دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین

اوراق گل رگون سی جو سطر کشیدہ ہین
رنگین غزل اک اور لکھون مین بہار مین

کھل کر ہوا ہون حسرت دندان یار مین ۱۵
ہون دفن روزن گہر آبدار مین

ہان داغ زیب مخمل بدن ہی بہار مین
شعلے بجائے گل ہین درخت چنار مین

مثل تدرو مرغ نگہ کیون نہو شکار
مانند ماہ نور ہے اوسکے عذار مین +

پر داغ سینہ ہو جو کرے ضبط سوز عشق
لالہ نہان عیان ہے شرر کوہسار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

غم مین جو ہجر حسن کے روتا ہون رات دن
اب جون حباب آب نہین جسم زار مین

اس داغ سوز عشق کی دائم رہی بہار
پژمردہ گو خزان سی ہو گل لالہ زار مین

کیونکر نہ جل کے خاک مین ملجائے آب ابر
سوز تپش ہے مری بھی میری غبار مین

کیون مار زلف جا نہ سوئی چاہ ذقن
رہنا پسند اپنا کرے مار غار مین

شب ہای تار مین رہی اوس صبح رخ کی یاد
تارونکی مثل چشم ہین وا انتظار مین

گلرو کے ہاتھ پر نہین رنگ حنا رچا
ہرچند برگ گل ہین یہ رنگین بہار مین

خوش رنگ پان ہی دندان یار مین
یاقوت کی چمک ہی در آبدار مین +

کب عزم سیر باغ ہو فصل بہار مین
داغون سے گل کھلے مری نخل چنار مین

فصل بہار مین اوگے گل لالہ قبر پر
دلبر ہین داغ ہجر غم گلعذار مین

سنگین دلون کے عشق نے دیوانہ کر دیا
اب لے چلا ہے جوش جنون کوہسار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل جہان نے فرض کیا ہے مرا وجود
شکل خطوط جسم نخ ہی جسم نزار مین
آلودگی سی در مین بچنا محال ہے
خون کافرون کی بھر گئے ہین ذوالفقار مین
کھایا یہ زہر رشک ترے دانت دیکھکر
دندان یار بن گئے دانے انار مین
کچ بینتون کو خاک ہو صحبت سے راستی
تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبر کے غار مین
مضمون نگاہ یار کے لکھتا ہون مین اگر
بجلی چراغ بنتی ہی شب ہاے تار مین
جو جن سے ہے پان برگ گل صد برگ کیطرح
اونکو پسند رنگ خزان ہے بہار مین
بارہ دمین لگا دی کوئی آگ جسطرح
کرتے ہی عشق دل نہ رہا اختیار مین
مانند برگ گل ہنو شعلے مین روشنی
روشن کرون جو شمع شب ہجر یار مین
ہو جین ہوا کی چلتی ہین مانند برگ کاہ
سوزش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین
کاغذ کی جا ہو بال سمندر جو مین لکھون
مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

سوز جگر سے جل کے ہوئی خاک تھی تو اب
دم کی ہوا اوڑائی کو ہے جسم زار مین
کفار کی طرح سے کرے قتل عاشقان
جوہر نیاہ کا کب ہے تری ذوالفقار مین
دندان کیا شعلہ رو کے اوسی آگئے نظر
ہین سوز غم سے آتشین دانے انار مین
تو ہی اوٹھائے اوسکو وہان سے عصائے آہ
دل میرا گر گیا چہ غبغب کے غار مین
کیا کام ہی فروغ چراغان نجم سے
روشن ہی شمع آہ کی شب ہاے تار مین
عہد شباب مین وہ گل حسن ہی نہ پاس
افسوس آگئی ہے خزان کیا بہار مین
بے چین کر دیا غم دلبر کے ہجر نے
اب دل نہین رہا ہے مرے اختیار مین
گو قتل ہو کے تشنہ رہی ہم تو کیا ہوا
خون جگر سے آب ہوئی تیغ یار مین
سودا مین زلف عنبرین سے کی سوئی ہین ہم
یکسر ہو بوی مشک لحد کے غبار مین
ہی سوز دل مین آتشین رو کا اثر یہ دیکھ
اخگر ہین مردمک چشم اشکبار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

داماں بھی ہولے گریبان کے ساتھ چاک
گل برگ ناسخ اوڑتے ہین باد بہار مین

۱۵ ترپا کرونگا حشر تلک مین مزار مین
یارب نہ موت آئی مجھے ہجر یار مین
واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین
خون ہو حلال ہی ہو حرام اضطرار مین
آنکھین تبون کی لگ گئی ہین زلف یار مین
کیونکر نہو مقام غزالان تتار مین
آوارہ مثل گرد ہون ہر رہگزار مین +
سونپی عنان صبر کف ذی سوار مین
کیا خوش ہون وصل شاہد ناپائدار مین
ہے خاک گرد باد کی صورت کنار مین
ڈوری نہین ہین نشہ کی چشمان یار مین
آہو اسیر ہو گئے دام شکار مین +
رو یا لپٹ کی مین تو لگا کہنے ہنس کے یار
مانند ابر برق ہی تیرے کنار مین +
رونا ہی حسن سانپ نی ڈالی ہے کیچلی
مو باف کیا ضرور ہی گیسوی یار مین
جس شے پہ وہ سوار ہوا مشکر کیا
شیرین ادائیان ہین یہ اوس شہسوار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

اوس گل بدن باغ مین ہرچند جی چلے
گل ہین چراغ روشن گل کی بہار مین

مثل ستارہ ہی ہمین نالہ مزار مین
نکلی ہے یہ صدا کہ موا ہجر یار مین
پھر درد سر نہ کیونکہ ہو مے کے خمار مین
ہر خسم مین نکلی موج سی ہی اضطرار مین
دل جا بسا ہی مشک بوئے زلف یار مین
کب جا کی ہول مشک لون ملک تتار مین
افتادہ خاک ہو کی ہوا رہگزار مین +
دامن تک ہون رسا تیری ای شہسوار مین
جیتے ہی رہنا خانہ ناپائدار مین +
مرکر تو قبر ہی کے رہیگا کنار مین
جرأت ہی ایسی آہوی چشمان یار مین
بڑھ جاتا ہے شیر دلون کو شکار مین
دست جنون تو سنگ فلاخن نہ پھینکنا
مین لی رہا ہون شیشۂ دل کو کنار مین
روشن مثال شمع نہ کیون سطر نامہ ہو
مضمون لکھون جو گرمی غم سوز یار مین
کیونکر نہ شوخ اوسکی سواری کا اسپ ہو
ہین سر د شوخیان بھری اوس شہسوار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گرتے ہین تارے کہ رات شب تاب کیطرح
کرتا ہون آہ گرمین شب ہجر یار مین
ہی لطف وہ مزہ ہی نہو جسمین لخت دل
روز ازل سے ربط ہی گل اور خار مین
اوس سرو قد کا دست حنائی ہی شعلہ زن
یا آگ لگ رہی ہے یہ برگ حنا رمین
ہی یار خم مین یون نظر آتی ہے موج مے
جسطرح اژدہا کوئی پھرتا ہو غار مین
گر آنکھ ہی تو باطن انسان کی دیکر
کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار مین
ناسخ وہ محو عشق ہون سمجھون نہ نیش یار
بہر عذاب سانپ جو آئے مزار مین

غزلیات تصنیف ہرچند مغفور

لکھنو سے دشمنون کی تو دشمن ہوا ہی لیون
لگا ہی گروہ یارون مین تیری تھا یار مین
گل کھاؤن تیری عارض گلرنگ پر کیون
رشک چمن ہی حسن ترا اور خار مین
اوس شعلہ رو کی سوز سی ہے آہ آتشین
شعلہ زنی نہ ایسی ہو نخل چنار مین
گریہ کی آب اشک سی تر کیون ہین نہ چشم
دیکھو قیام آب کا رہتا ہے غار مین
میری جولانش لی تھی پر پیروی دوش پر
اوڑنے کی خاصیت ہوئی پیدا غبار مین
ہرچند زیست مین رہا تھا دل پہ بار غم
مرنے پہ بار گل ہوا تن پہ مزار مین

غزلیات	ردیف واو	ابیات
۱۸	نمبر ۱۲	۲۶۹

تشنگی سے گر مرا حلق اے سمندر خشک ہو
آئینہ سی چشمۂ حیوان فزون تر خشک ہو
تر جو دیکھی تیرے ہونٹھو نکو شراب لعل سے
کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو
دل شکستہ گلشن عالم مین ہون اے شیشہ گر
صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

۲۱ برق سوزان کی نہ گرمی سی سمندر خشک ہو
سوزش دل سے نہ ہرگز دیدۂ تر خشک ہو
سوز غم سی خاک تربت مین رہیگی وہ تپش
ابر گر برسے تو قطرہ مثل اخگر خشک ہو
کھینچے گر نقاش نقشہ دیدۂ تر کا مرے
کاغذ تصویر کا ہرگز نہ پیکر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بادۂ گلگون ہوئی ساقی الٰہی مجکو آگ
چشمۂ خورشید سا لبریز ساغر خشک ہو

تب تو جانے گا تو مجکو بے گنہ مارا گیا
گر قیامت تک نہ خون چشم جوہر خشک ہو

بخت بد نے آب دریا کو کیا آب روان
میری قسمت سے سبادا حوض کوثر خشک ہو

ہی گرہ مین قابل نقصان متاع مسکان
تنگ چشمی سے نہ کیونکر آب گوہر خشک ہو

اولت پانی چاق مین اوسکی جو آئی وقت تیغ
جسکے ہوتے ہی تولد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتی نہین
کیون نہ خون ریزی سے آب تیغ و خنجر خشک ہو

گریہ ہی منظور ہم رندون کی انکھین تر نہون
فصل گل مین ایک دم ساقی نہ ساغر خشک ہو

گر کری زاہد وضو تاثیر زہد خشک سے
موج دریا خار ماہی کے برابر خشک ہو

گر سنی میری نالون سے تو پھر ای سنگدل
ہی یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو

دھوئی دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
شکل موج ریگ غم سے موج عنبر خشک ہو

غزلیات تصنیف ہرچند سروعنی

شعلہ رو کا وقت مے نوشی جو ہے گر اوسپہ عکس
آگ لگ جائے نہ کیون لبریز ساغر خشک ہو

عکس پڑ جائے جو حسن عارض پرتاب کا
آبداری آئینہ کی مثل جوہر خشک ہو

گرمی تشنہ زبانی کا اوسے آجائے دھیان
جون لب تفسیدہ آب موج کوثر خشک ہو

لعل لب گر دست رنگین مین پڑے پر آب لے
آتش رنگ حنا سے آب گوہر خشک ہو

جو کہ کم قسمت تولد ہوای دایہ دہر مین
کیون نہ کم رزقی سے اوسکی شیر مادر خشک ہو

سوز ہجران نے کیا ہے خون تن کو آتشین
قتل گر قاتل کرے تو آب خنجر خشک ہو

پیکر شعلہ ہون مے نوشی کرون گر ساقیا
ہات مین میری نہ کیون پرے کا ساغر خشک ہو

اوس گل تر کی تپ ہجران کا دل مین سوز ہی
کیون نہ تن خار گلستان کی برابر خشک ہو

ایک قطرہ اشک چشم تر کا گر اوسپر گرے
ہو رطوبت کی سرایت پھر نہ پتھر خشک ہو

کاکل شکین کا تیری سر مین سودا ہی اوسے
سوز غم سے پھر نہ کیونکر روی عنبر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شعلہ زن ہے آتش رنگ گل رخسار یار
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو
دیکھکر آغاز خط اوس گل کی آنکھین تر ہوئین
کیون بنا یا آئینہ دست سکندر خشک ہو
تو جو ای سرو روان گھر کو چلے گلزار سے
سوز غم سے ہر شجر مثل مشجر خشک ہو
تر پسینے سی جو دیکھے تیر ابروئے آتشین
کیون نہ شعلے کیطرح دم مین گل تر خشک ہو
بھیجوان اوس صیاد کو نامہ تمہاری خوف کر
مثل مرجان جسم مین خون کبوتر خشک ہو
چار باغ جسم مین ای آب جو ہی اشک و آہ
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو
چشم تر کو گرمی داغ جنون سی کیا ضرر
تابش خورشید سی گرداب کیونکر خشک ہو
میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

ہین جو روئون خرمن ماہ درخشان سبز ہو ۱۵
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو
لخت دل غنچون سی پیدا ہون برنگ برگ گل
گر بہار ہو ابر مژگان سی گلستان سبز ہو

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

آتشین رخسار سی جو قرب رکھے مو بمو
کیون نہ مثل مشک پھر زلف معنبر خشک ہو
اک نظر دیکھی جو آب آئینۂ زانوی یار
جوہر آئینہ سان چشم سکندر خشک ہو
وقت شب خوابی جو دیکھے زیب جسم گلبدن
آتش غم سے نکیون فرش مشجر خشک ہو
لوث عصیان سی رکھون ہون بقدر تر دامنی
نار دوزخ سی نہ میرا دامن تر خشک ہو
اوسکی بازو پر جو باندھون نامۂ پر سوز کو
کیا عجب خون رگ بال کبوتر خشک ہو
یاد گر اوس قد رعنا کو دون باغ مین
عمر بھر ہرگز نہ پھر نخل صنوبر خشک ہو
خنجر ابروے قاتل سے ہوا ہون دلفگار
خون روان ہی زخم پھر مرہم سی کیونکر خشک ہو
آبداری چشمۂ کوثر کی تھی زیر قدم
حیف ہی ہرچند لب دہن پیمبر خشک ہو

ابر سی کب خرمن ماہ درخشان سبز ہو
آب پاشی چشم تر سی کشت دہقان سبز ہو
قمریو روئون جدا اوس سرو روان کی یاد مین
خار صحرا کیون نہ جون سرو گلستان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو مہ جلنے لگا
گر تری پوشاک ای سرو چراغان سبز ہو

سبزۂ رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آئینہ مثل زمرد پیش جانان کو سبز ہو

قُم باذنی ہر دل مردہ کو ہے آواز مے
آب حیوان سے خداوندا نیستان سبز ہو

کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
تار سنبل کیطرح میری رگ جان سبز ہو

آگیا ہی یاد رونے مین کسی کا حُسن سبز
اشک آنکھون سے اگر پونچھون تو دامان سبز ہو

مرہم زنگار رکھ میرے دل پُر داغ پر
ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

دیکھتا ہون مین کسی کی سبزۂ خط کی بہار
کیا عجب مانند خط گر میری مژگان سبز ہو

تیرے منھ کے سامنے ہو جای گل کا زرد منھ
آگی زلفون کے نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو

عکس گل سے ہی شراب لعل گون اینے مین سبز
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو

روتے پھرتے ہین جہان مین اسلیے ہم شکل ابر
شاید اشکون سے کہین گور غریبان سبز ہو

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

سرو بستان بیخودی سی جاتی جامہ سی نکل
سبز جامہ سی اگر سرو خرامان سبز ہو

عارض زیبا پہ اوسکی جلوہ گر ہے سبز خط
کیا عجب سایہ سی اوسکے روی جانان سبز ہو

تر دماغون سی نہ فیض ہو خشک مغزون کو کبھی
حشر تک کب آب باران سے نیستان سبز ہو

سبز رنگ کی سبز خط کا دلمین گر آئی خیال
کیون نہ شاخ نخل ریحان سان رگ جان سبز ہو

گر خرامان ہو شب مہتاب مین وہ سبز رنگ
چاندنی کا عکس سے کیونکر نہ دامان سبز ہو

گر مرا سرو روان ہر تماشا جاے وان
سرو آسا عکس سے سرو چراغان سبز ہو

سبز رنگ کی حسن کا رکھتا ہون مین چشمون مین جیان
آب اشکون سی نکیون دامان مژگان سبز ہو

لٹکی بل کھائی ہوئے ہی دوش پر زلف سیاہ
مر گیا غم سی سیہ کب سنبلستان سبز ہو

ہی تب غم ہجر گلرو سے جو رنگ جسم زرد
زرد رویون کا صبا سی کب گلستان سبز ہو

گر ہوا آتش گون کو تیری جا ادھر
خشک ہو کب سبزۂ گور غریبان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
چشم تر ہر گز خیال دست رنگین مین کہون		آب دریا مین کری گر غسل جا کر سبز رنگ
صورت شاخ حنا ہر شاخ مرجان سبز ہو		گلبن گلشن کیطرح نخل مرجان سبز ہو
فیض ظالم سے نہین پایا کسی نے غیر ظلم		خاکساروں ہی دلا ہوتی ہی سرسبزی نصیب
آب خنجر سے بھلا کب کشت دہقان سبز ہو		خاک مین دانہ ملی جب کشت دہقان سبز ہو
سبزۂ خط کی مضامین اسمین باندھی ہین تمام		لکھون ہرچند سبز رنگ کی سبز پوشاکی کا وصف
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو		برگ سبزہ کیطرح ہر سطر دیوان سبز ہو
غزل مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو	۱۴	کیون شوق بوسہ لب میگون کا ای یار ہو
نہین ہی نشہ کی کچھ قدر گر خمار نہو		یہ بادہ شیرین ہے وہ تلخی خمار نہو
نہ روی تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اوسکا		جو دیکھے بزم مین پروانہ سوز دل میرا
کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہو		برنگ شمع نہ کیون پھر تو اشکبار نہو
جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی		کشادہ چشم نہین بے سبب یہ آئینہ
کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہو		کہین اوسی رخ جانان کا انتظار نہو
ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین		وہ بوستان مین کیونکر ہو نخل بی توقیر
نہین ہی سرو وہ خوش قد کہ میوہ دار نہو		برنگ بید جو زنہار میوہ دار نہو+
وہ ہون مین مورد نفرت کہ در کنار ہی یار		برنگ موج نہ کیون بے قراری ہو دلکو
پئے فشار کبھی گور ہمکنار نہو+		وہ بحر حسن اگر مجھ سی ہمکنار نہو
نہ آئے کنج لحد مین بھی مجکو خواب عدم		تو اوسکی سامنے مشاطہ رکھ نہ آئینہ
اگر سرہانے کوئی خشت کوی یار نہو		کہ دیکھکر وہ کہین محو حسن یار نہو
برنگ حسن بتان ہی دل شگفتہ میرا		یہ داغ ہی جگر سے مری کھلا گلزار
جو اس چمن کو خزان ہی تو پھر بہار نہو		فسردہ باد خزان سے کبھی بہار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی
گئی ہے کیسی زمانہ سے رسم سرگرمی		نہ داغدار جگر جس سے ہو وہ سوز ہے کیا
عجب نہیں ہے جو پتھر میں بھی شرار نہو		کب آبدار ہے شعلہ اگر شرار نہو +
نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوش واقف ہون		جون لو دہ دل چھنا تیر نگاہ گلرو سے
بزنگ غنچہ جگر جب تلک فگار نہو +		کہ ایسا غنچہ کا سینہ کہین فگار نہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اوس سے ترک کرین		یہ زخم وہ ہے کہ مرہم سے بھی نہو اچھا
کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہو		جہان مین تیر مژہ کا کوئی فگار نہو
دم اخیر تو کرلون نظارہ جی بھر کر		جو آب بحر سے تن کو کرے صفا گوہر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہو +		تو پھر بھی اشک کے گوہر سے آبدار نہو
ہوس عروج کی لیجائین گر نہ دنیا سے		وہ پائمال کیا زور ناتوانی نے
کبھی بلند ہوا سے کوئی غبار نہو		کہ سر بلند ہوا سے مرا غبار نہو
کمال صورت بے درد سے تنفر ہے		ہوا ہے سر مین مرے سوداء عشق گلرو کا
نہ دیکھین ہم کبھی اوس گل کو جسمین خار نہو		تو فصد بازو کو نشتر عجب کیا خار نہو
ہزارون گور کی راہین ہین کاٹنی ناسخ		ہو چند روز مین روز وصال بھی حاصل
ابھی سے روز سیہ مین تو بیقرار نہو		شب فراق مین ہرچند بیقرار نہو
اہل حسرت مین جو بت اونکا خریدار نہو	۱۴	جنس حسن کا کب کوئی خریدار نہو
جوش سودا کہین اے دل سربازار نہو		نقد جان سول دین کیون گرمی بازار نہو
بس دلا اب کسی گیسو کا گرفتار نہو		دل سودا زدہ کاکل مین گرفتار نہو
قید ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہو		اور رفتار یہ پھر اوسکی گرفتار نہو
ہو کے داخل جو نکلتا نہین پھر کوئی بشر		دلربائی مرا دل لیکے دل آزاری کی
زاہدا خلد کہین کوچہ دلدار نہو		جسمین دلداری ہو وہ کبھی دلدار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شور محشر ہو اگر نالۂ زنجیر کی جا
پلے خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہو
چشم ابرو کا ہون عاشق پڑھون جا کی نماز
پاس مسجد کے اگر خانۂ خمار نہو
تیری دیوار کا روزن جو نہین ہوتا بند
کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہو +
خودفروشی جو ہو منظور تجھے او کافر
کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہو
بغل گور مین کانٹا سا کھٹکتا ہون مین
اسقدر بھی غم فرقت سی کوئی زار نہو
گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبرون مین
سطح خاک سی پیدا کبھی گلزار نہو +
نکلی نالون کی ہوس دل سے ہماری کس شکل
تیری سوفارون مین گر صورت منقار نہو
ہی جو وصف لب شیرین مین مری کلک کا حال
نیشکر بھی کبھی اسطرح شکربار نہو
چھوڑ دی رسم عیادت ہی جو اوس گل نے خیال
غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو
جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دراز
شبہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو

غزلیات تصنیف ہرچند مسردھنی

راحت جان سی مل دل کری شب جدائی اگر
شورش صور سی دن حشر کی بیدار نہو
جوش ستی ہی مجھے بوسۂ میگون لب سے
عزم مے نوشی سوے خانۂ خمار نہو
وہ ہو زنجیر جنون مین مری شور محشر
صاحب گور کی کیا تاب جو بیدار نہو
گریۂ ہجر سے بیقدر ہوئے گوہر اشک
جسکا جز درد جگر کوئی خریدار نہو
تپ ہجران سی ہے لاغرتنی جون کاہ مجھے
کیون ہوا سے یہ پریشان تن زار نہو
جامۂ عریان سے گل حسن کو لگجاے نظر
چشم وا دیدہ کو وان نرگس گلزار نہو
شیرین سخنی کا ہو مہر کس طرح و گلنغمہ سرا
نوک خامے کی اگر طوطے کی منقار نہو
گریۂ چشم سے اشکون سے گہربار ہر دم
ابر نیسان کبھی اسطرح سے دربار نہو
حال دل کہتا عیادت کو جو یار آجاتا
مرض عشق کا یارو کوئی بیمار نہو +
فیض روشن دلون سے ہو نہ سیہ بختون کو
پڑ [illegible] کا کبھی سایۂ دیوار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناتوان ہوکے جہان مین ہون ایسا ناسخ
کہ مری پاؤن سے چونٹی کو بھی آزار نہو

نہیں آہن ربا کھینچون جگ مین ہر ایک آہن کو
تری تلوار سے الفت ہے قاتل میری گردن کو

ملی ہے حسن سے وحشت کرون کیا طوق آہن کو
وہ اپنی کاکل پیچان سے باندھی میری گردن کو

جنون سبکو ہے تجھسے ہوگی اے زنجیر کی خواہش
بجاے سبحہ و زنار ہے شیخ و برہمن کو +

جو منت کش ہین ہر غیر منعم اونسے دیتے ہین
جھکائے کیون ہمیشہ جام شیشہ اپنی گردن کو

خرابی ایک کی تو دوسرے کی یان ہے آبادی
بناتا ہے فلک تربت گرا کر خانۂ تن کو +

ہوئی اوسکی کف پا سے صحرا مین جو نور افشان
وہین جادہ کتاری ہوگیا صحرا کی دامن کو

نظر آتا ہے یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم
کہ سب کہتے ہین پردہ کو کرے گا اوسکی چلمن کو

نہ کیون اے شہسوار اپنا رکھون سر زیر سم توسن
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو

ہوا گلگشت مین بے یار ایسا جوش رونے کا
گرایا مینے سیل اشک سے دیوار گلشن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ہو وے بیمار محبت کو نہ صحت ہرچند
داروی عیسیٰ سے بھی دفع یہ آزار نہو

۱۵ ہوا تیغ و میان سے ربط باہم جوں تن آہن کو
ہوئی یون خنجر قاتل سے الفت میری گردن کو

گلے مین پہنے کب یہ قمری دل طوق آہن کو
کٹائے سرو قد کی خنجر مژگان سے گردن کو

نہ بت خانہ مین جائے بت پرستی کو اوسے پوجے
نظر آئے جو بت کافر کی صورت گر برہمن کو

مرا سرو روان گر سیر کو جاوے گلستان مین
جھکائے سرو رعنا سرنگون کر اپنی گردن کو

ہو کس شعلہ رو کا سوز پیدا دل مین سینے کے
جلایا آتش غم سے جو کھا کھا داغ ہے تن کو

مین دیکھون آنکھ سے پردہ نشین کا حسن در پردہ
اگر تار نظر لگ جاے میرا اوسکے دامن کو

مری چشمون مین کر جلوہ کہ دیکھے غیر کب تجکو
در دیدہ یہ آویزان کرون مژگان چلمن کو

اسی سے جوڑ کر ہم ہات سر اوسکو جھکاتے ہین
زمین پر سیج کا سمجھا ہے نو نعل توسن کو

کہین گلگشت مین وہ رشک گل دیکھا ہے اے بلبل
خلیدہ خار حسرت ہو جو دل ایسی ہے گلشن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوا ہی شوق اوس گل کو بہت حمام جانی کا
شرف گلہای گلشن پر ہوا خاشاک گلخن کو
کسی پر مجھ سی دنیا مین ستم دیکھا نہین جاتا
بجاے شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو
جو ہوتا وصل قسمت مین تو پھرتا یون عبث مجھسے
کہ طالع سیکڑی ہین معلوم اوس طفل برہمن کو
وطن مجھ بیقرار عشق سی چھوٹا تو بس چھوٹا
نکلکر جا نہین سکتا ہے پھر سیماب معدن کو
فلک کی سرد مہری سی ہوا ہی انقلاب ایسا
بناتا ہی زمستان رشک گلشن جیسے گلخن کو
سر شوریدۂ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا
بنائینگی جو سنگ کودکان سے اسکی مدفن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروشی

پکائی نان بہ پر پڑ گئی ہے داغ سی چتی
ہوئی رنگ شفق سی آتش ہر گردون کے گلخن کو
ستم ظالم کا ہو روشن دو ون پر بزم دنیا مین
کہ کاٹے شب کو روشن شمع کی گلگیر گردن کو
ہی نجم طالع گردش مین کیا اوس چشم کی گردش سے
دگر کا شکلے یو چھین ہم اوس طفل برہمن کو
اوبل کر لخت دل آئی جو بیتابی سی چشمون مین
کیا کان بدخشان ہمنی اس میری سکے معدن کو
مری دل کی ہوائے آہ سرد اوسکو جو لگ جائے
عجب کیا شل تیغ جو سرد کردے سوز گلخن کو
اوٹھائے شور شیون کو پڑی گر آب مین ہرچند
وہ سوز غم سے سرگرمی ہی میری خاک مدفن کو

15

لگا دی شعلہ عارض سی گر وہ آگ گلشن کو
کباب و سیخ سمجھین بلبل و شاخ نشیمن کو
لپیٹ از مردن تو مشت خاک چھولی تیری دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچاکر میرے مدفن کو
وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان نے
طلائی ایک دم مین کر دیا زنجیر آہن کو
چڑھائی نافہ مشکین سمجھکر کشتہ کا کل
غزالان بیابان نے جو دیکھا میری مدفن کو

ہوا ہی عشق اوس گل کا کہین کیا دلمین گلشن کو
کیا جو خار نسبت گل سے ہی بستر نشیمن کو
پکڑتی ہے جو خاک اوسکو جھٹک دیتا ہی دامن کو
چلی ہے یار دشمن خو بچاکر میرے مدفن کو
یہ حسن سیم تن کا معجزہ ہی کیمیا سازو
کف پای حنائی سے طلا کرتا ہے آہن کو
خط نورستہ کی غم مین ہوا جو نیم ہی تن لاغر
تو کافی روزن مور ہونگیونکر میری مدفن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چبا کر پان ظالم نے کیے گلگون لب و دندان
بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو
در و دیوار جانان سی لگی رہتی ہے آنکھ اپنی
بنایا چشم مینا ہم نے اب ہر چشم روزن کو
رگون کا جال ہے اب لاغری سی زیر پیراہن
پہنتا ہے کوئی زیر قبا جسطرح جوشن کو
جہان مین جتنے عمدہ ہین سپاہی اون پہ غالب ہی
طلا و نقرہ پر ہی فوق جیسے تیغ آہن کو
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہی غربت مین
لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
وفور بادہ خواری تک یہان بنیاد ہستی کی
مرمت ہوتی ہے سیلاب سی کاشانۂ تن کو
لٹک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچان کی
کیا سونا سوگند اوسنے تیری سونے کے جوشن کو
نکیون بندہ رقیبون کو جلائے اے بتو ہر دم
جہنم مین خدا ہی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو
کسی صورت سی ناصحون مین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہی بہم تیغ و سپر کی آب و روغن کو
گریبان سحر مین جیسے ہی رنگ شفق لازم
نچھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

تیری یاقوت لب کی گر صفا حسن کی کہیے
نکیون خجلت سی حسرت دلمین ہیری کی معدن کو
محل کا ہر مکان فیض رخ مہوش سے روشن ہے
بنایا مشرق خورشید دیوارون کے روزن کو
ہوا ہی جوشش سودا کیا کہین حسن پریرو کا
بنا جو طوق گردن حلقہ زنجیر جوشن کو
ہو دل مین بوسۂ چاہ ذقن کی تشنہ کامی ہے
کیا خشک اوسنے قاتل کے لیے اب تیغ آہن کو
ضرر کچھ نیک طینت کو نہو آتش مزاجون سے
جلا سکتی نہین ہی برق خاطف مہ کی خرمن کو
بگڑ کر جلد گر جائے کہ ہی تعمیر خام اسکی
بنایا ہی جو آب و گل سی اس کاشانۂ تن کو
عقیق لخت دل اے لعل لب کھوائیے او مین
ہو زینت پارۂ یاقوت سی سونے کے جوشن کو
کرے گی ایک دن یہ قتل شمشیر قضا سکو
دم نصفت سی سمجھے ہی برابر دوست دشمن کو
ہوا ہی ان دلون ایسا اثر جذب سیہ بختی
کہ شب کو روشنی کب ہو میری جی کی [illegible]
بہار باغ کیا دیکھون گل تر اشک رنگین نے
کیا ہی تختۂ گلزار ہر اک پاٹ دامن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کی
بنایا شمع بزم فکر ناسخ طبع روشن کو

19 رسائی ہی متاع حسن تک کب دست دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت سیکے خرمن کو
نہان کیا ہی جو پھیلائی ہے تو اے برق دامن کو
اگر چاہی اوٹھا لیجائے چونٹی میری خرمن کو
تصدق کی لیے دیکھا جو اپنی روی روشن کو
چراغ آفتاب اوسنی بنایا ظرف روغن کو
وہ مسی مل کے ہونٹھون پر اگر جاتا ہی گلشن کو
بنا دیتا ہی دود آہ سوزان شاخ سوسن کو
ظہور حسن اگر چاہی نہ عاشق کو رولایا کر
چھپا دیتا ہی باران لکھہ مہر و ماہ روشن کو
عجب کیا ہی جو انسان صورت دیوار حیران ہین
تجلی اوسکی رخ کی بند کردی چشم روزن کو
اگر طول امل ہو قطع ہی ترک لباس آسان
کہ رشتی کی بدولت ربط ہی کپڑی سے سوزن کو
کرے تیری مسی مالیدہ ہونٹھون کی ثنا خوانی
خدا نی اسلیے اتنی زبان دی دی ہین سوسن کو
اگر مضمون باندھون چار دندان جانان کی
زمین شعر سی کر دون خجل ہیری کی معدن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سر دہنی

نہین رکھتی کدورت صاف رو ہرچند کچھہ دلمین
کہین لگتا ہی زنگ آئینہ خورشید روشن کو

نہ تاب پایمالی مژہ کی ہے دست دشمن کو
رکھے دامان مین اپنی دانہ اشکون سے خرمن کو
ملی ہے اشک شوئی چشم تر کی جیب سے دامن کو
کیا ہی اوسنے جمع دانہ اشکون سے خرمن کو
دلی کیا روشنی حق نے چراغ چشم روشن کو
کہ دخل اوس جا نہین ملتا سیہ بختی سے روغن کو
رخ رنگین سے اوسکی خار ہی گلہای گلشن کو
مسی مالیدہ لب سے لیے گری ہی برگ سوسن کو
سیہ کارون کی کب جا ہین جو صاف باطن ہین
کہ روغن کی نہین حاجت چراغ ماہ روشن کو
روان رہتی ہین آنسو رات دن اس چشم گریان سے
کہان ہی آب یہ ایسی فوارہ کی روزن کو
لگائے زخم سوزان پر میری جراح گر ٹانکا
جلا دے کیون نہ سرگرمی سوزش تار سوزن کو
مسی مالیدہ ہونٹھون پر چمکتی پان کی رنگت ہی
رنگا ہی رنگ گل سے خوشنما کیا برگ سوسن کو
دُر دندان کا میری کیا لب یاقوت گون دیکھا
کہ کھانا خون دل حسرت سے ہی لعلون کی معدن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اگر اوسکی جگہہ پر ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہوتا
بحسرت دیکھتے ہین ہم در جانان کے روزن کو

موافق حوصلہ کے سمجھے ہین سب تہ جانان
کہ ذرہ چاہتے ہین مشرق خورشید روزن کو

برنگ زخم بے دردی سی تو خندان ہے اے قاتل
ہماری زخم نے پر خون کیا ہی چشم سوزن کو

بنا دی نشہ می اوسکو بھی آتے ہی متوالا
جو پھینکے میکدہ مین محتسب سنگ فلاخن کو

نہین تاب سخن آگے سہی بالیدہ ہو ٹھوان کی
زبانین بھی اگرچہ منہ مین دیتی ہو تو سوسن کو

چھڑی دیکھی جو اوس شاخ چمن کے دست نازک مین
بھلایا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو

سمائے ہم کہان اوسکی نظر مین ایکدن لیکن
غبار اپنا پس از مردن ہے سرمہ چشم دشمن کو

خمار اکدن نہ ٹوٹا ہی سبو خرچ مینا ئی
بجائے جام یان گردش ہی سنگ فلاخن کو

گریبان چاک ہین اب تک سنا تھا میرا اک نالہ
ہنسی مین گل اوڑا دیتی ہین بلبل شیون کو

بھلا جز انغزل خوانی ہو مجھسے کام کیا ناسخ
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوا زن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروحنی

جو دیکھین اے کمان ابرو ہماری زخم سینے کے
الٰہی چشم بینا دی میری تیرون کے روزن کو

میرا وہ غیرت خورشید جلوہ گر ہے ایوان مین
ضیا ہی نور حسن اوسکی سے دیوارونکی روزن کو

نہو نور بصیرت کور چشمون کو کبھی حاصل
لگانا سرمہ کا کب نور بخشی چشم سوزن کو

پھری شوریدہ سر آوارہ ہر سو گشت دہقان مین
میری جوشش جنون کا ہے اثر سنگ فلاخن کو

چمن مین سوز دلکر وسے جو شعلہ آہ کا نکلا
سیہ رنگی ہوئی اوسکی دخان سی روی سوسن کا

کریگی قتل دم بھر مین کبھی اے مرغ دل تجکو
کہ قاتل کی نہ شاخ تیغ کر اپنے نشیمن کو

سوا اوسکی کسی سے یار وکب ہی ربط یاری کا
عبث ہی بدگمانی مجھسی دل مین جان کر دشمن کو

رکھین ہم شیشہ تن کو جو پر صہبای وحشت سی
نکمیون اپنی کلوخ گل سی ہو گردش فلاخن کو

غم فرقت مین ہمدم کی ہوا جو رنج تنہائی
دل پر درد نے ہمدم کیا ہے شغل شیون کو

اگر ہو مرغ دل افسانہ گو درد جدائی کا
نہ تاب دم زنی ہرچند ہو مرغ نوا زن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۹۴ ہجر مین آنکھین یہ لائین جوش پر خونناب کو
کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی مخل عیش اے دل گردش لیل و نہار
دیکھہ پر ولنے کو دن کو اور شب سرخاب کو

کون ہین جو ہیں زر انسان کو کرتے ہین قتل
ہم نہ ہین کیمیا کشتہ کرین سیماب کو +

موج زن ہو مثل موسی کیطرح دریائے خون
گر مری آنکھین نہ ضبط اک دم کرین خونناب کو

ہی یہ وحشت مجھہ سی شب ہای جدائی مین اوسی
شعر مین ہے بیحد دشواری سے باندھا خواب کو

وصل مین بھی حسرت جوئی یار رہا ہان غفلت سے
عین دریا مین ہی گردش جسطرح گرداب کو

ہو گیا عشق لب دلدار مین مجکو جنون
سفد خون کر دیا ہے بخت نے عناب کو

اے مسجد مجکو سنگ آستان یار ہے
سجدے کرتا ہون اوسی دروازے کی محراب کو

عقل اپنی عشق غارت گر کو کیا ہو سدراہ
روک سکتا ہی بھلا دربان کوئی سیلاب کو

اسقدر ہی اہل دنیا مین ذہانت کا رواج
ابس ہو تو مثل صدف باندھ عین گرہ مین آب کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

۱۵ جوش طوفان ہو میری گریہ گر خونناب کو
ہالہ سی گرداب ہو جائے نکیون مہتاب کو

اوس ہمائی حسن سے ہی مجکو دوری رات دن
صرف شب بھر فرقت معشوق ہی سرخاب کو

سبزہ خط کا دھیان جو رہتا دل مضطر سے
ہو گئی اکسیر کی بوٹی گویا سیماب کو

چادر بستر ہوی منقوش اشک چشم سے
نقش کاری کا ہنر ہی قطرہ خونناب کو +

انتظاری مین کھلی آنکھین ہین آئے وہ اگر
خانہ چشمون مین کہون نہ نصیب بھر خواب کو

کون ہی آسودہ خاطر دیکھہ بحر دہر مین
رات دن رہتا ہی چکر حلقہ گرداب کو

ہی یہ بیماری تپ عناب لب کی ای طبیب
نسخہ تبرید مین لکھہ دانہ عناب کو

دیکھہ پایا کیا کہین مہ رو کی ابرو کا ہلال
چرخ نے جو سر جھکایا ہی خم محراب کو +

شائق دیدار حسن بحر خوبی ہے کہین
بسکہ بیدردی گریہ کی ہی سیلاب کو

آہ آتش ناک کھینچون سوز ہجران سی اگر
آتشین گردون مین بحر اخضر پر آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گر ترقی چاہتا ہے کر کسی کی پرورش
خاک سے فرق سحر پر جا ملے ہے آب کو +
زاہدان خشک لب بیدار ہین تو کیا کمال
بستر کر دیتی ہے زایل یبوست خواب کو
ہین جو صاحب درد اونکو رہے ہے سامان عیش
موت کا سامان زخمی کہتے ہین مہتاب کو
مچھلیان دروازہ جانان کی کہا راحت سے ہین
بے کلی ہوتی ہے ورنہ ماہی بے آب کو
قدر جیتے جی نہین ہے کچھ بھی اے ناسخ مجھے
یاد مدفن مین کرون گا صحبت احباب کو

۹۴ اوس شعلہ رو سے عشق ہے چشم پر آب کو
بجلی سے رابطہ نہو کیونکر سحاب کو +
کرتی بھی فاش نشا مین بدست غیب
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو +
ساقی تمام خشک و تر کائنات مین
ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو +
ہر صاحب خزانہ کو ہے اوج ہے زوال
ٹپکے نکیون اوچھال کے فوارہ آب کو
جز داغ عشق چارہ تر دامنی نہین
کرتی ہے خشک گرمی خورشید آب کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

پاک بازان فروتن سے مدد پاتے ہین اوج
سربلندی ابر سے حاصل ہوئی ہے آب کو
آشنائی آشنا سے کر کے جگتے ہی رہے
ہمسے بیگانہ کیا ہے آشنا نے خواب کو
پاک رویون کو نہوتا ہے کبھی دل پر غبار
شوب کی حاجت نہین ہے چادر مہتاب کو
موج سان بستر پہ لوٹون فرقت بحر حسن سے
بے قراری ایسی کب ہے ماہی بے آب کو
چرخ ہرچند ہے خلل انداز بزم دوستان
دشمن ہو کرتا ہے ابتر مجمع احباب کو

۱۹ دیکھے جو اک نظر میری چشم پر آب کو
گریہ ہو درد غم سے نہ کیونکر سحاب کو
ہون شعلہ رو کے سوز مین وہ آتشین نفس
ساقی جلا دون پھونک سے آب شراب کو
ہے دھیان حسن نمکین کا دل سوز سے جلا
لخت جگر سا ذائقہ کب ہو کباب کو
رکھتے ہین پست ہمت دل مین فروتنی
مسکن نشیب مین رہے دائم ہے آب کو
اوس حسن آتشین کا جو چشمون مین ہے خیال
شعلہ زنی کا رتبہ ہے اشکون کی آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم صورتون سے عیب ہی کرنا سوال کا
زلفون سے مانگتی ہے کمر پیچ و تاب کو

درکار ہی پلنگ کی بدلے جنازہ آج
فرقت مین ہمنی مرگ سی بدلا ہی خواب کو

محروم میری آنکھین ہین پای فرس سے بھی
بوس و کنار پائے حنائی رکاب کو

اوس شعلہ رو کو ربط ہو مجھہ ناتوان سے کیا
پروا نہین کمان کی تیر شہاب کو +

ساقی جہان ہلال کی اسی سے ہی روشنی
کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو

ہی مشتعل جو فرقت ساقی مین ہر نفس
منہ سی لگاکے جام جلا دون شراب کو

طالع شب وصال مین ہو کیون نہ شام سے
شوق اوسکی دید کا ہے کمال آفتاب کو

جیسے کیا ہے قتل دُر گوش یار نے
ہم آب تیغ رکھتے ہین موتی کی آب کو

ای عندلیب مین تیری گلہا ی باغ کیا
مرجھا دی تیری آہ گل آفتاب کو

نکلین گے طفل شک نہ باہر کہ ضبط نے
گرداب کر دیا میری چشم پر آب کو

غزلیات تصنیف ہجر عنبر سروجنی

اوبجھی ہی پیج طرح رگ جان تار زلف کی
سلجھا سکی ہے شانہ کہان پیچ تاب کو

ہردم غزال چشم کا دل مین خیال ہے
مثل غزال رم ہو نکیون مجھہ سی خواب کو

جوش جنون کے اسپ کا ہے شہسوار دل
ہان چاک جیب چاہیے اسکی رکاب کو

ہی رشک رنگ لالہ میری گلبدن کا حسن
خجلت سی زرد روئی ہی رنگ شہاب کو

میگون لبون کی یاد دلاتا ہی اسکا رنگ
زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو

مستی ہو چشم میگون سے اور اسکی منہ سے
رتبہ نہ مثل اوسکی ہے کیف شراب کو

دن رات ہی شگفتہ گل حسن یار کا
پژمردگی ہی روز گل آفتاب کو +

سے ہاتھہ مین تو آتش رنگ حنا سے یار
کیا ہی عجب جلا ہی جو موتی کی آب کو

گلرو کی کب ہو چہرہ صافی سے ہمسری
خط شعاع ہین خار گل آفتاب کو

دیکھون ہون بحر حسن کو ہر دل گھڑی کمان
تشنہ لبی نچاتی ہے جام پر آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آنکھین تمام صورت کاغذ ہوئین سفید
مدت سی ہم ترستے ہین قاصد جواب کو
بحر جہان مین تیری عدالت ہی اسقدر
ہر موج مثل سرمہ ہی چشم حباب کو
صدمے اوٹھانے والے ہین روز فراق کے
کیا لائین ہم شمار مین روز حساب کو
چھوتا ہی چھاتیان عبث اوس بحر حسن کی
ناسخ ستم ہے ہاتھ لگانا حباب کو

دی آگ اوسنے پرتو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو
بد جانتا ہی جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہے شپری نے کہان آفتاب کو
بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہے قرار کہان موج آب کو
ابرو جدھر کو ہل گئی بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہی وہ ہلال مین تیر شہاب کو
گلشن پہ گر وہ ساقی مے کش کرے نگاہ
بوئے شراب آئے جو سونگھے گلاب کو
آئی شب وصال ہوئی صبح وشام سے
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

راز دلی سے کب ہو دلا پیک کو خبر
لاؤن زبان یار سے مین خود جواب کو
نازک تنون کو ہووی ضرر کج نہاد سی
برباد موج نے کیا کاخ حباب کو
مجھپر شب فراق نکر جور کے حساب
ہوگا بڑا حساب بھی یوم الحساب کو
بحر حسن سی ہو ہرچند کب صورت آشنا
بیگانگی ہے نور سی چشم حباب کو

زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو
فرقت کی دن نہ دیکھونگا اس آفتاب کو
لا ساقی شب کو دور مین جام شراب کو
مستی مین دیکھون صبح رخ آفتاب کو
دریا نے دیکھا ہی کیا میرے اضطراب کو
سر پھوڑتا جو سنگ سی تہ اوسکی آب کو
ابرو کمان کا تیر مژہ جان ستان ہوا
دل ریختی تیغ غم سے ہی تیر شہاب کو
گرمی حسن رشک چمن سے ہی غش مجھے
چھڑکو پسینا اوسکا نہ چھڑکو گلاب کو
آیا نظر ہے کیا حسن رخ رشک حور کا
سوز جگر سے داغ ہوا ماہتاب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناسخ نہین ہی کام مجھے عمر و بکر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بوتراب کو

۹۶
شانہ ترغیب ستم دیتا ہی زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتے ہین دندان یار کو
یون نزاکت سی گران ہی سرمہ چشم یار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
تیز ہردم کرتے ہین تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو
خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھے
پانون رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
دلمین ایمن ہو نہ خونخوار وجود دشمن ضعیف ہی
مور جب دیکھو تو کھا جاتا ہی کیا تلوار کو
پڑ گئی زنجیر تیری بیڑیون کی پانون مین
کہتے مقناطیس سنگ آستان یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا اونہین جو ہین حبیب
پوچھتا ہے کوئی گل کب نرگس بیمار کو
ہنسچہ بھرنے لگا بط مین جو آب آتشین
مے کدہ مین ہمنی دیکھا مرغ آتش خوار کو
بال زلفون کی دیے کھونس اونسی جو ٹوٹی ہوے
سانپ کی بامی مین سمجھا رخنہ دیوار کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

ہرچند صاف دامن ہی لیسے ہو گرد لوث
ہی شست شوئی ابر کرم بوتراب کو

۱۶ شیر کا کاسہ ہی حسن رخ سے زلف یار کو
شیر کا بنیا کرے شیرین نہ زہر مار کو
درد دل سی ہر زبان گریہ ہی چشم زار کو
بار اشکون سے ہوا ہی مردم بیمار کو
سرمہ سی ملتے ہو کیون تیغ نگاہ یار کو
زنگ لگتا کسنے کب دیکھا ہی اس تلوار کو
ہو ترقی نور خور کی تیرہ بختون کا زوال
دوپہر مین کوتہی ہو سایۂ دیوار کو
ہی لب شیرین کا دلمین دھیان ہجران مین مرا
کیون نہ قاتل کی کری شیرین زبان تلوار کو
آبلہ پائی نے بس پا کر دیا یکسر مجھے
کسطرح سی طے کرون راہ دیار یار کو
اب تو کہنا مان اے درد جگر لینے دی چین
بے سبب اور کیون ستاتا ہی دل بیمار کو
گر پلائے کوئی آب گرم اشکون کا مرے
مرغ بریان کیون نہ کر دی مرغ آتشخوار کو
نیک چشمون کو ملی کیونکر نہ صافی دلسی فیض
روشنی ہو نور خور سے روزن دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ خزان مین نوچتی ہین داغ سودا کے کھونڈ
تیز کہین شاخ گل سے بلبلین منقار کو

رتبہ اعلی مین ظالم ترک کر دیتی ہین ظلم
پانون سے کاوش نہین خار سر دیوار کو

ہے یہ ناساز طبیعت ہجر مین سازنشاط
نبض بے جان جانتا ہون ساز کے ہر تار کو

مجھسے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
جائے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو

برہمن ہو کر مسلمان کرتے ہین دنیا کو صید
دام بنواتے ہین گویا توڑکر زنار کو۔

بند ہو جاتی ہین سیارون کی آنکھین خوف سے
کھینچتا ہون جب مین دلسے آہ آتش بار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

خوش نے پہلی یار سے پیدا کیا اغیار کو
جسطرح نشو ونما گل سے ہی اول خار کو

ہی یقین دیکھے جو دونون ابروئے خمدار کو
دوسری بھی کھنچتی ہے کھینچے جو اک تلوار کو

کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروئی خمدار کو
دی ہے خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

آگیا اب باغ مین ای باغبان دور خزان
بند نغمہ سے کرین مرغان نکیون منقار کو

گلبدن کے گھر کے جلنے کا ہی پای دلکو شوق
پھاندکر جاینگے ہم خار سر دیوار کو

مطربا ہے ساز مین تیری جو صوت ہاتی
کیا رگ جان سے مری تو نے بنایا تار کو

سطر نامہ کی ہوئی اک حرف مثل موج بحر
لکھتے وقت آیا جو گریہ چشم دریا بار کو

مرغ دل طفل برہمن نے پھنسایا پیچ مین
دام صیادی بنایا حلقہ زنار کو

کاٹلے گردن رشک کھاکر ابر تیغ برق سے
جوش مین دیکھے جو میری چشم دریا بار کو

بزم خلوت مین رہی ہے پاس ہرچند منہ
یار نے ہمدم بنایا دیکھیے اغیار کو

---

۱۴ باریابی بزم خلوت مین ہوئی اغیار کو
حیف رشک گل ہی کیا صحبت ملی ہی خار کو

قاتل جان دونون سمجھون ابروئی خمدار کو
دل دوپارہ ہوگیا دیکھا ایک ہی تلوار کو

قاتل جان جانتا ہون ابروے خمدار کو
کیون نکالی میان سی ہے قاتل تلوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہے یار کو
جو کہ یوسف ہی نہ جائے کسطرح بازار کو
رحم آجائے اگر موران کوئے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میری جسم زار کو
کون ہے گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
گل پیادہ ہوکے گلشن سے چلی بازار کو
آبلی جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
تا نہ میرے سخت تلوون سی ہوا ایذا خار کو
چربی و نرمی بچا لیتی ہی خونخوارون کو بھی
زنگ کھا جائے نہ ملکنا ئین اگر تلوار کو
قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز نماز
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروئے خمدار کو
ہی اگر دربان سلامت یار کا تیز نگاہ
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو
کیا و لا شکوہ تبون کا قصۂ موسی ہی یاد
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو
سورہ یسین کی بدلے حشر کی صورت پڑہون
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو
ہین جو خونریزون کی ہیرو شاد رہتی ہین مدام
رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لب سوفار کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھی

نقد دل دیکر لیا ہی مول عشق یار کو
کیون نہ سرگرمی ہو سودا کی مری بازار کو
لاغری میری کا ابتک ہی یقین کب یار کو
ڈھونڈ کر پاتا نہین گو ہاتھ جسم زار کو
اے جنون تیری بدولت سیر زندان کرچکی
اور سودا کچھ خریدون لے چل اب بازار کو
بے نصیبون کو سروسامان نہو اس باغ مین
مل سکی پوشش کہان عریان تنی ہی خار کو
دونون ابرو کا ستمگر کی تصور دلمین ہے
کسطرح کافی ہوا اک میان دو تلوار کو
کیون نہ پھر سجدہ کرے سرباز اپنا سر جھکا
ہی خم محراب تیغ ابروئے خمدار کو
حسن روی یار کو دیکھیں گے اوس سے جھانک کر
دور بین ہمنے بنایا رخنہ دیوار کو
شوق نظارہ ہی چشم آئینہ ابتک ہی وا
آئے کیونکر خواب تیری طالب دیدار کو
خضر سی کمتر نہین ہین خاکساران جہان
نقش جادہ نے بنایا ہی دیار یار کو
فرق جب آتا ہی دلمین کب ملائے سی ملے
کسنی پیوستہ ہم دیکھا لب سوفار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سامنے خالق کے اے ناسخ کرام کاتبین
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر ترے اشعار کو

10

چاہیے نقد دل عشاق زلف یار کو +
ہے بجا گر ہو خرانے سے محبت مار کو +
عطر ملنا یون ہے اسے مشاطہ زلف یار کو
مشکنافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو +
خط نے کیا سید ہا بنایا کاکل خمدار کو
کر دیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو +
جسطرح ہوتی ہے تیزی سنگ سی تلوار کو
ہے بزرگون کو عیش اور اچھونکو ہے دنیا مین رنج
توڑتا ہے گل کو گلچین چھوڑتا ہے خار کو
مین ہون نرگس تو ہے گل باغ جہان مین ہے غم
ٹکٹکی باندھے نہ کیون دیکھون تری رخسار کو
قتل دشمن کے لیے بھی چاہیے نرمی ضرور
ٹوٹ جاتے بیشتر دیکھا کرہی تلوار کو
پانون مین راہ طلب مین سر سے بھی مجکو عزیز
آبلون پر کیون نہ باندھون پھاڑ کر دستار کو
خود بخود افتادگان خاک کو ہوتا ہے اوج
نردبان در کار ہے کیا سایۂ دیوار کو

غزلیات تصنیف ہرخند سر دہلی

تلخ خوبون کی ترش روئی سے ہو ہرخند لیا
مزمزہ بتلائین گر شیرینئے اشعار کو +

دیکھا جب برقع کے اندر ہمنے زلف یار کو
جا گزین پانی کے اندر سمجھے کالی مار کو
سونگھا ہے کیا اوسنے عنبر بوے زلف یار کو
پھرتا ہے سودا زدہ جو آہوے تاتار کو
کون چھو سکتا ہے مار کاکل خمدار کو
کیلا پر مشاطہ نے ہے ایسی زہری مار کو
سر کے بالون مین نہ ناگن ہے لہروسے یار کو
ہے نہین چمکا ابر مین یہ برق کی تلوار ہو +
سرکشون کا ہمکو سودا مین بھی استیصال ہے
کرتا ہون پامال صحرا مین سر ہر خار کو
اٹھ اگر خورشید سوز غم سے جلکر خاک ہو
دیکھ لے گر اک نظر اوس آتشین رخسار کو
زخم کاری دیکھ میری چشم پر خون ہوگئی
چشم بینا بن گئی جوہر تری تلوار کو
باندھے ہے سر پیچ زیبا اور سی کب ہمدم
سیکھا ہے گلرو سے غنچہ بندش دستار کو
رود طفل اشک ہو خانہ خرابی چشم کی
سیل اشکون سے نظر مژگان کی دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ایک تمنا ہی جو انمردی کا ناسخ ترک حرص
عمر بھر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو

۱۲ نہ جنون مین بھی رکھا بخت نی عریان مجکو
طوق سے جیب دیا دست نی دامان مجکو
دیدہ سیر نرگس سے ہے زیادہ پھول
ہجر مین دشت بلا ہی چمنستان مجکو
گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو
تلق خورشید قیامت سی ڈر گئی لیکن
آئیگا یاد ترا چہرۂ تابان مجکو
بعد مرنے کی جہان رنج پہ سر گئی کھٹکی
اسے جنون تونے دکھایا وہ بیابان مجکو
ہای اس کاکل پیچان کی محبت کی عوض
کاٹتا کاش کوئی افعی پیچان مجکو
اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کر دیا یار کی تصویر نے حیران مجکو
گور مین آنکھین نکیرین کی نکلتی ہوئین
آگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو
دولت وصل کی خواہش مین اٹھا عاشق
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سر جھکا بون کا ستم سی کا تنا ہرچند ہی وہ
موج سی رکھتا ہی دریا ہاتھ مین تلوار کو

یان تلک دست جنون نے کیا عریان مجکو
پوست تن کا ہی فقط رہ گیا دامان مجکو
صوت مرغان ہی ہو یاد سخن سنجی یار
شور ماتم سے نہ کم ہے چمنستان مجکو
مصحف رخ کی تلاوت ہی جو دل کو ہر دم
اہل ہندو کہین کیونکر نہ مسلمان مجکو
ذرۂ ریگ ہر ایک مہر قیامت ہو جائے
دشت مین ہو جو خیال رخ تابان مجکو
قید زندان سی ہے بدتر مجھے رہنا گھر کا
او جنون اب تو دکھا سیر بیابان مجکو
حلقۂ پیچ مین جو اوسکی پھنسا طائر دل
ہر خم ہو گا ہوا کاکل پیچان مجکو
صورت یار جو آئینہ دل مین دیکھی
مثل آئینہ کیا حسن نے حیران مجکو
گر نظر آئی مجھے کاشکے وہ غیرت مہر
روز روشن ہو نہ کیونکر شب ہجران مجکو
خنجر ناز و ادا سے کیا قاتل نے شہید
چاہیے قبر کو بھی گنج شہیدان مجکو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

معاف اون آنکھون کو سمجھا تھا مین ہو لیکن
پنجۂ شیر ہوا پنجۂ مژگان مجھکو
باغ مین آگ لگی آئی نظر تیرے بغیر
سرو دکھلائی دیے سرو چراغان مجھکو
واعظا ہی یہی ناسخ کی دعا بعد ممات
جای فردوس ملے کوچۂ جانان مجھکو

۱۴

درازی یاد دلوائی ہے اوس زلف پریشان نے
عزیز اس واسطے رکھتا ہون شبہای ہجران کو
گیا مین عالم وحشت مین جب سیر بیابان کو
لٹا را شیر قالین کیطرح شیر نیستان کو
نہ دیکھا ساتھہ گلشن مین جو اوس سرو خرامان کو
کیا سرو چراغان آہ نے سرو گلستان کو
یقین ہے شوق کامل سے اگر ریگ وان بنکر
روان ہو جان میری بعد مردن کوی جانان کو
جو دعوای خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے
خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنون نے جب کہ دی روز ازل ترغیب عریانی
گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو
سنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر
مین دیکھا ابر سان برسون نہ دیکھا زلف پیچان کو

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

کشتۂ تیغ نگہ دیدۂ فتان نے کیا
چاہیے بہر کفن دامن مژگان مجھکو
کیا عجب گر ہو رگ جان سے فتیلہ اونمین
داغ دل آتش غم سے ہین چراغان مجھکو
سنا ہرچند کہ برسات مین چمکین جگنو
رو سے کب آیا نظر جگنو سی جانان مجھکو

مین سمجھون شکل شامت روز غم زلف پریشان کو
طوالت اونسی شکل انچۂ دی شبہای ہجران کو
پڑی لرزہ بینائی غم کے سن کوہ و بیابان کو
جون روبہ ہول سے ہو بھاگتا شیر نیستان کو
اگر گلشن مین دیکھے اوس کمر کے سرو چراغان کو
جھکا تا سوز سے ہو سربسر با سرو گلستان کو
عجب قسمت ہے چشم سوزن و دیوار ایوان کا
محل مین کرتے نظارہ ہین ہر دم حسن جانان کو
بدی کرنے سے بدنامی رہی دنیا مین تا ابتک
کہ لعنت آج تک ہر اک بشر کرتا ہے شیطان کو
کروں جو درد سے نالہ فلک بھی ہول سے کانپے
زمین کی مثل آئے زلزلہ کوہ و بیابان کو
یہ وہ کالی بلا ہے دیکھتے ہی جان نکل جاوے
غلط ہے یار کا کہنا تری اس زلف پیچان کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم ای جراح برسوں روئی ہیں لب سینے کو
نہ سی اب خدا ظالم دہان زخم خندان کو
ہزاروں صدمہ جانکاہ ہیں پر ہیں نہیں تا
کہوں اب آب حیوان ظلمت شبہای ہجران کو
اثر بارے دکھایا بعد مدت میرے رونے نے
گرایا سر پہ سیل اشک نے دیوار زندان کو
مقابل اوس پری کے ہوتے ہی پروانہ بنی کی
کہ میری جوشش سینے نے چھپے رکھا تخت سلیمان کو
حنا خالق نے کی پیدا جو تیرے پانوں کے خاطر
بنایا میرے تلووں کے لیے خار مغیلان کو
دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ کہتا ہے
کیا تم شمشاد سے پیدا اندازی شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست ناخوش ہو میرے رونے سے
کہا ناسخ دوست رکھتا ہے سر اک میخوار باران کو

۱۱

رسا اوج حقیقت پر کروں آپ عشق بازی کو
بجا ہے نردبان سمجھا ہوں میں عشق مجازی کو
مست جانی لگا ہے اب جو بازی گاہ طفلان میں
دلا تو جانتا ہے کھیل شاید عشق بازی کو
ہوئی اقلیم خوبان میں یہ قدر حسن خودبینی
لگا نے رکھو تو مجھتا ہے اب دکان آئینہ سازی کو

غزلیات تصنیف ہرچند سر دہلی

ادا اگر تا رہے تا شکر ہر دم تیغ قاتل کا
الٰہی دے زبان میری دہان زخم خندان کو
درازی روز محشر کی ہوا ہو سکی سلسلے کو تہ
نہ صبح وصل کی ہوگی شب تاریک ہجران کو
رہائی اور کسی صورت نہیں آتی نظر ہم کو
تو ہی ای چشم تر مسمار کر دیوار زندان کو
مری رشک پری کو دیکھتا گر ہند میں آکر
پرستان میں نہ پھر رہنا پسند ہوتا سلیمان کو
جنون عشق گار و میں مجھے صحرا نوردی ہے
رگ گل کی طرح سمجھوں نہ کیوں خار مغیلان کو
حنا کی رنگ سے رنگین کیا ہے اشک خونین نے
تو رنگ شاخ مژگان سے ہے خجلت شاخ مرجان کو
وہ عالم کو ڈوبا دے ایک سیل اشک سے ہرچند
نہ ہم چشمی ہو چشم تر سے میرے ابر باران کو

کوئی اب سیکھ لے ہم سے طریق عشق بازی کو
حقیقت پر تفوق ہے مری عشق مجازی کو
ای زاہدان چھوٹا سے بڑا نیازی کو کہا مانو
نہ طفل اشک رکھے گریہ سے شغل خاک بازی کو
صفائی دیکھتے آئینہ زانو کی گر تیرے
مطلب والی نہ کرتی ترک کیوں آئینہ سازی کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بیان کیا ہو سکی عمر رواں کی مجھ سے چالاکی
کہ اس توسن سے لگا ہی نہ ترکی و تازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کی مقابل ہے
الٰہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہی زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکی دست کوتہ کی درازی کو

کہاں تھا اے بتو ہمکو دماغ نازبرداری
خدا کرتا ہی شرمندہ ہماری بے نیازی کو

ثمر پختہ جو ہیں اے خام طبعو باغ عالم میں
نہ کیونکر خاکساری ہی وہ دیدے سرفرازی کو

وضو ہی ہاتھ دھونا جان سے سجدہ ہی سر کٹنا
طریق عشق میں ہے فتنہ گہہ مسجد نمازی کو

اوتر جاؤں ابھی دریائے غم سی وہ اگر چاہے
میں کشتی جانتا ہوں یار کی تیغ جہازی کو

بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجکو ای ناسخ
دیا دل میں نے جسدم ایک محبوب مجازی کو

مرگ عیسیٰ سے ہے تری چشم کی بیماروں کو
گور آزادی ہے زلفوں کی گرفتاروں کو

نازو رفتار سے پاتی ہے جسد روح رواں
گرد رہ خاک شفا ہی ترے بیماروں کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

ہمارے تیز آہ لی اشہب کو ہی وہ تیز رفتاری
کہ اسپ برق بھی پہونچے نہ اوسکی ترکتازی کو

لگے ہیں دل پہ صدہا زخم کاری تیغ ابرو کے
شہادت کسطرح حاصل نہو اس مرد غازی کو

شب ہجراں کی طولانی بیاں کیا تجھ سے ہو
کہ کچھ رتبہ نہیں ہی روز محشر کی درازی کو

بنا ہی طاق ابروئے صنم محراب کعبہ کی
کریں ہم سر جھکا سجدہ خدا کی بے نیازی کو

جو ہو آزاد کوئی باغ ہستی میں تعلق سے
نہ کیوں اے قمریو جوں سرو پہونچے سرفرازی کو

نماز اب مردم دیدہ پڑھے محراب ابرو میں
وضو ہی آب اشک تر سے اس مرد نمازی کو

تری تیغ نگہ میں ہی وہ جوہر زخم کاری کا
کیا بیتاب حسرت جسنے شمشیر جہازی کو

مری اس طرز نالہ کو صوت خوش گلوئی ہے
کیا بے قدر ہرچند نغمہ سنجان حجازی کو

۱۴ زندگی بھاتی نہیں ہجر کے بیماروں کو
دی اجل آکے چھٹکا غم سے گرفتاروں کو

خفتہ بختی پہ مری خندہ زن ہیں وہ بھال
خواب کب آئے شب ہجر کے بیداروں کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب سیلۂ وحشی رہی قید ے زندان وطن
بوی گل بہا نہ تی ہی باغ کی دیوارون کو
وحشی نرگس جادو ہون جو پایئن آہو
کرلین مژگان مری تلوون کی بھی رفو خارِ جنون
ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قدمون کی
آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہسارون کو
کافر عشق ہون حاجت نہین زنار کی ہے
یار تسبیح مبارک رہی دیندارون کو
ہم بغل یار سے وہ سوتے ہین ہم آغوش
کیا خبر میری شب وصل کی بیدارون کو
جوش خون میری رگ جان مین بہت ہی قاتل
تشنگی آج ہی شاید تری سوفارون کو
ای صنم عہد مین تیرے یہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زنارون کو +
کیا پیو گردش افلاک سی جو ہین خونخوار
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوارون کو
دھیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا
رہ گئی مرغ چمین کھول کے منقارون کو
ہجر مین گرم ہے اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگا نہین دوزخ کے بھی انگارون کو

غزلیات تصنیف مرخید سرہندی

چھوٹنا قید جنون سی نہوای گریۂ چشم
سیل اشکون سی بہا زندان کی دیوارون کو
رخ گلرو پہ اگر آیا ہے خط کیا ہی عجب
گل گلشن سے جدا رہنا نہو خارون کو
مرمر آہ سی ہے چرخ کو جیسکہ ہر دم
کیون نہ برباد کرے دم مین وہ کہسارون کو
کون ایسا ہی جو اوس بت پہ نہ لائے ایمان
جبہہ سائی خم ابرو مین ہی دیندارون کو
رات بھر چرخ پہ ہی چشم کھلی تارون کی
خواب آتا ہے کہان دیدہ بیدارون کو
ہو دل افگار جو اوس تیر کمان ابرو کا
زخم پر ہے مری خندیدگی سوفارون کو
طوق گردن کا مجھے ہو گیا ہی حلقۂ زلف
توڑ کر پھینک نہ دون کسطرح زنارون کو
اہل جرأت بھی غرض رکھتے ہین کم ظرفون سے
نیام سی کام سدا رہتا ہے تلوارون کو
نغمہ سنجی جو کرے صحن چمن مین گلرو
بلبلین توڑین نہ کیون شرم سی منقارون کو
چرخ پر پہونچے یہ گرمی مری ہوای دم سرد
مثل یخ سرد کرے تارون کے انگارون کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جو ضعیفون کو ستائیگا سزا پائیگا
آپ دکھ پاتے ہین جو روندتے ہین خارونکو
پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو ۴۴
گر اوٹھا سکتا بزنگ کہربا مین کاہ کو
پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا نردبان عرش یوسف چاہ کو
کیا کسی ناچیز کو ناچیز سمجھین ہم بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
جو ولی ہین وہ بھی کرتے ہین حسود انسی سلوک
اس دنائت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو
کچھ تو ان روزون رسائی یا اثر پیدا ہوا
واہ واہ کرنے لگا ہے سنکے میری آہ کو
کیا حسد سی چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو
ٹھوکرین کھائی کبھی طور پر اب کیون کلیم
دیکھہ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو
پستی ہمت سی بچتا ہے کوئی ان نخل
چھوڑے اہل جہان [illegible] لیے پناہ کو

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

کیا تپ عشق سے گل روکی ہوئے ہین بیمار
لاغری جسم یہ ظاہر ہوئی ہے خارونکو
تیغ عشوہ کی رکھی ہاتھ مین قاتل ہرچند
قتل کرتا ہے وہ الفت کی گنہگارون کو

کہکشان سے رد بناتا ہی عرق سے راہ کو
اوسکی پا سے فیض سرسبزی ملا ہی کاہ کو
قبر مین کوئی نہ پہچانیگا گدا ہی یا کہ شاہ
کون لیجاتا ہے یان سے ساتھ مال و جاہ کو
کیا عجب گر سوز دل سے ہو رگ جان سوختہ
ایک دم بھر مین جلا دیتا ہے شعلہ کاہ کو
اک نظر دیکھین تجلی کیا رخ پر نور کی
نور بینائی کہان ہے چشم مہر و ماہ کو +
ساتھ اوسکی کوئی دم مین جان بھی جائیگی نکل
ہے نکلنا جو دل محزون سے ہر دم آہ کو
گردش گردون سی کب قائم رہی اپنے پر
ہو ترقی و تنزل ماہتاب جاہ کو
رکھتی ہے نور نظر کب دیکھہ لو چشم ہلال
دیکھے گی کیا حسن کی تیزی تجلی گاہ کو
اس لب تشنہ کو اوس سے گر چہ سیرابی ہو
چھوڑتا ہی پر نہین چاہ ذقن کی چاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شاخ گل پر ہی برنگ گل وہ طفل نو سوار
نکہت گل کہتے ہین ہم گرد بازیگاہ کو
ہی بھی ہی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فردوس مین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو
نقش پا سی محتسب پائے نہ رندون کا سراغ
سر سے طے کرنا ہی لازم میکدہ کی راہ کو
خیمے بنوانے مین ہین مصروف جو سر اغنیا
جانتے ہین تنک شاید چرخ کی خرگاہ کو
ہین زمانے مین جو بدکار ادنے ہی مجکو گرچہ
جانتا ہون شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو
ہے خرابات جہان میں عام فیض می فروش
مستئ مے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو
ہے برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
راہرو کرتے ہین طے پست و بلند راہ کو
ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون اندنون ایسے بت گمراہ کو
حلقہ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گریز
تیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو
گر غرض ناچیز سے نکلا اوسے دیکھی عزیز
پیار سے آغوش مین لیتا ہی شعلہ کاہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کھیلتے اوس مین ہم پر شیخی سے ہین طفلان اشک
مکتب دیدہ بنایا ہے جو بازیگاہ کو
دوستو رکھ دینا میری قبر مین تصویر یار
چشم نگران تاکہ دیکھے صورت دلخواہ کو
کب بگولون کو ہو صحرا نوردی ہی کسل
طے کرے پیک صبا پست و بلند راہ کو
کب کسی ادنے سے لیتے ہین مدد عالی وقار
بے ستون استادگی ہے چرخ کی خرگاہ کو
چشم فتان صنم کو یاد ہین صدہا فریب
اس غزال چشم سے رتبہ نہین روباہ کو
دیکھیے حق نے کیا کیا عالی رتبہ عشق کا
پاپہ اوسکی سر جھکاتا ہے گدا و شاہ کو
اس عصا سے آہ کو لیلونگا اپنی ہات مین
طے کرونگا منزل جانان کی دم مین راہ کو
دل سے بھولی یاد رب دشمن ہوئی اسلام کے
یار جو ہمنے بنایا اوس بت گمراہ کو
مثل پروانہ جلاتا ہے دل عاشق سدا
شمع سے سرفرازی اوس قد کوتاہ کو
کیا عجب ہو کھینچ لایا کہربا اپنی طرف
کر دیا ہے قد میری لاغری نے کاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل اے صنم
اپنے بندون سے کبھی غفلت نہین اللہ کو

شل سطر آجاتی ہے زیر قدم زلف دراز
کیجئے کلک اے طفل تیری قامت کوتاہ کو

ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کیطرح
آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو +

آدمی کو مبتلائے حرص کرتی ہے عقل
جانتے ہین مملکت اطفال بازیگاہ کو

عشق جب وارد ہوا کی عقل نے اوس سے گریز
ایک جا دیکھا ہے کسنے شیر اور روباہ کو +

ہے دعا ناسخ بھلا دی یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

اوس بت بے پیر کی اک بات بھی سچی نہو
منتین کر جھوٹی دیتا ہے دغا اللہ کو

فکر سے خامہ کی ہو شعر زمین کو اوج چرخ
کیا بلندی حق نے بخشی اس قد کوتاہ کو

کر دیا ہے سوز نے اوسکی جلا کر دلکو خاک
سینہ مین بیٹھے چھپایا تھا جو شعلہ آہ کو

دیکھ لے اے چشم ہر گل کی بہار رنگ بو
گلشن دنیا بنایا ہے تماشاگاہ کو

اوس سے عاجز غیر دل ایسے ہوئے ہین جان تنگ
یاد ہزارون مکر ہین اس چرخ کی روباہ کو

آدمی حور و پری دیو و ملک جو جو کہ ہین
سر جھکا سجدہ کو ہین ہرچند در اللہ کو

ابیات ۹	ردیف ہ نمبر ۱۲	غزل یک

۹

ہین یکتا اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ
ہین داغ مری سینہ مین انجم سے زیادہ

سو رمز کی کرتا ہے اشارے مین وہ باتین
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
کرتے ہین ستم ظلم اور تظلم سے زیادہ

ہی چشم غم سے رو مین قلزم سے زیادہ
اور اشک بھری اوسمین ہین انجم سے زیادہ

ہے بار سخن ایسے ہین لب یار کے نازک
پھر کسطرح ہو ربط تکلم سے زیادہ

کیا حال ہوا وسکا کہ کرے ظلم وہ جسپر
جز رحم بھی اوسکا تو تظلم سے زیادہ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بیتحاشے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون
ہے قلقل مینا مجھے قم قم سے زیادہ
بھر جاے اگر بادہ سے وہان ہو نہ کرون پیں
مے خواری مین ہے ظرف مرا خم سے زیادہ
ہر نہر چمن بحر مین اژدر سے ہے افزون
ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ
سو رقص سے افزون ہے پریرو تری رفتار
پاؤن کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
موئے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
معشوق سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تمسے زیادہ

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

عیسی کیطرح اس دل مردہ کو جلائین
نالے مین اثر رکھتے ہین ہم قم سے زیادہ
شش پنج نکر دینے مین اک جام کو ساقی
اک دم ہی مین سے پیتا ہون دو خم سے زیادہ
ہے جو پرسیہ اژدر دیکھے ہی سے جان جاے
سہے نیش زنی ابرو کی کژدم سے زیادہ
ٹھوکر مین تری پاؤنکی ہے رقص کا عالم
خلخال کی ہے صوت ترنم سے زیادہ
آہن کیطرح سخت ہے دل یار کا گرچہ
پر نرم شکم رکھتا ہے قاقم سے زیادہ
ہرچند نہ کیون حسن پہ شیدائی ہو بلبل
خوبی گل گلشن مین نہین تمسے زیادہ

غزلیات	ردیف ی	ابیات
۴۳	نمبر ۱۴	٦١٦

۱۵

خیال یار دل مین شادمان ہے
نہین ہے غم جو نظرون سے نہان ہے
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے
تماشا ہے تہ آتش دخان ہے
تصور سیمتن کا دل مین ہے گنج
خیال مار کا کل پاسبان ہے

خفا ہے وہ نہ مجھسے شادمان ہے
ہوا دل خاک جل سوز نہان ہے
گو آتش گون لبون پر رنگ پان ہے
مسی کے رنگ سے اوٹھتا دخان ہے
لون بوسہ اوسکے رخسارون کا کیونکر
خطر ہے خال کا وان پاسبان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تکلم ہی فقط ہے اوس صنم کا
خدا کیطرح گویا بے دہان ہے

کرون نالے ہوئی آخر شب وصل
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے

مرا پایا ہون غم فرقت سی مین زرد
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے

نقاب اولٹی گل عارض سی اوسنے
گل خورشید کی بھی اب خزان ہے

تصور ہے جو اک خورشید رو کا
کرہ دل کا مثال آسمان ہے

نہ کیون اوس شمع رو کے گرد ہو خلق
کہ فانوس خیالی آسمان ہے

ہما تا کوے جانان کاش پہونچے
کہ نامہ ہے مرا جو استخوان ہے

ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے
زمین فیض قدم سے آسمان ہے

وہان سگ مین ہے مانند مشعل
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہے

خیال زلف مین نالان ہی جو دل
بسان اژدہا آتش فشان ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

عیو ہوتا تجھے گہ بھون ظاہر نہوتا
ہوا کب جسم مین پیدا دہان ہے

ہے گویا مسجد تن مین موذن
فغان درد دل بانگ اذان ہے

دہان زخم کو ہو کیون نہ خندہ
طلا مرہم مین شاید زعفران ہے

برنگ گل نہ دلمین پھول گلرو
بہار نوجوانی کو خزان ہے

جوان و طفل سب ہین اسکے شاکی
ستمگر کیا یہ پیر آسمان ہے

کہین مہ رو کی دیکھی گردش چشم
ہو خود رفتہ پھرے جو آسمان ہے

لکھا لاغر تنی کا حال خط مین
برنگ سطر ہر اک استخوان ہے

ہلال ہے نعل کفش پاے مہ رو
زمین پر جلوہ گر کیا آسمان ہے

رکھون ہون سوز دلمین شمع رو کا
برنگ شمع روشن استخوان ہے

چڑھاتی کسلیے ہے پھول بلبل
مری تربت پہ شمع گل فشان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرھنی
برنگ طائر رنگ حنا ہون	جو گلرو پر ہے شیدا بلبل دل
کف پائے حسینان آشیان ہے	تو شاخ ابروان پر آشیان ہے
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین	فلک بھی بن گیا ہرچند دشمن
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہے	خلل انداز بزم دوستان ہے
ہمارا ہر نفس اک بادبان ہے	// جہاز عمر کا کب بادبان ہے
روانہ کشتیٔ عمر روان ہے	ہوائے دم سے ہی ہر دم روان ہے
ابھی ہرچند وہ بت نوجوان ہے	وہ یار اپنا حسین و نوجوان ہے
سفید اوسکا مگر موئے میان ہے	ہے بار ناف بھی نازک میان ہے
معطر آتش گل کا دھوان ہے	فلک دود آہ کا میرے دھوان ہے
کہ مونھہ پر گیسوئے عنبر فشان ہے	شرر سے اوسکے خور شعلہ فشان ہے
تن خاکی مین قدر اپنی نہان ہے	وہ سوز غم مرے دل مین نہان ہے
زمین جیسے حجاب آسمان ہے	کہ ہر داغ آفتاب آسمان ہے
تصور مین ہے جو روئے عرقناک	نہ کیون ہو مشکبو مضمون ہر شعر
بجائے دل بغل مین عطردان ہے	مرا یہ غنچۂ دل عطردان ہے
دہن ہے غنچۂ گلزار فردوس	ہے قاصد سب لکھا خط مین جو ظاہر
کہ اک عالم کی نظرون سی نہان ہے	زبانی کیا کہون راز نہان ہے
کرون کیا احتیاط جسم خاکی	کرے جو ابر کی بھی آبرو خاک
غبار توسن عمر روان ہے	وہ دریا آب اشکون سے روان ہے
تصور مین ہے اک انگیا کی چڑیا	جو دھیان ہے طائر رنگ حنا کا
یہ دل کنجشک کا اب آشیان ہے	دل پرخون مین اوسکا آشیان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہے آگ سے مچھلی کو پیدا
یہ اعجاز کف رنگین عیان ہے
زبس واژدن ہی اپنا کوکب بخت
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ
جگر بند امام انس و جان ہے

یہ جسم زار بے حرکت پیرہن مین ہے
سب مجکو جانتے ہین کہ مردہ کفن مین ہے
فرقت قبول رشک کی ضد سے نہین قبول
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہے
آتا ہی لب کو شکوۂ داغ فراق کیا
جلتی زبان زبانہ آتش دہن مین ہے
ہین بے نصیب صحبت جانان سی ایک ہم
پروانہ بزم مین ہے تو بلبل چمن مین ہے
آنکھین ہوئین سفید ترے انتظار مین
ہر شب یہ چاندنی مرے بیت الحزن مین ہے
بن جائین عطردان کیون گوش سامعان
خوشبو نسیم خلد کی تیری سخن مین ہے
مرہم کی بتی بنتی ہے بتی چراغ کی
سوزش یہ آج تک مری داغ کہن مین ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کہون کیا حسن صافی کی صفائی
کہ پشت پا پہ عکس رو عیان ہے
سیہ بختی کا میرے رونما ہو
کہ اوسکا آئینہ یہ آسمان ہے
ہوا ہرچند درد دل بھی بے درد
کہ دلبر بن گئی بےچین جان ہے

۹ ڈھونڈو نہ لاش ہو رہ جو کب پیرہن مین ہے
صرف از برای نام یہ مردہ کفن مین ہے
کب سوز سی ہے شعلہ فشان داغ سینہ مین
روشن بلا فتیل چراغ انجمن مین ہے
سنگین دلونکو زیب قیام وطن سی ہو
دندان کو ہی وقار کہ جبتک دہن مین ہے
ترتیب و صفائی ایسی گل یاسمن مین کب
جو آب و تاب اوس گل رشک چمن مین ہے
آگی ہنسی نہ دیکھ کے دیوار قہقہہ
شادی کو دخل کب مرے بیت الحزن مین ہے
شیرینی کلام کی کس منہ سی بات ہو
مثل نبات ذائقہ ہر اک سخن مین ہے
وہ رشک ماہ نوجوان مجھ سے کیا جدا
پایا ہے سوگ کی مہر نہ چرخ کہن مین ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سونا سو گندھ کیون نہ کہون تجکو ای پری
رنگت سنہری اوسپہ یہ خوشبو بدن مین ہے
دونون کا کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
سید مین مہر ہے نہ وفا برہمن مین ہے

۲۵

گو نشان خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے
بزم مین با ہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے
دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے
اون لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہے
آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ ہے
ابر ہے سیر چمن ہے ساقی مستانہ ہے
ہر طرف کو خندہ برق و گل و پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے
روح قالب مین نہین ہے بزم مین پروانہ ہے
باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے
دل مرا مینای مے ہے چشم تر پیمانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کی عکس سے
شانہ تھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے
کرتی ہین محروم رحمت سے عبادت کا شمار
سبز کیا باران سے ہر تسبیح کا جو دانہ ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

دست نظر بھی تاب کیا او سپر ٹھہر سکے
پر تاب مثل برق صفائی بدن مین ہے
لوح جبین کا لکھا ہو ہرچند پوچھے کیا
ہرگز نہ علم غیب کسی برہمن مین ہے

شمع رو کی لو مین داغ دل چراغ خانہ ہے
اضطراب درد پہلو صورت پروانہ ہے
آسمان میری نظر مین صورت خم خانہ ہے
مے تو ہے رنگ شفق خورشید اک پیمانہ ہے
ایک شعلہ رو پہ اپنا دل ہوا دیوانہ ہے
اخگر ہین داغ جگر اور سینہ آتش خانہ ہے
مردم دیدہ شراب اشک سے مستانہ ہے
ساقیا ہمکو ہماری چشم کا پیمانہ ہے
تن مین پیدا سوز جو شمع رخ جانانہ ہے
بزم سینہ مین طپان دل صورت پروانہ ہے
دیکھ گریہ مردم دیدہ جیسے مستانہ ہے
چشم سیگون اوسکی گویا مے بھرا پیمانہ ہے
ہاتھ ہمدم کا کمر پر دیکھ کر آیا خیال
پنجہ خورشید کیا موئے کمر کو شانہ ہے
کیا وظیفہ مین ہے زاہد کو خیال رقص یار
ہاتھ مین تسبیح کا رقصان ہو گیا ہر دانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بال سلجھاتا ہی وہ دست حنائی سی جو آج
پنجۂ مرجان دلا اون گیسوون کا شانہ ہی
مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش
یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے
جان دیکر جاؤنگا اندر مین جنت کیطرح
جان کا خواہان جو دربان در جانانہ ہے
پیچ اوٹھا کر بھاگتا ہی پھر پھلا دیتا ہی شوق
شمع ہی تو لے ستمگر دل مرا پروانہ ہے
بید مجنون ہیری تربت پر ہوا بویا جو تخم
استخوان سونا ہما مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے
کیا فقط مجکو غم دنیا سی آزادی ملی
چھوٹ گیا تکلیف دینے سے بھی جو دیوانہ ہے
سرخوشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
یہ خرابات جہان ہی دور مین میخانہ ہے
گور ہی کالے ہوتے ہین یکرنگ ملکر خاک مین
سبز ہی ہوتا ہی جیسے خاک مین جو دانہ ہے
نام سرسبزی ہی جسکا بوستان دہر مین
اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی
راتدن جو ہے تصور گیسوی شبرنگ کا
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

کر دیا تار رگ جان اوسنے ایجان تار تار
پنجۂ مژگان کا تیر سے کیا ستمگر شانہ ہے
ایک شب دیکھا تھا میرا بزم مین سوز جگر
جیسے عشرت کھا کے جلتا شمع پر پروانہ ہے
برق لایا نامہ ہے شانہ فلک آئینہ ہی
دل مین میرے جو خیال خندۂ جانانہ ہی
شمع روکی سوز مین ہم جیتے جی جلتے رہین
جان گدازی مین مری ہمسر کہان پروانہ ہے
دامن صحرا لیے اوسکو چاہیے زنجیر پا
قابل زندان نہ میرا یہ دل دیوانہ ہے
آئینہ کو یہ سمجھیو عالم حیرت مین ہے
تکتا ہے یہ یار کا موتھ حسن پر دیوانہ ہے
ہم نشین رکھتے ہین اپنا یار سنگین دل مدام
بت پرستی کے لیے کب حاجت میخانہ ہے
رشک کھا کر اشک گوہر سی ہے پر چشم صدف
لعل لب کی کان کا دیکھا کہین دردانہ ہے
اس چمن مین آشنائی کب گل و بلبل سے ہو
جو نظر آتا ہے ہمکو سبزۂ بیگانہ ہے
کھولتا ہے دیکھین کیونکر عقدۂ موی کمر
موشگافی مین بہت چالاک گرچہ شانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آتش داغ جدائی کے جو مضمون ہین تمام
شمع ہے مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے

محو ایسی خانۂ رنگین مین مہمان ہوگئی
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہے

ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہے

آج کل اے مہ جبینو شغل ہے ہمکو یہی
چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے

جاے آئینہ ہے گل آئینہ گر زانو جدا
اور عوض شانہ کی لکڑی استخوان شانہ ہے

محفل عیش جہان کا ہے دلا کیا اعتماد
نشۂ مے خواب آواز غنا افسانہ ہے

اپنی کامون مین رہو مشغول تم اے عاقلو
اسکی باتون پر نہ جاؤ ناسخ اک دیوانہ ہے

پڑا پردہ دیر سے اس سوچ مین سارا زمانا ہے
دہان یار مین ہین دانت یا لعلون مین دانا ہے

بگڑتے جاتے ہین لاکھون ہزارون بنتے جاتے ہین
جہان مین رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے

نہ دو تشبیہ تیغ ابروے خمدار جانان کو
کہ ماہ نو تو اک اترا ہوا ادنا پرانا ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جب قلم نے حال لکھا شمع کے سوز کا
شمع ساں خامہ جلا کاغذ پر پروانہ ہے

خس کی ٹٹی مین پلک اور اشک ہی آب پاش
مردم دیدہ کو چشمون سی نیا خس خانہ ہے

صورت سرو چراغان داغ ہائے تن سی ہون
جان نثاری کی لیے یہ دل مرا پروانہ ہے

قابل آراستگی اوس شاخ گل کا رخ نہین
زلف سنبل کو نہ ہرگز احتیاج شانہ ہے

زلف پیچان کا جو ہر دم جسم مین ہے دھیان
پنجۂ مژگان مرا زلفون کو تیری شانہ ہے

ایسا اس عشق ستمگر نے کیا رسوا ہمین
جا بجا سبکی زبان پر تیرا ہی افسانہ ہے

پھر تو ہم اپنے زمانے کی سلیمان کیون نہین
اک پریرو پر جو ہرچند دل مرا دیوانہ ہے

۱۵ برنگ آئینہ نظارہ سی حیران زمانا ہے
دہان یار کا کل مین رکھی انگلیون مین شانا ہی

جو آیا ہی یہان شہر عدم سے لوٹ کر جائے
سدا اس منزل ہستی کا یون ہی کارخانہ ہے

کری ہے تیر مژگان سی یہ زخمی نوجوانون کو
کمان ابروان پر تیرے گویا چلہ پرانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چراغ و شمع کیا لا جام دیتا ہے مٹے گلگون
مری تربت پہ ساقی ابر رحمت شامیانا ہے

ہوا سائل جو آکر جان سے مارا وہین اوسکو
مگر بندوق کا اس اہل دولت کی خزانا ہے

ہوا ہون زرد رنج ہجر سے مین ناتوان ایسا
کہ شاخ زعفران مین مرغ جان کا آشیانا ہے

کہین ہے فوق بلبل شاخ گل پر دست جانان کو
کہ اسمین طائر رنگ حنا کا آشیانا ہے

مہیا بزم مے مین ساقیا سب ساز عشرت ہے
کہ دور جام رقص اور قلقل مینا ترانا ہے

کوئی دل گر ہو دود دل مکدر تو غنیمت ہے
ہوا کو ایک دن آخر غبار اپنا اوڑانا ہے

حقارت سے نظر کرتے ہو کیا چاک گریبان کو
نہ سمجھو مفلسی ہم عشق بازون کا یہ بانا ہے

بچھادی توڑ کر شیشون کو ساقی سری بستر پر
شب فرقت سے مجکو بیکلی مین تلملانا ہے

فلک کی ناکہ بندی ہے نہ گل خیزی مین کی ہے
بہار گلشن ایجاد کو اک روز جانا ہے

جہان تار نفس ٹوٹا گیا میدان سینے سے
وہان توسن عمر روان کا یہ دہانا ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

عجب ہی نقش کاری خامۂ نقاش قدرت کی
ستارون سی کیا زرین فلک کا شامیانا ہے

برنگ چشم گریان رات دن کب اوسکو دی بخشی
اگرچہ پاس اپنے رکھتا فوارہ خزانا ہے

کہین صیاد بچا لیتے دام مین اپنی پڑی جی مین
کہ مرغ دل کا شاخ زلف مین جو آشیانا ہے

نکیون باغ دہن سے ہو ترانہ سنج جون بلبل
زبان کی شاخ پر مرغ سخن کا آشیانا ہے

سنون کب نغمۂ مطرب کہ ہر دم درد سی یان
رگ جان خرمن مین تی نوازی کا ترانا ہے

کرے گی کوئی دن مین سب نشان قبر کو برباد
کہ اوسکی خاک ہر دم دشت صرصر کو اوڑانا ہے

جو خوناب جگر دیکھو بھرا ہی چشم گریان مین
نہ سمجھو اشک چشم عاشقان کا یہ بہانا ہے

عجب کیا ہی کلیجا سینہ سی مونہ کو چلا آوے
کہ درد دل کی کھنچنے سے جی کو تلملانا ہے

نہ ہو عہد جوانی پر تو ای رشک چمن نازان
بہار گل کو اسکی تو خزان آتی ہے جانا ہے

فلک پر کہکشان دیکھا تو سمجھا شہسوار دل
وہان ابلق گردون کا یہ زرین دہانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ترا مجھی دکھاتا ہی معلم طفل بد خو کو
ہماری توسن عمر رواں کو تازیانا ہے
پہ پیرو رشک کی جا ہی ملیگا جا کی حوروں سے
کوئی دم مین ترا ناسخ سوے جنت سمانا ہی

۱۳ اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت کا زمانا ہی
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازی کا بناتا ہی
دکھا دیتا ہی کافور سحر روز آسمان سبکو
ولیکن غافل اپنی غسل میت سی زمانا ہی
میں ہوں وہ مردہ بیکس کہ میری قبر کی اوپر
بنی ہی برق جھالر ابر رحمت شامیانہ ہے
خط عارض یہ رہتی ہی نظر آئینے میں اوسکی
مقرر آہوان چشم کو سبزہ چرانا ہے
جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہی سرکشی اوسکی
کہ تلوار یکو دیکھو پاس پانی کا خزانہ ہے
چھپایا ہے جو موتھ پر وی تیغ زنی بھی ہمسے
کفن مین ہمکو اب ساری جہان سے منھ چھپانا ہے
جدا ہوتا نہیں زیر زمین بھی جو مری سر سے
زر داغ جنون شاید کہ قارون کا خزانا ہے
تصور روز رہتا ہی عذار صاف جانان کا
ہمارا خانۂ دل اب تو آئینے کا خانا ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

نکیون اسپ بہار باغ کو ہو گرم جولانی
دم باد خزان کا اوسکی حق مین تازیانا ہے
بہر و سا دم کی آنیکا نہ رکھ ہرچند اکدم کو
چلا جائے دم آخر کہ یہ ہر دم روانا ہے

نہ یکسان اک طریقہ پر یہ نیرنگ زمانا ہی
نیا رنگ رات دن نیرنگیون سی ہی بنانا ہی
وفاق و اتفاق و مہر الفت کب کسی کو ہی
حسد بغض و عداوت سی بھرا سارا زمانا ہی
ہوا ہون عشق مین شکستہ کی دیکھی تبک
تنا تربت پہ میرے چاندنی کا شامیانا ہی
یہ اندیشہ ہی گر جائے چہ غبغب کی ٹھوڑی مین
کہ فیل مست دل کو سبزۂ خط مین چرانا ہی
نہ پروا گنج قارون سی ہی اسی مین نعمتیں ہمکو
زر داغون سی میرا سینۂ سوزان خزانا ہی
کرین پردہ دری کیونکر نہ دست شوق دل ای جان
غضب ہی بزم خلوت مین جو تمکو منھ چھپانا ہی
نشۂ مہتاب گردون کو زر و دولت ہوئی حاصل
کہ رکھتا ہی زر خالص ستارون سی خزانا ہی
ہوا در بخشی مین ہے پنجۂ مژگان کف حاتم
در اشکون سی خانہ چشم کا دولت کا خانہ ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نکلتا ہی جو ہر گل زر کیف گلزار عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہی
ندی اے جوش بدمستی بہت ترغیب گستاخی
خجالت یا سی ہوگی کبھی تو ہوش آتا ہے
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
بدن مین دم جو آیا ہے سفر اوسکو جانا ہی
رکھا ہی ہاتھہ شفقت سی کبھ اوسنی میری سینہ پر
اوسی اب آتش رنگ حنا سے دل جلاتا ہے
کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ
ازل سے اپنی قابو مین معانی کا خزانہ ہی

مئی عشرت سی کوئی جام جو بھر لیتا ہے
آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی
قتل آنکھون کی سیاہی سی جو کر لیتا ہی
کار شمشیر سپر سے وہ مگر لیتا ہے
ہای جب قبر مین لاشہ بھی اوتر لیتا ہے
تب وہ بیمار محبت کی خبر لیتا ہے
غیر کا کچھہ نہ چلے گر نہو دشمن اپنا
چوب دستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہی
حشر کرتا ہی بپا پچھلے پہر سے شب وصل
دم چھری نیچے کہان مرغ سحر لیتا ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

خدا رسیم تن پر حلقہ زلف پیچ مار کا کل ہے
کہ رخساروں کو گنج حسن کا سمجھا خزانا ہی
ہوئی جب حالت نزع کہا حسرت سے یون دل نے
کوئی دم مین یہ دم جاتا ہی کب عیسیٰ کا آتا ہی
کہو اے جان پہ کس طرح تیر مجھ سی ملتا ہی
نہ تیرا یان یہ آنا ہی نہ میرا وان یہ جانا ہی
چراغ داغ دلکو اب رگ جان ہو نہ کیون بتی
جو لو مین شمع کی مثل شمع دل جلاتا ہی
نہو کیون مثل قارون غرہ اوسکو الہی
شہ گلشن کو ہرچند جو زر گل سی خزانا ہی

۸ اشک غم چشم مین پروانہ بھی بھر لیتا ہی
شمع کا بزم مین گلگیر جو سر لیتا ہے
حسن کا سودا زر جان سی مہ کر لیتا ہی
نقد دل کا وہین بیعانہ مگر لیتا ہے
پھاہا زخمون سی مرے جبکہ اوتر لیتا ہی
جب رفو زخم کی وہ آکے خبر لیتا ہے
باغبان نخل مرا باغ مین پالا تو نے
ہاتھہ مین کاٹنے کو کیون تو تبر لیتا ہی
شائق دید ہے کیا حسن رخ مہ رو کا
مہر سے آئینہ جو نور سحر لیتا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مول لیتا ہون کبوتر جو پئے نامہ بری
بھیجنے والا پر و بال کتر لیتا ہے
پھر گیا ہے ادھر او لٹا کوئی آتے آتے
سانس اولٹی دل بیتاب ادہر لیتا ہے
غنچہ و گل نظر آتے ہین ہم اے ناسخ
ہاتھ مین شیشہ اگر وہ گل تر لیتا ہے

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے
موج سے مجاکہ بجاے خط پیشانی ہے
لشکر مور چہ ہو خط گرہ گیسو شکن
ہر پری چہرہ کو دعوا ے سلمانی ہے
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین
جو ستارا ہے سو اک دیدہ قربانی ہے
چشم جانان سے میری حال پہ آنسو ہین روان
دیکھنا چشمہ خورشید مین بھی پانی ہے
ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا مونھ پیدا
شکل آئینہ یہان عالم حیرانی ہے
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج
آگ سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے
اسقدر کر گئی پرواز زمانے سے تمیز
کہ ہر اک تاج فروش افسر سلطانی ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ظلم صیاد سے پرواز کی امید نہین
وہ پکڑتے ہی پر و بال کتر لیتا ہے
گرم جوشی اوسی ہر دم ہے رقیبون سے ادھر
سانس ٹھنڈی دل بیتاب ادہر لیتا ہے
عکس رخ سے بنے ہرچند وہین تختہ گل
آئینہ ہاتھ مین جب وہ گل تر لیتا ہے

۱۰ تیرہ بختی مین میرے کون یہان ثانی ہے
اک قلم سیاہی سے لکھا خط پیشانی ہے
بخدا ہی بت بے پیر سے ملت ہمکو
عشق کا فر مین ہمین ترک سلمانی ہے
آہوے چشم کی کیا ناز و ادا بھائی ہے
دیکھکر شیر نیستان جسے قربانی ہے
خرمن جان کو اک دم مین جلا دیتا ہے
آتشین تیغ نگہ کا تری کیا ثانی ہے
کیا ہی نورانی ہے اوس رشک قمر کی صورت
دیکھکر مہ کو آئینہ سان حیرانی ہے
رہتی ہین غم مین پری رو کے جو گریان آنکھین
دانہ اشک سے تسبیح سلیمانی ہے
کیون نہ یوسف سے کرے شوق غلامی اوسکا
سر حسن کے دلدار کو سلطانی ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین
جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہے
گور زنجیرون سے ڈھانپون عوض چادر کے
تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہے
کم شب مہ سی شب تار نہین ہے ناسخ
اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہے

فرقت ساقی مین خم تنور طوفان خیز ہے
کشتئ مے کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے
تیری نوک ای خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہے
توسن عمر روان کو حاجت مہمیز ہے
وحشت دل بے طرح مسال شور انگیز ہے
وحشیو نوروز ہی یا روز رستاخیز ہے
نغمہ و می محفل عشرت مین مے ساقی مجھے
اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے
ہو تجھے جس چیز کی خواہش وہ لاوے ہی سفر
جوکہ مستسقی ہی پانی سی اوسے پرہیز ہے
کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا
کیا ید بیضا کف موسی مین دست آویز ہے
کیا عجب عنبر اگر بنجاے سارا موم شمع
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

قاتلا دیکھ ذرا اپنی نظر سے اوسکو
جسم خنجر کی میری زخم پہ قربانی ہے
اب رگ جان سے نکیون سلسلہ جنبانی ہو
عشق دلبر مین طبیعت میری دیوانی ہے
حسن مہ سے جو شب تار سی تیرہ ہرچند
مہ کی اب صبح نمط صورت نورانی ہے

۱۶ سوزش داغ جگر گو دلمین آتش خیز ہے
اشک کی پانی سے لیکن چشم تر لبریز ہے
شہسوار حسن کا اسپ نگہ بس تیز ہے
دیکھ لو اور گردش جنبش اوسی مہمیز ہے
نالہ سوز جگر ہردم یہ شور انگیز ہے
ہر گھڑی شب کی ہماری روز رستاخیز ہے
نشہ اوسکا کیون خمار غم نہ لائے ساقیا
بادہ اس خم خانۂ دنیا کی درد آمیز ہے
ہی شب فرقت کی بیماری اجازت دی حکیم
شربت عناب لب کا اسمین کیا پرہیز ہے
خسرو مہتاب کی جاگیر مین ہی ملک چرخ
مہر سی خورشید کی پاس اوسکی دست آویز ہے
فیض عسل لعل لب سے طبلۂ مشک ہی حباب
کاکل موجون کا بھی ہر بال عنبر بیز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دست رو سے دم بدم لیتی ہین کا تیغ ہم
اپنا قتل آرزو مین نام اب چنگیز ہے
وصل کی شب کی برابر صبح کا دیکھا شفق
ہمعنان میدان مین گلگون سے مگر شبدیز ہے
بادۂ عشرت سے خالی رہیت بھر ساقی رہا
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے
رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسپر ہوا
وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے
کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
کوہ پر تیشا لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے
کون ہے اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین
سو دوالونکی صدا اک آہ درد آمیز ہے
رونے مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے
چشم تر مین ہر وہ طفل اشک طوفان خیز ہے
جیسے ہی وہ طفل غائب ہو گیا سودا مجھے
یاد اون سنت کی طوقون کی جنون انگیز ہے
غیر تجھپر چھوڑتے ہین سر عبث فرہاد سان
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے

روشن ہے عکس رخ سے یہ جام شراب ہے
کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

وقت غصہ ماہرو ہوتا ہے مریخ فلک
خور کی آگے جون سہا دان رتبۂ چنگیز ہے
ایک سر پٹ مین کرے طے کیون نہ جولانگاہ عرش
برق سے بھی تیز رو یہ آہ کا شبدیز ہے
دھیان شور انگیز دل مین اوس لب شیرین کا ہے
آب حسرت سے لب جان کا دہن لبریز ہے
بحر گلشن مین کہین بلبل نہ جائے ڈوب تو
یہ نسیم موج رنگ گل تو طوفان خیز ہے
لعل معنی کو نکالے کوہ دل سے کھود کر
نوک خامہ تیشۂ فرہاد سے بھی تیز ہے
جوش گرمی سے نکیون آنکھون مین آئے لخت دل
آب اشکون کا میری دیکھو کہ خون آمیز ہے
سرو قد کی روسے گلگون پر نہ سمجھو سبزہ خط
خوشنما صحن چمن مین سبزۂ نوخیز ہے
وحشت دل بعد مردن بھی رہی صحرا نورد
جون بگولا خاک قبر اپنی غبار انگیز ہے
کیون نہو ہرچند رتبہ شیرین سخنی کا بلند
شوق سے ہر شخص شیدا سخن کی جون پرویز ہے

۱۵ اے ساقی عجب مہ مین نہ جام شراب ہے
روز حشر کا جلوہ نما آفتاب ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تاثیر گلرخون کی تصور کی دیکھنا
لخت جگر جو گل ہے تو آتش گلاب ہے
بے یار بنتی ہے جو ہوا چاک چاک دل
ساقی یہی شراب کہ خنجر کی آب ہے
حیرت سی ہے طلسم جہان دیکھکر مجھے
یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہے
کاٹی جو کر رہے ہین غریبون سی کاوشین
اس ظلم سے ہر ایک بیابان خراب ہی
گننے لگے کہین زخم ملے بوسہ کسقدر
قاتل سے جیسے حشر کے دن یہ حساب ہی
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنا ہی دشت
زنجیر موج آبلۂ پا حباب ہے
آخر وہان ہی حسن یہان زندگی تمام
پیری مین اپنے یار کا عہد شباب ہی
ہم میکشون کو غم نہین مرنے کا محتسب
فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہے
زلفون کو قطع کرکہ یہ ہین دشمن جہان
سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہے
یوسف کیطرح کھینچ ہی لاؤن گا دیکھنا
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

ہنگام گریہ ہی جو رخ رشک گل کا دھیان
اشکون ہی چشم تر مری جو فیض گلاب ہی
شبنم کی قطرے کب ہین رخ گل پہ بلبلو
گلرو کی اشک حسن سی یہ غرق آب ہے
کیا عشق گلبدن مین لگی اوسکی آنکھ ہے
ابتک نہ جیسے دیدۂ نرگس مین خواب ہے
مجنون نکل کے شہر سے جنگل مین جا بسا
کیا اس دیار عشق کا خانہ خراب ہے
جبدم کہ سیمبر کے لیے بوسہ پے بہ پے
بولا کہ یہ معاملہ کیا بے حساب ہی
تشنہ لبی کی اوٹھی ہی قسمت ملا نہ آب
دریا مین دیکھو داد گون جام حباب ہے
ہی سوز غم سے اوسکی گل آفتاب زرد
گلرو کے حسن پر وہ بہار شباب ہی
ستا نہ کیون نہ جھومتا پیر فلک چلی
رنگ شفق سے ساقیا پیتا شراب ہے
ہمراہ جنازہ کے چلو پڑھ قصیدہ پرنماز
کرنے کی بعد قتل یہ فرض و ثواب ہے
اوس سیمبر سے آنکھ لگا کر کے رت جگا
چشمون فسونیکا کبھی دیکھا نہ خواب ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اوس مست ذوق کی سوے دریا نگاہ گرم
پانی ہوا شراب تو ناہی کباب ہے
آباد دل مین ہی غم و اندوہ کا جہان
سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب مین
کسکو ہمارے یار کی نظارہ کی ہے تاب
خورشید جسکو کہتے ہین اوسکی نقاب ہی
ہی عشق اوسکی روی کتابی سے بس مجھے
ناسخ جو شوق صاحب ام الکتاب ہی

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے
طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے
بشتر سبزے کو ہوتی ہی نمو بالاے چاہ
ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے
ہین روانہ کوی قاتل کو عدم سی قافلے
بسملون کی ہچکیون مین زنگ کی آواز ہے
آسمان پر دل فرشتون کی ہلے جاتی ہین آج
یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہے
کچھہ رقیبون کی عداوت سی نہین وحشت مجھی
نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے
دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر
گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

گلچین جو توڑتا ہے گلون کو بہار مین
بلبل کا شور بجا ہی سینہ کباب ہی
ہی درمیان حلقۂ کاکل عذار یار
یا سنبلہ مین جلوہ نما آفتاب ہے
گویا چھپا ہی شام کو رنگ شفق مین مہر
رخ پر جو رشک ماہ کے رنگین نقاب ہے
ہرچند رخ پہ مہ رو کے مقنعہ ہی گوشہ دار
جدول کشیدہ حسن کی ام الکتاب ہی

۱۱
یارب بندوق کی آواز صورت ساز ہے
مرغ دل مجروح ہوا کب طاقت پرواز ہے
پڑھ سکیگا کیا کتاب عشق ای درد جگر
جای بسم اللہ کی الف آہ سے آغاز ہے
کیا کمان ابرو کی چشم سرگین کا ہی خیال
بے سبب کب یہ لب سوفار بے آواز ہی
خط کبوتر لیگیا لایا نہین ابتک جواب
خوف ہی شاہین جسم یار صید انداز ہے
شل تو وہ کیون نہو جای شبک تخت دل
اوس کمان ابرو کا ترک چشم تیر انداز ہے
کسطرح نسبت دہان گلبدن سے دون اوسی
دیکھ لے بلبل کہ ہو نہ غنچہ کا بے آواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فصل گل ہے چار دن ایام تو یہ ہین مدام
عمر بھر ای میکشو باب اجابت باز ہے
جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون سے سنا
ہی دہان تنگ اوسکا اور اپنا راز ہے
ابر ہے اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار
رعد بھی اوسکی جلو مین یک برق انداز ہی
کرگیا ہی کون صیاد آج گلگشت چمن
دیدۂ بلبل مین ہر گل چنگل شہباز ہے
چونک اوٹھی خواب لحد سے سنکے میری یہ غزل
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

شعر لکھنے مین جو یاد اوسکا خرام ناز ہے
کلک مین جا بجی صریر اب صور کی آواز ہے
نور افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہے
چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہے
بات جو میری مسیحا کی ہے اک اعجاز ہے
جان آجائے تن بے جان مین وہ آواز ہے
جوشش سودا مین بھی پوشیدہ انبار راز ہے
مثل زلف یار یان زنجیر بے آواز ہے
اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہی خلق
سرو چلتا ہی یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

کسطرح درد جگر سے رقص بیتابی نہو
داغ غم سے مرغ دل طاؤس آتش باز ہے
قاصدا کیا یار کو لکھون غم ہجران مین
قابل تحریر کبھی کے نہ دل کا راز ہے
مرغ آتش خوار جلجائے جو ہووی نامہ بر
آتشین حرفون کا ہر نقطہ شرر انداز ہے
چشم صید افگن ہی اوسکی مرغ دل پھنس جائیگا
پنجۂ مژگان برنگ پنجۂ شہباز ہے
معنی و مضمون مردہ سے کہ زندہ کردیے
خامہ مین ہرچند میرے عیسوی اعجاز ہی

۱۸. رقص مین اوسکو ادا سی بس خرام ناز ہی
دلفریبی کی لیے جادو بھری آواز ہے
اوس قد و حسن کا طرفہ خرام ناز ہے
پاؤن پر طاؤس بستان جسکے پا انداز ہی
دیکھ لے مطرب یہ درد ہجر کا اعجاز ہی
پردۂ دل مین فغان سی ساز بے آواز ہے
دل چھپا کاکل مین کب اوس سے چھپا یہ راز ہی
کہہ نہین سکتی زبان شانہ بے آواز ہے
آتشین لب کو سیاہ کردیتی ہی مثل دخان
کیا مسی کی خاک مین دیکھو بھرا اعجاز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چھوٹ کر اوڑ جائے اب کیونکر نہ دست یار سے
طائر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے
کر دیا تھا جسطرح موسی نے پانی کو لہو
خون ہوئی ہے مے یہ ہجر یار کا اعجاز ہے
زاہدا کیا ڈھونڈتا پھرتا ہے کعبہ کی کلید
آہ ریختا نہ مثل باب توبہ باز ہے
جب لگا دی آگ غم نے رقص خوشحالی کیا
یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتش باز ہے
سوچ ہے جیسے کبوتر لے گیا ہے خط شوق
کوے جانان مین رقیب اپنا کبوتر باز ہے
مثل صحرا انتظار سیل غم مین رات دن
چار جانب سے گھر ویرانۂ دل باز ہے
مستی سے مطرب بجانے لگتی ہین جہانیان
نعرۂ صوفی بھی گویا چنگ کی آواز ہے
شرمگین آنکھیں ہزارون ملگئی ہین خاک مین
جو زبان ہے خار کی صحرا مین بے آواز ہے
لکھتے مین اوڑتے ہین اطراف جہان مین اپنے شعر
طائر معنی کو کاغذ شہپر پرواز ہے
اوڑ چلا تھا سامنے سے تیرے کیا رنگ چمن
گل کبھی ہر برگ گل اک شہپر پرواز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سروجنی

دل پھنسا ہے بیچ مین زلف بتان حسن کی
کب سر مو ہو رہائی چنگل شہباز ہے
ہو گل خوردن مین خندان شام کو پژمردہ ہو
قدرت اوس باغبان کا طرفہ یہ اعجاز ہے
اک قدم سر کے نہ ہرگز سر کٹے تو کیا ہوا
تیغ ابرو کو جھکائے سر کہ جو سرباز ہے
دیکھکر آئینہ زانو جو حیران دل ہوا
سوے زانو سرنگون ہے عاشق جانباز ہے
انتظاری ایک مدت سے نہ آیا کاخ حسن
دیکھیں کب آئے در دیدہ ہمارا باز ہے
نقد دلکو ہار کر اب سر کی بازی دی لگا
بازی کیا جیتین گے وہ عیار جو سرباز ہے
آتشین رو ہو جو بزم رقص مین نغمہ سرا
اہل محفل کے جلین دل شعلہ آواز ہے
کس سے آلودہ گلرو کے دہن کا وصف ہو
جو زبان سوسن کی مونھ مین ہے سو بے آواز ہے
حاجت قاصد نہین وہ یار پر ہو نجائے خط
سیر مرغ آہ دلکو بے پرون پرواز ہے
طائر رنگ حنا کی دیکھیے انداز کو +
جھپکے شوخی سے ہوائی بال پر پرواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جلوۂ معشوق کے باعث ہین عاشق آپ ہے
آتش گل بلبلون کا شعلۂ آواز ہے
دیکھ آنکھون سے اوٹھا کر پردۂ نظر
گر صدائے نغمہ ہے معشوق عاشق ساز ہے
اوٹھ گئی جیسے دوئی ناسخ کو کہتا ہون یہی
آپ ہی شاہد ہے آپ ہی رند شاہد باز ہے

گو مرا تابوت یارونکو وبالِ دوش ہے
گور تو میرے لیے کھولے ہوئے آغوش ہے
کیا چمکتا ہے ترا نور بدن سے پیرہن
ایک عالم کی گمان مین تو تمامی پوش ہے
خوب بزم دہر مین آتش زبانی کر چکے
آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کیا ہے غنچۂ پا کے حضور
حسن مین خورشید سے افزون تری پاپوش ہے
ہون مین وہ بیکس ہوا کوئی نہ مجھپر نوحہ گر
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے
کھیل کہتا ہے فغان عاشق جانباز کو
محو ایسا کھیل مین وہ طفل بازی گوش ہے
مرگ کی سامان مہیا ہین قضا کی دیر ہین
باڑھ وان تلوار پر ہے یان لہو کا جوش ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

ہو گیا دم ساز ہر اک استخوان سے درد دل
جو برنگ نے کے دیتا دم بدم آواز ہے
غنچۂ دل اپنا کب یان پر کھلے گا مثل گل
اس چمن کی بلبلو ہمکو ہوا نا ساز ہے
خوف دلمین رکھ نہ ہرچند اپنے اعمالونکا کچھ
مغفرت جرمون کی ہوگی باب توبہ باز ہے

11 بزم خلوت مین یہ اپنا یار جو ہمدوش ہے
حلقۂ ماتم کیصورت حلقۂ آغوش ہے
تاب ہے کسکی جو دیکھے شمعرو کے حسن کو
شمع روشن بزم مین فانوس سے روپوش ہے
کیا کہے حال پریشان میرا زلف یار سے
وائے قسمت یان زبانِ شانہ بھی خاموش ہے
دسترس ہمکو نہین ہے پائے نازک تک تری
حیف ہے پائون کو ہر دم چومتی پاپوش ہے
شمعرو کی آج کیا گلشن مین ہے جلوہ گری
جو نظر آیا چراغ گل مجھے خاموش ہے
آپ ہی ہمسے لڑائی آنکھ باہم ہو دو چار
پھر لڑائی کو وہ کیون طیار بدعت کوش ہے
ہو گیا ہے دلمین کس دست نگارین کا خیال
خون تن مین میری جو رنگ حنا کا جوش ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چاند پر یہ خاک ہی یا اوسکی تن پر ہی بھبوت
بدلی مین سورج ہی یا محبوب بکمل پوش ہے

عید ہی اک شب چلو ملکر پئین ہم تم شراب
آج وہ دن ہی کہ میخانہ نمین نوشانوش ہے

ہون وہ میکش رات دن پیتا ہون لبریز شراب
طائر جان تک بلا مے کیطرح بیہوش ہے

شل ناسخ چاہیے بیہوش ہو پیکر شراب
اس خرابات کہن مین جو کوئی ذی ہوش ہے

جب تلک گردش ہے اوسکو اک جہان گردش مین ہے
شل فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے

جو کہ ہین صاحب سخن اک دم نہین اونکو قرار
ہی زبان بالغرض گر بہر بیان گردش مین ہے

ہون مین بیدردی مین محرم اور سبھی مین کامیاب
آسمان کیطرح جام میکشان گردش مین ہے

تو وہ ماہ مصر خوبی ہی کہ تیرے شوق مین
مدتون سے اخترون کا کاروان گردش مین ہے

بیقرار ایسا ہوا اوس دور خط کو دیکھکر
ہالۂ شعلۂ جوالہ سان گردش مین ہے

کیا ہی مضمون خوب ہے دور خط مشکین یار
رات دن یان خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

آئیگا کیا گلبدن پھر تماشا باغ مین
طفل غنچہ رقص کی خاطر جو جامہ پوش ہے

نرگس بستان نکیون مخمور ہووے ساقیا
شب پھر اوسکو بادۂ شبنم سے نوشانوش ہے

جام مے بھر کر مجھے کیونکر دے اے مخمور حسن
یک نگاہ مست سے ساقی کو تن کا ہوش ہے

چشم میگون اپنے ساقی کی عجب پر کیف ہے
تاکتی ہے جسکو ہرچند ہوش بھی بیہوش ہے

حیف ساری سر زمین اور سب جہان گردش مین ہے
کیا فقط جون آسیا یہ آسمان گردش مین ہے

خامہ و کاغذ پھرین گردش مین کب ارقام ہے
سوختہ مین گردش ہے زبان کو اور بیان گردش مین ہے

بعد مرنے کے بھی کب ملتی ہے یان آسودگی
پا کی ٹھوکر سے سر گردن کشان گردش مین ہے

تو وہ لیلی ہے کہ تیری جستجو مین شل قیس
بھٹک کر جنگل مین دلکا کاروان گردش مین ہے

چشم کی چتون کی گردش جب سے آئی ہے نظر
ہوش دل اپنا نگاہ یار سان گردش مین ہے

کیون نہ یہ شانہ محبت کا کل سے سرگردان رہے
باد سے مو گیسوے عنبر فشان گردش مین ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہی طلب مین دشت دشت آوارہ مثل گردباد
بعد مردن بھی غبار عاشقان گردش مین ہے

سعی سے فارغ نہین ہرچند ہون اہل حرص
ہی دہن پر نعمت سی زبان گردش مین ہے

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے عکس کی تاثیر سے
آئینہ آنکھون پہر گرداب سان گردش مین ہے

یہ نشان ہی ناسخ سرگشتہ کی ویرانی کا
آسیا کیطرح سنگ آستان گردش مین ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کیون نہ مرنے پر ہوا سی خاک گردش مین ہے
زیست مین ہی رنگ روی عاشقان گردش مین ہے

خوان دنیا سی کہان نعمت ملی ہے سعی سیر
وقت خوردن ہوئی لقمہ کی اندر یون زبان گردش مین ہے

ایک دم اس بحر مین آسودہ کب موج و حباب
کشتی بھی رہتی ہے یان گرداب سان گردش مین ہے

گرچہ ہرچند قعر گردون کو نہ گردش رات دن
لیک سہ روکا نہ سنگ آستان گردش مین ہے

۱۱۹

جو غزل ہے اوسمین مضمون دل مایوس ہے
جو ورق ہی میری دیوان کا کف افسوس ہے

روشنی دو لو کچون کی شمع سان محبوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہے وہ فانوس ہے

گل جو ہی وہ تیری داغ عشق سی مایوس ہے
شاخ گلبن مین جو ہے گویا پر طاؤس ہے

دستک مطرب تری غم مین کف افسوس ہے
داغ حسرت سی لبطمے صورت طاؤس ہے

مجکو اپنی گوشۂ دلمین ہی اوس گلشن کی سیر
آسمان نیلگون بھی جسمین اک طاؤس ہے

اسقدر مینے ملی دست حنائی کرکے یاد
خون سی فرقت مین ہر ناخن ہر کف افسوس ہے

۴۰ یہ سمجھی ہاتون تک تری کب ہات دل مایوس ہے
پایمال غم کا ہو ملنا کف افسوس ہے

شمع رو کی ہمسری کے جرم پر محبوس ہے
شمع روشن کیلیے زندان ہوا فانوس ہے

بعد مردن دل ہمارا رقص سی مایوس ہے
لوح پر مرقد کی جا جاروب دم طاؤس ہے

جام مے بی یار ہمکو اک کف افسوس ہے
دامن دل داغ غم سی جامۂ طاؤس ہے

دلمین رکھتا ہے تصور رقص کبک ناز کا
عالم اخفا گری مین چرخ جو طاؤس ہے

دیکھہ پائے کیا کہین دست حنائی یار کے
پنجۂ مرجان ہوا جو اک کف افسوس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ای صبا لیجا دہان نالہ مری زنجیر کا
دل مرا امنت کی طوقون مین جہان محبوس ہے
قبر پر تعویذ اوسکے نقش پا کا چاہیے
بعد مرنے کی بھی ہمکو حسرت پابوس ہے
بس مری دلمین جگہ تیری ہی خالی ای صنم
سینہ ہی آتشکدہ نالہ مرا ناقوس ہے
کیا کرون شکوہ کہ روزن دیکھکر دیوار کا
جانتا ہون مین لگائی کان یہ جاسوس ہے
جام مے ہوتا نہین لبریز غیر از جام عمر
آسمان میری نظر مین شیشۂ معکوس ہے
فرش سے تا عرش روشن ہی مرا احوال تباہ
شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہے
اوسکی بازی گاہ کا ہو یہ تن خاکی غبار
یا الٰہی مرغ جان حسن طفل کا مانوس ہے
خاک ہو جاتے ہین تو خاک مین ملنے کی ساتھ
چار دن کوئی گدا ہی کوئی کیکاؤس ہے
عشق نے جیسے کیا ہی کفر دین مین اتحاد
اپنی مسجد مین مؤذن کی جگہہ ناقوس ہے
چھوڑ دی میر اگریبان تا نہ رسوا ہو کوئی
دست وحشت یہ کیسا پردۂ ناموس ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہون وہ دیوانہ قیامت بھی مری قدبوس ہے
شور محشر پانو کی زنجیر مین محبوس ہے
سربلندی وہ ہوئی ہے درد غم سی آہ کو
پیر گردون سر بسر جسکا ہوا پابوس ہے
میکدہ مین ہیرو ساقی قلقل مینا کا شور
جسکو سنکر محو حسرت نالۂ ناقوس ہے
اوس پری پیروی کرین ہم کسطرح رستے مین بات
خوف ہی دلمین کہ سایہ ساتھ جون جاسوس ہے
کسطرح پھر اوسمین روشن ہی چراغ ماہتاب
ہی تعجب یہ کہ قندیل فلک معکوس ہے
صدمۂ صرصر کہان ہووی چراغ آہ کو
پردہ دل بنگیا اوسکی لیے فانوس ہے
صورت طاؤس دل جو نقش داغون سے ہوا
کیا عجب گر زلف چھوٹی کے لیے مانوس ہے
چرخ بالا کی ستم سے کوئی بچ سکتا نہین
دیکھہ لے زیر زمین پائون کیکاؤس ہے
صورت سن تبخانہ مین آئی وہ طفل برہمن
نالۂ برغم ہمارا صورت ناقوس ہے
خوف کب جوش جنون مین رکھنی مین رسوائی کا
دامن صحرا سے ہمکو پردۂ ناموس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کا وعدہ کرین گے صبح محشر تو وفا
ہر شب فرقت مین بندہ زیست سی مایوس ہے
وصل کو لکھتا ہی ناسخ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

عالم فرقت ہوا جبدن سی مہ رو کا نصیب
شب بسر کرتا یہ رو رو کر دل مایوس ہے
ہی تپ ہجران یہ ہرچند ہو دوا اسکی کہ شفا
یہ مرض میرا کہان محتاج جالینوس ہے

۲۶

توسن عمر روان ایسا ہی گر چالاک ہی
گرد سان برباد اک دن میری مشت خاک ہی
شغل رونیکا نہ چھوٹا مجھ سی بعد از مرگ بھی
ابر سان دوش ہوا پر قطرہ افشان خاک ہی
آئینے کو دوست رکھتی ہین جہان کی خوش سرشت
دل ہوا جب صاف بس عالم سی جھگڑا پاک ہی
یاد ساقی مین ہوئی ہین دانۂ زنجیر شک
سائبان مژگان تر کا داربست تاک ہے
یون نکالے حسرت دل صیدگاہ عشق مین
چنگل شاہین کو مین سمجھا یہی فتراک ہی
آگ سی جبتک نہ سیکین ہو کہان کیونکر درست
حسن ابرو کی لیے وہ روی آتش ناک ہی
دست صانع ہی مری حق مین ہوا دست جنون
تن برنگ غنچہ مثل از ہر بن صد چاک ہی
شست و شو کو آب شبنم چاہیے تا آفتاب
کون ہی موجود جو آلودگی سے پاک ہے

بعد مردن بھی طبیعت اسقدر چالاک ہی
سوی گردون قبر کی اوڑتی ہوا سی خاک ہی
زیست تک آسودگی روی زمین پر کب ملی
بعد مردن قبر مین آرام زیر خاک ہی
عیب جوئی دور دریا دل سی ہوسکتا نہین
جونک پانی مین رہی پر خاصیت ناپاک ہی
جھومتی رفتار کیونکر ہو نہ اوس میخوار کی
ساقیا صحن چمن مین دیکھہ کجرو تاک ہی
چشم کی باہر کھنچا کب سرمہ کا دنبالہ دیکھہ
بہر صید مرغ دل صیاد کا فتراک ہے
آتشین خو کو سزا ملتی ہے بزم دہر مین
ناک کٹتی ہے فتیلہ کی جو آتش ناک ہی
پردۂ عصمت نکیونکر حسن سے ہو تار تار
دامن یوسف زلیخا سے ہوا یان چاک ہی
آبرو ہو سبز بختون کو نہ دریا دل سی کیون
آب سی جامہ گل نیلوفری کا پاک ہے

غزلیات تصنیف تاریخ لکھنوی

جسقدر نشا زیادہ اوتنی ہی سرگشتگی
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہی
ساکن دل تو ہوا آنکھون کو ترساتا ہی کیون
جسقدر دل صاف ہی ویسی نگہ بھی پاک ہی
جلد پاتے ہین ہائی قیدیے زندان عشق
یار ہین میری بڑی خونی ہی جو سفاک ہی
داغ دل کے اب وہ شعلے ہین کہ جسکی سامنے
پنجۂ خورشید اک مشت خس و خاشاک ہی
حسن یار آلودگی سے پاک ہی تو کیا خطر
ہے گوا اشک روان اپنی نگہ بھی پاک ہی
وسعت مشرب ہی تو زندو گنہ سے کیا ضرر
دامن دریا ہزار آلودگی سی پاک ہے
اسفل و اعلیٰ جو ہین ملجائینگی سب خاک مین
آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہے
پست تر کرنیکو گردون سبکو کرتا ہے بلند
اشک کا آنکھون مین آنا دل سی بہر خاک ہی
حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالا دست عشق
ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہے
دیتی ہین تشبیہ ان دونون مین سے بیہوش ہین
می ہے تو ناپاک چشم مست جانان پاک ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

پست اوج چرخ کو صحرا نوردی نی کیا
پانو کا چھالا ہمارا ہمسر افلاک ہے
گوہر اشکون سی میری خاک پائی آب و تاب
دُر دریا کی نہ ویسی آبروئے پاک ہے
ہو کمان ابرو کی کیا تیر نظر کو آبرو
کیا ہی خون ریزی مین تیر آہ دل سفاک ہی
خاک گل کو آبداری چہرۂ گلرو سے ہو
سرو کو قامت سی اوسکی رتبۂ خاشاک ہے
خوبرویان ازل کو کب کدورت ہو نصیب
شوب کی حاجت نہین ہے جامۂ گل پاک ہی
میرا مہ رو رکھتا ہی سر مین صفائی کا خیال
پانو کب رکھی کہ فرش چاندنی ناپاک ہی
مطبخ دنیا سی موذی نعمتین کیا کھا سکے
گنج پر گو مار ہے کھاتا و لیکن خاک ہے
خاکساری چاہیے مرنے سے پہلی زیست مین
کیون غرور زندگی ہی مر کے ہونا خاک ہی
کاوش دست جنون سی ہی گریبان تار تار
اور دامان قبا کی ہر کلی مین چاک ہے
حسن صافی کو ہین اوسکی کس سے نسبت دو بھلا
چینی و بلور مرمر عاج سی بھی پاک ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریہ کی نگاہ
آب جسپر سے گذر جاتا ہی وہ شی پاک ہے

آج یہ مجھپر کھلے ہین معنی و السابحات
ہر ستارہ میری بحر اشک مین تیراک ہی

سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یون عریان ہوا
جو حسین ہے جسم پر اوسکی عبث پوشاک ہی

جلتے ہین سودائی میری گرمی بازار سے
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہی

روح ہی جسم مین مشتاق اخبار اجل
اسلیے یہ آمد و رفت نفس کی ڈاک ہی

قتل کرنیکو تو آخر گھر سے باہر آئیگا
ہے دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہے

ڈر کی باری صبح کا دیو سفید آتا نہین
کسقدر صورت شب فرقت کی دہشتناک ہی

یہ نہوتا تو زمین شعر بھی ہوتی نہ خلق
اسلیے ناسخ جو مداح شہ لولاک ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سوختی

حق نے کیا بخشی صفائی آبروئے آب کو
ہر پلید پارچہ پانی سے ہوتا پاک ہے

چشم کی چشمون مین دیکھو تیرے ہین طفل اشک
مردم آبی کمان اونکی طرح تیراک ہی

موذیون کو کب لباس طاہر سے خلعت ملی
کینچلی کی صرف جسم مار پر پوشاک ہے

سر بسر ہون پیکر شعلہ مین سوز عشق سے
سبزۂ افلاک برق آہ کا خاشاک ہی

کون جو حسن بہر غسل آئے دیکھئے
بحر نے موجون سے کوسون تک بٹھائی ڈاک ہی

قتل کرنے مین نہین جون تیغ قاتل کو دریغ
تیغ قاتل اوسکی ہی وہ آپ بھی سفاک ہی

اسقدر نازک ہی وہ مہ رو جیسے زیر قدم
چادر مہتاب یکسر فرش آتشناک ہی

اہل امت ہین مطیع ہرچند اوسکی دین کے
جسکا قرآن مین لقب لکھا شہ لولاک ہی

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی

گر نہو شمع تو معدوم ہین سب پروانے
تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

۸

کاش مر جاتے جو جینے سے رہائی ہوتی
شکل عیسیٰ کی بنا موت تو آئی ہوتی

فاتحہ کو جو میری قبر پہ آتا وہ مسیح
مین تو کیا زندہ ابھی ساری خدائی ہوتی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

غیرت کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
کبھی تلوار تو مجھ پر بھی لگائی ہوتی
اسکی ہر دم کی نصیحت سے میں تنگ آیا ہوں
کاش ناصح سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی
ہوں میں وہ دوست کہ سب اپنے ہی دشمن ٹھہرا
غم عالم کی اگر اسمیں سمائی ہوتی
خط کے آغاز میں تو مجھ سے ہوا صاف تو کیا
لطف تب تھا کہ صفائی میں صفائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی
دھوئے کیوں اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

یہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی
آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھی
جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا
صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھے بال ہما برگ گیاہ دیوار
چھانو جسدن مری سر پر تری دیوار کی تھی

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھی

ہمتو بوسہ کو ترستے ہیں مزہ وہ لوٹے
تو نے مسّی تو بھلا مونھ میں لگائی ہوتی
یوں تو رکھتے ہو خفا ہو کے لڑائی ہر دم
عین الفت سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی
نعرۂ آہ اگر دھوم اوٹھاتا اک دم
شور مچتا کہ سما میں نہ سمائی ہوتی
سایہ گر نور رخ غیرت خور کا پڑتا +
داغ آئینۂ مہ کی بھی صفائی ہوتی
آتش غم جو بھڑکتی ہے بجھانے کیلیے
چشم تر اشک کی اک بوند گرائی ہوتی
حسن تو صاف ہی آئینہ رو ہرچند سے پر
دلمیں جو کچھ تھی کدورت وہ مٹائی ہوتی

11 یاد قمری کو بدل قامت دلدار کی تھی
سرو بستاں کی شباہت اوسی جلدار کی تھی
اپنے یوسف کا خریدار بنایا دل سے
خواہش سیر کہاں مصر کے بازار کی تھی
شوق تھا جب بت میخوار کے نظارہ کا
ہر طرف تاک لگی دیدۂ بیدار کی تھی
قصر دل برج فلک کی طرح پر نور ہوا
مہ لقا یاد جو سایہ تری دیوار کی تھی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آشنا تھا نہ کبھی پای نگہ کانٹون سے
رات دن دید مجھے گلشن بنجیار کی تھی
جن دنون گلشن رخسار ترا تھا بنجیار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسی گلزار کی تھی
تھا تری نرگس میگون سی زمانہ بدمست
سدہ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی
چہرہ آتشکدہ ابرو تھے سو محراب حرم
گردن آگی ترے خم کافر و دین دار کی تھی
صلح نامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے
تری جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کی تھی
ہوگیا سبزۂ خط اوسکو دوا کی بو سے
اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو
لاکھہ زنجیر تری گیسوی خمدار کی تھی

تیغ کے بیچ مین شعر و صف ابروئے خمدار کی
حرف بھی لکھے ہی جوہر نیگی تلوار کی
کیون جلا سکتے ہمین شعلے تری زنہار کے
سوہین کیا بال سمندر گیسوی خمدار کے
نکلی برقعہ سے شرارے آتشین خسار کے
جالی مین روزن تھی کیا منقار سو سیقار کی

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

ہوگی سرگردان پھری ڈھونڈتی صحرا مین تھی وہ
آبلہ پای کو وحشت جو سر خار کی تھی +
مبتلا کب دیکھے نہ تھی عارض گلگون کی بہار
بلبل دلکو محبت گل گلزار کی تھی +
آتشین اشک سی مے نوش ہوئے مردم چشم
آبرو پانی ہوئی وان خم خمار کی تھی
خوبی شکل مین کیا اوس بت کافر کی کہون
غارت صبر دل عابد دین دار کی تھی
آشنا یار تھے اب اور کیے بیگانے
جب رفیقون مین تھی ہم قدر نہ اغیار کی تھی
جب اوس عیساقی ہاتھہ مین انکے مری نبض
جو ان زبان گویا وہ حال دل بیمار کی تھی
نیش عقرب کا تھا صدمہ میری دلپر ہر چند
جان ستان کیا ہی ادا ابروی خمدار کی تھی

۱۸ میان مین کر تیغ چھے یہ ابروے خمدار کی
چین سی جوہر ہین آئین قاتلا تلوار کی
قرب سیمین ہین سراسر جو آتشین رخسار کی
کسطرح پھر سیدھی ہون جو گیسوئی خمدار کی
کہا جنکی وہ دلنے خال آتشین رخسار کی
پر جلین ہین دان بجا گی مرغ سو سیقار کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دو قدم جبدم چلا خون ہوگئی دو چار کی
کیا تری رفتار سیکھی ہے چلن تلوار کی
کیا خزان پاس آسکی تیرے گل رخسار کے
پھول کملاتے نہین ہرگز گلے کے ہار کے
دنیٔ روضی کی جو جالی ہمنے دیکھی بعد مرگ
یاد اوسدم آگئی روزن تری دیوار کی
اسقدر ہون ناتوان ہرگز پہونچ سکتا نہین
ڈھونڈتا ہون مین جو نیچے سایۂ دیوار کے
شام سی اوس ماہ تابان کا ہی ہمکو انتظار
کیون نہون آنسو ستارے دیدۂ بیدار کے
مے پرستی مین جو آیا بت پرستی کا خیال
نشئہ کی ڈوری ہوئی رشتی ہوئے زنار کے
مار ڈالا جان سی جس سے لڑائی تونی آنکھ
ساقیا ڈوری تری آنکھون مین ہین تلوار کے
آبدار اشعار سی تیغ زبان ہے آبدار
گوہر مضمون ولا جوہر ہین اس تلوار کے
ہی تو بدمستی ولیکن حرمسی ہے میکشو
شل سایہ گرد ہین ہم خانۂ خمار کے
بتکدہ سی کسطرح مسجد کو جائین زاہدا
پیچ او لجھے ہین ہمارے پانو مین زنار کے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

یہ تو اک دم مین کرین خون قاتلا دو چار کے
کب ہی یہ ابرو کے جنبش وار مین تلوار کی
چھاتیون پر رہتی ہم کیونکر نہ گل رخسار کے
کاش گلرو کی جو ہوتے گل گلے کی ہار کے
اے پری ہو سر کے اوپر میری سایہ دار کا
بیٹھین جب ہم نیچے تیرے سایۂ دیوار کے
عشق مین تیری ہوئی ہے آرزوائی سنگدل
ہون لحد مین زیر سر پتھر تری دیوار کے
رات بھر روتی رہین آتے نہ دین ہم خواب کے
پاسبان طفل اشک ہین دیدۂ بیدار کے
حسن طفل برہمن کی چشم مین مشتاق دید
کیا عجب تار نظر رشتے نہین ہین تار کے
جان تن مین ہی نہین باقی مری سیدرزق
چشم وا رکھتی ہین کیون جوہر تری تلوار کے
آبداری کیا بیان ہو پانی ہو منھ مین آئے بھر
مانگتی پانی نہین کشتی تری تلوار کے
میکشو اب چھوڑ کر میخانہ مسجد کو چلیو
توبہ سی تارک ہوئے ہین خانۂ خمار کے
کیا عجب اوس عارض تابان کی گرتا اثر سے
شعلۂ جوالہ ہو وین پیچ بھی دستار کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ننگے سر رہنی دے تا صبح ہین غضب داغ ستون
شعلے بن جائینگے ساری پیچ ابھی دستار کی
پھول چھڑیون مین لگتے ہین جیسی گل فروش
داغ آتے ہین نظر یون میری جسم زار کے
کیا ہی مرجھائی ہین اوس خورشید رو کی سامنے
داغ ہاے ہجر گویا پھول ہین گلزار کے
ہون وہ باغیرت کہ قاتل آب پیکان گر پیون
تر کرون اپنی لہو سے ہونٹھ مین سوفار کی
دشت غربت سی اگر گلزار کو جانا ہوا
ناسخ اوس گل سے مجھی کرنے ہین شکوے خار کے

غزلیات تصنیف ہرخید سر دھنی

اب مرے جوش جنون کی سربلندی دیکھیے
پانون مین زنجیر آسا پیچ ہین دستار کے
لاغر ایسا ہون نہ دیکھی جسم کو مرغ نظر
استخوان عنقا صفت معدوم جسم زار کے
بلبل دل سونگھکر خوشبو نہ کیونکر مست ہو
یہ گل زخم جگر گویا ہین گل گلزار کے
دل کشیدہ تیر سا رکھتا ہے ابرو کمان
ہمزبان ہون مجھسے کیونکر پھر تو لب سوفار کے
باغ مین اپنا نہین ہرخید گر وہ شکل گل
چیرتے زخم جگر کو ہین یہ نشتر خار کے

۱۶ ۱۲۲
دیکھا شعلہ ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
پانو پر سر آرہا ہے ناتوانی سے جنون
پڑگئے حلقے میری آنکھون مین زنجیر کی
خوف تیری تیغ ابرو کا ہی خونریزونکو بھی
حلقۂ جوشن ہوئے جوہر ہراک شمشیر کے
چشم کم سے خاکساری کی نہ مضمونونکو دیکھ
یہ نہین اشعار میری نسخے ہین اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوانون ہٹ گئے ہو کیا مرید اس پیر کے

عرش پر پہونچے ہین جاکر نالۂ شبگیر کے
سینہ زخمی ہین ستارون کی ہوئی اس تیر کی
جوش سودا سی چلے سوئے بیابان جبکہ ہم
سربسر نقش قدم حلقے بنے زنجیر کے
کاٹ ہی ایسا لگی سر مین تو پہونچی پانون تک
کیا صفائی قتل مین صاف ہاتھ مین شمشیر کی
سیمبر کے سوز سی کشتہ ہوا سیماب دل
خاک سی تربت پہ تو دے لگ گئی اکسیر کے
کسطرح مسجد مین جائین حق پرستی کے لیے
معتقد ہین زاہد ہم اوس بت بے پیر کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کسکو کہتے ہین خدا جانی تجلی اے کلیم
مباحثے کرتے ہین مجھپر آہ بے تاثیر کے
سر بسجدہ کیون نہون انسان عبرت دیکھکر
ہین ملایک پوجنے والے تری تصویر کے
مے کشی کی نکلے حسرت کیا جوانی مین بھلا
آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی مین بدلی شیر کے
ہوچکی جب وصل کی شب میری یہ حالت ہوئی
صبح بھی دوڑے گریبان صبوری چیر کے
مین وہ طائر ہون لگائے تیر پر جو تیر گر
جائے پیکان آشیان پر جانے سی آگے تیر کے
ای جنون سب جیتے جی کے ہین بکھیڑے کون ہے
مجھ مین جبتک دم رہا نالی رہی زنجیر کی
نقل کی ہے دفتر تقدیر کے دیوان مین
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوٹے گا کبھی میرا لہو
حلقہ زنجیر مین جوہر تری شمشیر کی
رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت مین بھی
دانہ تسبیح مین دانے نہین زنجیر کے
اسقدر روتے ہین معشوق ادیبی کی عشق مین
حلقہ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

آبحیوان لینے اسکندر گیا ظلمات کو
اہل حشمت ہین تلاشی صاحب تاثیر کی
ہین وہ گریان ہون کوئی نقاش گر کھینچی
بند آنکھون سے نہون آنسو مری تصویر کے
کوہکن کی جان شیرین تلخ کامی مین گئی
رہ گئی شیرین کی بھی لب تشنہ جوئے شیر کی
صرف مشت استخوان ہین خون نہین تن مین مرے
دیکھ لے قاتل تو خنجر سے جگر کو چیر کے
اک تری تیر مژہ سی سیکڑون مجروح ہون
ہوسکے تیر شہاب ہمسر نہ تیری تیر کی
دیکھکر جوش جنون کو ہوگئے حیرت زدہ
چشم وا رکھتے ہین یون حلقے مری زنجیر کے
لوح پیشانی لکھی ہے خامۂ تقدیر نے
کب مٹا سکتا ہے کوئی حرف اس تحریر کے
چشم بندہ ہو وقت دید خیرہ خوف سی
برق سی کمتر نہین جلوے تری شمشیر کے
دیکھتا ہون جوش سودا مین تو پہلے ننگ کو
روزن دیوار بھی حلقہ بنے زنجیر کی
آتشین اوراق ہوجائین لکھون گر سوز دل
شعلہ سان جلجائین لب کیونکر نہ کاغذ گیر کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہیو ناسخ کیطرف سے اوس پری کو قاصدا
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

١٧ مشتاق سب ہین بدر سے افزون ہلال کے
دنیا مین قدردان نہین صاحب کمال کے

عالم نہ اپنی آہ مین ہو گرد باد کا +
تودے ہمارے دلمین ہین گرد ملال کے

بار سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
مضمون ڈھونڈتا ہون اگر تیری خال کے

مرنا قبول پر مجھے دنیا نہین قبول
غمزے اوٹھین گے مجھسے نہ اس پیرزال کے

ہمت نہین اگر فلک دون کو کیا ہے غم
یان لب ہے آشنا نہین حرف سوال کے

آنسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار مین
دریا بھی غرق ہونگے عرق انفعال کے

گلشن مین مجکو دھیان جو صحرا کا آگیا
نرگس سے پھول بنگئے دیدہ غزال کے

چھپتا ہون جا کے کنج لحد مین شب فراق
تارے مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے

فرقت مین ہمکو مرنے بھی دیتا نہین فلک
تا یون وصال پائین نہ طالب وصال کے

غزلیات تصنیف ہرچند سودھنی

ہے نہ اک مرغ چمن ہرچند ہو جو ہم سخن
طوطی خامہ کو فن ہین یاد سو تقریر کے

پیشانی مہ رو سے گھٹے رتبے ہلال کی
اعزاز کسطرح نہون صاحب کمال کی

کیا سیل اشک چشم کی اونکو بہائے گی
چون کوہ ہین ڈھیر دل مین غبار ملال کے

ہوتا اسیر زلف مین ہرگز نہ مرغ دل
باعث ہوئی وبال کی یہ دانی خال کی

اہل زمین کو روزی ہوتا ہے چرخ سے
محتاج مرد ہو گئے اس پیرزال کے

کچھ یار نے زبانی بھی تجھ سے کہا ہے حال
قاصد جواب لکھے نہ میرے سوال کے

دیکھا گلون نے جب سے چمن مین وہ نونہال
شبنم سے غرق ہین عرق انفعال کے

دلبر کے چشم ناز سے لگتے ہی دل مرا
مانند شیر ہو گئے صید غزال کے

شبہائے تار مین جو نہین پاس شعلہ رو
داغ جگر سے دیکھین ہین آنکھین نکال کے

کیدن پھر گئے شب کو جو آئی وہ ترک مہر
پیدا شب فراق سے ہون دن وصال کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آسکے ترے بہار کی یون رنگ گل اوڑا
ہین دامن نسیم مین ٹوڈے گلال کے

گیا بار زلف ہی کمر یار پر وبال
ایذا او ٹھائی کسنے نہ موذی کو پال کے

بے سایہ ضد سی جسم نے اوسکو کیا ہین
ٹھہرا ہون ایک دم مین تلی جس نہال کے

ڈر تھا اثر کا اوسکو سو وہ بھی نکل گیا
نادم ہوا ہون موتہہ سی مین نالا نکالکے

ملتی ہی خاک سی کوئی دم مین ہماری خاک
یہ بھی وصال ہے جو گئے دن وصال کے

آرام کیا کہ جس سے ہو تکلیف اور کو
پھینکو کبھی نہ پاؤن سی کانٹا نکالکے

مجنون گیا جو مرقد لیلی مین پھنس گیا
جالی نہین مزار کے حلقہ ہین جال کے

ناسخ اوٹھین گے حشر مین وہ لوگ سرخرو
دنیا مین جو محب ہین پیمبر کی آل کے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

گر خون دل کا جوش کرے قبر سے مری
خاک مزار سے نکلین تو دے گلال کے

گر طوطی چشم جیسے نہین بولتا تو کیا
باتین کرین گے ہم کسی طوطی کو پال کے

چشمون کی اشک گلگون نے وان گل کھلائے تھے
رویا تھا باغ مین تلی جس جس نہال کے

کیا دلربا کو یاد فن دلربائی ہے
چھاتی سے لگ کر لیگیا دلکو نکال کے

مرجائین ایک روز غم لیل ہجر مین
دیکھین گے زندگی مین نہ ہم دن وصال کے

جانا یہ سب نے عاشق زار ہے کسی کا
جب رویا زار زار مین آنسو نکال کے

اونمین پھنساتی مرغ دل عاشقون کو ہین
کاکل کے حلقے بھی نہ ہین حلقے جال کے

ہرچند ہی قول اہل شریعت کا اسطرح
ہم لوگ معتقد ہین پیمبر کی آل کے

---

۱۳۹ دو چار حرین ہو چکے اگر اور بھی ہمسے
ہستی کیطرف موتہہ نکرے کوئی عدم سے

فرصت نہین دم لینی کی اک طفل کے غم سی
معدوم کھلونے کیطرح جس ہوئے ہم سے

۱۶ یہان رہتی ہین اگر نہ ملا کوئی بھی ہمسے
جو آئے ہین چھوڑ کے ہین ملک عدم سے

وہ ضعف نقاہت ہوا ہی کیا کہون غم سی
اب موتہہ سی نکل سکتی نہین آہ بھی ہمسے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہو گی نگہبانی جان فوج وحشم سے
ڈرنے کا نہین پیک اجل طبل وعلم سے
پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم کے
اوس طفل نے کیا سیکھی ہے رفتار قلم سے
مضمون جو زلفون کے لکھے مین نے قلم سے
لبریز لبان و دہن مار ہے سم سے
ہر تار نفس رشتۂ دیگر ہے پئے شمع
پہونچا نہ کبھی رنج کسی کو مری دم سے
شانہ نظر آتا نہین گیسوے پری مین
اس ناگ نے یہ ہات نکالا ہے شکم سے
زاہد مین پڑھون اسیے جو نام اپنے صنم کا
خورشید بھی ہو جائے تری تسبیح کی شمسی
امکان نہین تا بہ ابد دخل خزان ہو
داغون کے چمن کم نہین گلزار ارم سے
گل پھولے ہین میری قلم فکر سے جیسے
یون گل نہ شگفتہ ہون کسی گل کے قلم سے
مژگان خرابات ہین مطلق نہ تواضع
ثابت مژۂ نرگس بیگونی ہے خم سے
وہ حسن ترا نام خدا ہے ترے آگے
نکلین کے شرر نیکے عرق سنگ صنم سے

غزلیات تصنیف ہرچند سرومنی

عاشق کو تری چشم عجب شان وحشم سے
زخمی کرے تیغ نگہ مژگان کی علم سے
بس سرخرو ہے رنگ حنا تیرے قدم سے
لکھون ثنا گل مہندی کھاین شاخ قلم سے
تلخ عیشی کا اپنے جو لکھون حال قلم سے
ہو تلخ زبان اوسکی نکیون تلخی سم سے
دو ٹکرے ہو دل جنبش ابرو سے ہر اک کا
جان بر نہو کوئی تری اس تیغ دو دم سے
سینہ ہے مصفا ترا جون سطح دریا
گرداب کو نسبت نہو کیون ناف شکم سے
اوس عارض تابان کا پڑے عکس جو زاہد
ہون خط شعاعی نکیون تسبیح کی شمسی
سرخ اشکون کی ہین شاخ مژہ پر گل رنگین
زینت مین ہین فائق گل گلزار ارم سے
دیوان مرا غیرت گلشن نہو کیونکر
خندان گل مضمون ہین مری شاخ قلم سے
گیسو تری صیاد بجھے دام بلا ہین
دل پیچ مین اولجھا ہے جو ہر بال کے خم سے
رو رو کی مصیبت سے کٹی ہے شب فرقت
کس روز ملائیگا خدا ہمکو صنم سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رکھتا ہے فلک سر پہ بنا کر شفق اوسکو
اوڑتا ہے اگر رنگ حنا تیری قدم سے

سمجھے ہین وطن کوچۂ جانان کو جو وحشی
آزاد وہ ہین اور حسینون کی ستم سے

کیا دام ہین زلفون کے کوئی لا سکے اوسکو
رم کرتے ہین صیاد غزالان حرم سے

ناسخ کو ہوئین باتین بتون سے تو نہین غم
محروم خدایا تو نہ رکھہ اپنے کرم سے

۱۵

داغ لیجاتا ہون تیری لالہ رخسار سے
پھول لے آتی ہین گلچین جسطرح گلزار سے

رہتی ہین محروم اوس خورشید کی دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے

کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے

جیتے سیدان وصف ابروی خمدار سے
ہو جی جنگ سخن مین غالب اس تلوار سے

گو در خورشید ہی سند وہ لاغر ہون مین
جاونگا مانند ذرہ روزن دیوار سے

ہے ہیولا صاف جسکو جانتے ہین یہ حباب
جل گیا آئینہ عکس آتش رخسار سے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

مہندی جو رچی صاف کف پا پہ بھی اوسکی
سرخی کی نظر آتی جھلک پشت قدم سے

وہ دشمن جانی مرا دل شاد ہو یا رو
مر جائین جو ہم کاش ستمگر کے ستم سے

گردن میری کیونکر نہ جھکے سامنے اوسکے
تلوار کا خم ہے تری محراب حرم سے

ہرچند کبھی پاتین نہ خار غم دنیا
ہے باغ مرا خندان تری ابر کرم سے

۱۵

سوز دل کو ہو گیا جو آتشین رخسار سے
داغ لالون کی پڑی دلبر مری گلزار سے

دامن نظارہ پر ہی دولت دیدار سے
جنسے دیکھا لعل لب ہی دیدۂ بیدار سے

لو لگائی ہمنے جیسے شمع روئے یار سے
ہین تب غم سے برنگ شمع ہم بیمار سے

ڈر کی دل دھڑکے ہی جنبش ابروی خمدار سے
دیکھیے کیونکر بچے گی جان اس تلوار سے

کیا پری رو کا مری اوپر کہین سایہ پڑا
بھاگتی ہے دھوپ ڈر کر سایۂ دیوار سے

قاتلا آب دم شمشیر سے تر کیجیے
خشک ہی حلقوم سوز آتشین رخسار سے

۴۰

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا
سایہ کے مانند اوتری چاندنی دیوار سے
ساتھ ہو لیتی ہین گھر تک کاروان کاروان
یوسف ثانی گذر جاتا ہے جب بازار سے
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے
سینہ مین پہلو مین بجاے مرغ دل ہے فاختہ
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے
کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے
جی مین ہے سیراب کردون چشم دریا بار سے
آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسیٰ دم اگر
زردی اوڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے
میکشو سیدھی وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین
جو کہ ناواقف ہین راہ خانۂ خمار سے
ارتکاب جرم لازم ہے تعدی تو نہین
بادہ خوار اچھے ہین اس ملاے رشوت خوار سے
لخت دل کیونکر کرون ناسخ سر مژگان سے دور
واقعی تنکا ہی بہتر ہے لب سوفار سے

کیونکر نہ ہو گیا دوچار مین اس شہسوار سے
جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

ماہ رو کے سوز سی وہ تن ہی سرتاپا مرا
زرد رو ہی دھوپ میری سایۂ دیوار سے
لیتے ہی سودا ہوئی ہے گرم بازاری مری
مول جنس حسن جب لی عشق کے بازار سے
دل لگا ہو یار سے جب آنکھ لگتی ہی کہان
خواب آنکھین ہے چراتی دیدۂ بیدار سے
آتش غم ہی سے جلتا دیکھکر نخل چنار
مرجان ہم پنجہ نہووی پنجۂ دلدار سے
بعد مردن قبر مین کیونکر نہ جلجاے کفن
سینہ سوزان ہی رہیگا آہ آتش بار سے
جسم ترسے کسلیے آتا ہی تو ای طفل اشک
کوئی رو کر کب جدا ہو مردم بیمار سے
کام ای زاہد نہین رکھتی ہین ہم مسجد سی کچھ
بادہ نوشی ہے ہمین اب خانۂ خمار سے
جوش مستی مین ہمین کچھ ہوش مستی کا نہین
جب سے صحبت ساقیا ہی ہمکو بادہ خوار سے
طالب بوسہ ہوا ابرو کمان سے تیر کا
مونھ ملائے زخم دل ہرچند لب سوفار سے

٢٢
طے ہو نہ راہ اوسکی کسی شہسوار سے
رہبر بھی وان رہا نہو خود اختیار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نخل بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے
چشمے رواں ہوئے مژہ اشکبار سے
رستے ہین کاہ کم نہین یان کوہسار سے
آتی ہے بوی گل بدن داغدار سے
آج ای نسیم آئی ہی کیا کوی یار سے
برپا ہوا ہے حشر جو رفتار یار سے +
روشن ہی آفتاب قیامت عذار سے
محو خیال عارض جانا ہون اسقدر
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے +
موںھ کھولتا ہون مین کہ پلادی کوئی شراب
ہر دم جماہیان نہین لیتا خمار سے
عریانی مین ہے چادر آب اپنی چشم تر
سیکھے ہین طرز رونے کی ہم آبشار سے
ہر ایک کی صدای قدم روندتی ہی دل
بہتر ہے ہمکو پاس ترے انتظار سے
یون روسیاہ عشق سی ہوتے ہین سرخرو
باروت جیسے بنتی ہے شعلہ شرار سے
مچھلی کیطرح داغ ہے جز و بدن نہین
تلوون کو بھی ہے ربط بیابان مین خار سی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

نخل تمنا کو نہین کچھ برگ بار سے
ہے خشک کب شگفتہ ہو فصل بہار سے
دریا رواں ہوا چشم اشکبار سے
سیل سرشک گذرے سر کوہسار سے
روشن ہوئے چراغ دل داغدار سے
سینہ مین ہی جو شعلہ زنی سوز یار سے
سنبل ہے پیچ غم مین پھنسا زلف یار سے
لالہ نے داغ کھایا ہے آتش عذار سے
گر چشم نم سی قبر مین جاری ہو سیل اشک
بجھ جائے کیون سحاب نہ میری غبار سے
میگون لبون کو چوم کے مخمور ہو گیا
کیا کام ساقیا مجھے مے کے خمار سے
دامان کو چھوڑ خاک پہ گرتا ہی طفل اشک
سیکھا زمین پہ لوٹنا کیا آبشار سے
ہو چاک کیون نہ دامن گلچین وصل یار
پیدا ہوئے ہین خار گل انتظار سے
ہمکو نہین ہے خوف شب تار ہجر سے
روشن چراغ آہ کی رکھون شرار سے
ابر بہار سے ہو نہ سرسبز خشک مغز
تر نہار گل شگفتہ ہون شاخ خار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سوہا ہے نامدار مین اک موے نامدار
کیونکر کمر نہ اولجھے رہے زلف یار سے

کھلوائی فصد یار نے مین قتل ہوگیا
کم تھی لہو کی دہار نہ خنجر کی دہار سے

مٹی مری عزیز ہوئی یار کی خاک کو
کیا گورنے بغل مین لیا مجکو پیار سے

اوس گل کے دیکھتے ہی مرا رنگ اوڑ گیا
آئی خزان نہ میرے چمن مین بہار سے

وہ کان تک تو یہ ہر دل یار تک رسا
آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے

ہی ساتھ ایسی آتش غم بعد مرگ بھی
دامن صبا بچاتی ہے میرے غبار سے

نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
نکلے نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے

جلتی ہین سوز غم سے مرے استخوان جو آج
پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے

ای چشم تر تصور ابروے یار باندھ
ہو قوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے

دست تہی ہین سوختنی زیر آسمان
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت چنار سے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

وہ گل چمن مین یار سی اوسکی نہ چل سکی
لپٹی جو نکہت گل دامان یار سے

چلتا ہے تیز و تند وہ سیلاب اشک چشم
بہ جائین کیون پہاڑ نہ پانی کی دہار سے

وہ بحر خوبی جسمے رہی ہے کنارہ کش
گاہے نہ ہمکنار ہوا ہے پیار سے

کیونکر شکستہ رنگ نہو اوسکا جون خزان
خورشید ایک گل ہے مری نو بہار سے

دیکھے صدف تو آتش غم سے ہو جلکے خاک
پر آب اوسکے دندان در آبدار سے

پس مرگ سوز غم سے ہوئی خاک تن اپنا
دامن مین آگ لگ اوٹھی میری غبار سے

ٹانکا لگانا چاہیے کاکل کے تار کا
ہون دلفگار خنجر ابروے یار سے

ہے بعد مرگ دھیان جو شعلہ عذار کا
پیدا شرر نکیون ہو غبار مزار سے

ہی چشم زار سے مری باغ جنون کو آب
داغ جگر نہ کم ہین گل نو بہار سے

وہ شعلہ رو کی سوز مین دل داغدار ہے
دیکھی تو آگ لگ اوٹھی شجر چنار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناسخ یہ وہ غزل ہے جنون آگہ سنتے ہی
سودا کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے

۱۲۹
وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
کیمیا ہمنے بنائی ہے مگر سیماب سے
دن کو رات اوسنے کیا ہے گیسوی پرتاب سے
رات کو دن کردیا ہے روی عالمتاب سے
استرا اوسکی ذقن پر جب پھر اثبات ہوا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقہ گرداب سے
آگی افتادون کی باقی ہین کوئی سرکش فروغ
سرد ہو جائی نکیون بازار آتش آب سے
پڑتی ہی عکس رخ جانان کی ہی تشبیہ تام
چوکھٹے کو ہالے سے آئینہ کو مہتاب سے
غیر سے لگوائی مہندی اونسی ہاتون پر جو رات
پنجۂ مژگان کو بھی ہمنے رنگا خوناب سے
مدتین گذرین کہ رہتا ہون خیال یار مین
دیکھو پروانے سی صحبت رات کو سنجاب سے
مونھ کو تیری دیکھ کر ہمکو ہوا جوش جنون
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
کھائے ہین ایسے تری محراب ابرو کی فریب
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہرچند روئین قبر مین گردرد دل سی ہم
دریا رواں ہو اشک کا خاک مزار سے

۱۳
بیقراری برق نے سیکھی دل بیتاب سی
اضطرابی کو نہ کیونکر فوق ہو سیماب سی
دل مرا روشن ہوا داغ دل بیتاب سی
کام کیا مجکو ضیاے مہر عالمتاب سی
ای دل تشنہ نہو چاہ ذقن کا آشنا
ڈوب کر کوئی نکلتا ہی کبھی گرداب سی
مثل روغن ہو گئی شبنم تھی بزم باغ مین
کردیا روشن چراغ گل کو اپنے آب سی
رات دن دلمین جو حسن یار کا دھیان ہے
گھر مرا روشن ہوا ہی شعل مہتاب سی
مردم دیدہ نیا رنگ زرد دیکھو رنگ ڈھنگ
چشم کا پردہ رنگا سرخ اشک کی خوناب سی
خال دیکھا جب رخ رنگین پہ آیا یہ خیال
زاغ پیدا ہو گیا کیا بیضۂ سرخاب سی
تاک کر دیکھین چمن مین کسلیے انگور کو
سیب کی لذت ملی بوس لب عناب سی
سر جھکانا چاہیے آداب سی گر اس کا خم مین
سیکھ لی تو پشت خم کرنا قد محراب سی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بی حقیقت کو بلا سی کب ہی دنیا مین گزند
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے
ہی مسرت راحتِ دنیا سی غفلت کی سبب
کون خوش ہوتا ہی بیداری مین عیشِ خواب سے
آسمان کی پاس سامان عیب پوشی کا نہین
کب کسیکا ستر ہوگا چادرِ مہتاب سے
خاک کو ڈر یا ہے ناسخ مری تن پر لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سی

۱۳۰

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سی
خوشبو مین ہے زیادہ پسینا گلاب سی
اوس روسے آتشین نے دیا ہے یہ داغ دل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو
سرکی جو آستین ابھی چشم پر آب سے
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
عزت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سی
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین
کیونکر نہ نکلے خط شعاع آفتاب سے

غزلیات تصنیف ہرچند صر دہنی

دیدہ پر آب سی ہین اشک آتشگون رون
کیا عجب گر دامن صحرا جلے سیلاب سے
ہجر مین اوس آشنا کے ہو گئی بیگانہ چشم
آشنا ہوتے نہین ذرات گاہی خواب سی
شوب ہین وہ تو حقیقت مین ہے ناپاک دلین
اوڑھے گر وہ تن ہو میلا چادر مہتاب سی
گلبدن سی دل لگا ہرچند کب آتا ہی خواب
بعد مردن بھی کفن ہو چادر کمخواب سی

۱۱

عارض کو اوسکے فوق گل آفتاب سی
نفرت ہوئی دماغ کو بوئے گلاب سی
مہ رو نقاب سی رخ روشن جو ڈھانپتا
تابانہ نور روے زمین آفتاب سے
خط دیکے اور کہتا زبانی سوال ہے
محروم خط کی رہنا نہ قاصد جواب سی
غرش نہ بے سبب ہی فلک پر یہ ابر کی
مانگی ہے الامان میری چشم پر آب سی
دیتی ہو گالیان ہمین تم بے حساب کیون
باتین کیا کرو تو سمجھ کر حساب سے
جبین جبین مصرعہ دیوان حسن ہے
کلک قضا نے لکھا خط آفتاب سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب تک غبار چشم سے آلودہ مین ہون
کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے

کھا جای بل کمر جو نزاکت سی ڈر نہین
رسّی کیطرح ہو کی قوی پیچ و تاب سی

کرتی ہین سیر مصحف رخ زلف مین پھنسی
دست خطا مین چل پڑی راہ صواب سے

دریاے حسن گروہ پر پیرو نہین ولا
پھر کیون یہ سینی پر ہین عیان دو حباب سے

اس حال سے شفاعت ناسخ ہو حشر مین
امید ہے جناب رسالت مآب سی

ہی شب وصل جو ای ماہ جبین تھوڑی سی
ہی مری جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی

سمجھے ہم ابر سیہ سی نکل آیا تارا
کھل گئی بالونسے جو تیری جبین تھوڑی سی

دشت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک
چاہیے مجکو جگہہ زیر زمین تھوڑی سی

کیا لبالب ہی ترے تنگ دہن مین شکر
دیجیو ہمکو بھی اسے طفل حسین تھوڑی سی

ترے ہی نام کی ای جان ہی بس گنجائش
وسعت دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہی شعلہ رو کا شور عجب کیا کہ وقت قتل
نکلین شرارے آگ کی خنجر کی آب سے

تار نظر مین چشم کے دیکھا نہ پیچ و تاب
رکھتا ہی نازکی یہ تری پیچ تاب سے

عشق بتان مین محو ہی یاد خدا کو بھول
گمراہ کیون ہوا ہے تو راہ ثواب سی

آسودہ کوئی ہے نہین بحر خراب مین
پیدا ہے طرز خانہ بدوشی حباب سے

ہرچند اہل امت چاہتی ہین مغفرت
شرمندۂ گناہ ہین رسالت مآب سی

مہر ہمپر بھی ہو ای ماہ جبین تھوڑی سی
وصل سی تیری ہو خوش جان حزین تھوڑی سی

ماہ نو عید کا ہو شام تمنا کو مرے
دیکھون مہ رو کی اگر چین جبین تھوڑی سی

وسعت حوصلہ وہ جوش جنون رکھتا ہی
ہی جسے گشت کو صحرا کی زمین تھوڑی سی

پیر ہو جائیگا سفر ور جوانی پہ نہو
حسن کی عمر ہی اسے طفل حسین تھوڑی سی

کر تو ای سوز جگر داغ سے منقوش اوسے
لخت دلکو بھی مری زیب نگین تھوڑی سی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہی پیچ ہے تری دلبر تماشا ہی ماہ جبین
چاند کے روز جو گھٹتی ہی جبین تھوڑی سی
سنگ اسود کی طرح سے رخ زاہد ہو سیاہ
کیا ہی سجدون سی ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطرداری
مری خاطر بھی تو ہو او بت چین تھوڑی سی
غرۂ ماہ مبارک ہی یہ دینداروں کو
لے شراب آج تو اے دشمن دین تھوڑی سی

ابر مژگان ہی جدائی مین گھٹا برسات کی
اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہی ہوا برسات کی
دردمند عشق ہون کب ہی ہوا برسات کی
درد کو کردیتی ہے دونا ہوا برسات کی
قبل بارش وقت رو دینے کو رہ جاؤن کہین
ہجر مین صورت نہ دیکھون اے خدا برسات کی
کہتے ہین رو رو کے مفلس مجکو رونا دیکھ کر
خانہ ویرانی کو کیا کم ہے بلا برسات کی
رعد قلقل موج مے بجلی کف مے ہی سحاب
میکشونکو کب ہی حاجت ساقیا برسات کی
باغ و مے ابر و غنا مہتاب ہی وصل دوست
ایک دل ہے اور حسرت ہی قضا برسات کی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ماہ بڑھ بڑھ کی ترقی سے نہ گھٹتا ہرگز
ترے در پر جو رگڑتا وہ جبین تھوڑی سی
ہی شب وصل چھپاتا ہے تو منہ کیون مجھ کو
برقعہ کو کھول دکھا دے تو جبین تھوڑی سی
بے سبب ہوکے خفا ہی خدا جور نہ کر
دلمین رکھ مہر و وفا اے بت چین تھوڑی سی
نقد دل پہلے ہی سب لیگیا ہرچند مرا
جنس ایمان کی نہ لے رہزن دین تھوڑی سی

۷ چشم گریان اشک ریز ہی جون گھٹا برسات کی
سرد آہ دل کی ہوئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
شعلہ آسا دل جلاتی ہے ہوا برسات کی
ابر خوبی بن نہین بھاتی ہوا برسات کی
جو اوگی سبزہ تو سمجھون سبزۂ خط صنم
دی اگر تاثیر گریہ کو خدا برسات کی
جب شب تاریک مین یاد آگئی زلف سیاہ
ہوگئی کالی گھٹا کالی بلا برسات کی
جبکہ میخانہ مین مے پیکر ہوئی بدمست ہم
یاد اوس عالم مین آئی ساقیا برسات کی
گاہ سردی گاہ گرمی گہ ترشح ابر کی
سیر موسم کی دکھاتی ہی فضا برسات کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرے آگے ابر مین چھپ چھپایا آفتاب
اسے پری کیا رنگ لائی ہے ہوا برسات کی

۱۷ ایسے ہم آج نگاہ تیر مژگان ہو گئے
رونگٹے کی جا بدن پر سارے پیکان ہو گئے
سب ہوا سے بال زلفون کے پریشان ہو گئے
مثل سنبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے
باغ مین گلبن مین گلدستے مزارون کے تمام
خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہو گئے
دلمین جب آیا تصور اوسکا تب کہنے لگا
مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
گلشن عالم مین ہو وہ عندلیب نغمہ سنج
زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری
ایسے آئے یاد مین گویا سلیمان ہو گئے
یہ اسیری مین پھسایا ناتوانی نے مجھے
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہو گئے
رشک کوی یار سے دنیا مین جتنے باغ تھے
گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہو گئے
وصل کی شب چھٹ گیا جب دم گریبان سحر
ہجر مین یان گریبان سی گریبان ہو گئے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

گریہ مین ہرچند نکلی ہے جگر سے آہ سرد
رکھتے ہین موجود سم ابر و ہوا برسات کی

وقت گریہ یاد دل مین تیر مژگان ہو گئے
اشک کے قطرے سر مژگان پیکان ہو گئے
تیری کاکل دیکھ کر سنبل پریشان ہو گئے
رخ سے گل حسرت مین آ سر در گریبان ہو گئے
کس نگاہ شرمگین کی تیغ کے یہ زخم ہین
شرم سی جو پردہ سینہ مین پنہان ہو گئے
مجنون اور فرہاد سان کیوں صحرا مین پھرے
حیف جب سودا ہوا محبوس زندان ہو گئے
طوطے خامہ کو تھی تعلیم اوستاد ازل
مرغ مضمون فیض سی اوسکی خوش الحان ہو گئے
وہ پری رو پاس میرے تخت پر ہے ہمنشین
ہم بھی تو اپنے زمانے کے سلیمان ہو گئے
قید مین یوسف گیا روشن دہان حسن سے
شمع آسا روزن دیوار زندان ہو گئے
پاکبازون کو نظاہر ہین کی صحبت ہو پسند
دیکھ لو تار نظر چشمون سے پنہان ہو گئے
واہ ری دست جنون خورشید رو کی عشق مین
صبح آسا چاک یان لاکھون گریبان ہو گئے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھی اوس گلگون قبا کی باغ مین جسدم بہار
پھاڑ کر کپڑے ہزارون غنچے عریان ہو گئے
چلتے چلتے کر گیا اعجاز زور اسے خوشخرام
جسقدر تھی نقش پا اک اک خرامان ہو گئے
گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہو گئے
ارمغان داغ سودائی چلے سوئے چمن
دو دن اس وحشت سرا مین ہم بھی مہمان ہو گئے
جتنے ہین داغ جنون ہین سکۂ شاہان حسین
کشور دل مین روان کس کس کے فرمان ہو گئے
جسجگہ تھے قصر منظر ہنسگین گورین تمام
شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہو گئے
شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو ہم نفرت ہوئے
گیسوئے پیچیدہ مجکو مار پیچان ہو گئے
راتدن رہتی ہے ناسخ ہمکو از خود رفتگی
آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو گئے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

زندگی مین ہیچ پہن پاپوشاک مر کر قبر مین
گل کے مردون کی کفن سب جسم عریان ہو گئے
پڑ گیا سرو خرامان کا جو سایہ وقت سیر
سرولستان جو تھی سب سرو خرامان ہو گئی
سنبلستان ہو گئی جو آئینے تھی روبرو
بال جب زلفون کی چہرہ پر پریشان ہو گئے
بلبلو شیدا ہوئی کیون کب رہی قائم بہار
اس چمن مین چار دن گل آکے مہمان ہو گئے
سبزہ خط آیا جو اوسکے عارض گلرنگ پر
جو گل نافرمان تھے سب زیر فرمان ہو گئے
جاگ اوٹھے سب خفتگان گور غوغا مچ گیا
ہم روان جسدم سوئے شہر خموشان ہو گئے
لکھتی لکھتے زلف پیچان جبکہ یاد آئی مجھے
اک قلم حرفون کی حلقے مار پیچان ہو گئے
اوس پری کی جا کی زیر کاخ ہرچند ضعف سے
مثل سایہ پشت بر دیوار جانان ہو گئے

۱۱

شان آگئے خاکسار کی سرکشی کی کب رہی
پیدا ہو بوتراب تو کیا بولہب رہی
مانند دانہ خال بھی خاک مین ملے
نکلا جو اوسکا سبزہ خط کیسا تاب رہی

خورشید رخ سنے زینت مہتاب کب رہی
رتبہ پہ بوتراب کی کیا بولہب رہی
کبتک تری جدائی کا اے جان تو ملق
رنج و ملال حسرت و غم دل پہ اب رہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ریگ رواں ہی سے ہماری حسد کی جا ہے
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے
اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو
اسفل رہے جہان مین نہ عالی نسب رہے
مردے جیا گئی لب جان بخش یار سے
بوسے کے اشتیاق مین ہم جان بلب رہے
اسے تاجدار ملک کہان مغتنم ہے یہ
قابو مین گر لحد کی زمین دو وجب رہے
گر گر کے شیشے اشک کے ٹوٹینگے کسقدر
ای گریہ میرے دلکا سلامت حلب رہے
انسان دلمین کہتی ہین حسرت سے مرتے دم
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا مین سب رہے
ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئی
راحت مین عمر بھی مری پائی طلب رہے
کی ہے خیال زلف مین سب زندگی بسر
گویا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے
ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہی اور رسم
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

۱۲۳

کچھ عدم کا بھی خیال ای دل نپھیان چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

چاہ ذقن کا بوسہ جو دی شیرین لب خضر
آب حیات کی ہمین پھر کیا طلب رہے
پھرتا ہی چرخ چرخ مین ذرات بیقرار
آسودہ دل نہ کوئی بھی عالی نسب رہے
سی کو خاک ہو کی ملی آبروئی سے
رتبہ ملا کہ یار کی بالاسے لب رہے
وصل سے براے نام رہے ہمسے وہ جدا
سوتا ہی پاس دور وہی دو وجب رہے
شیشے جو آبادن کی بناتا ہے سوز دل
کیونکر وقار شیشہ گران حلب رہے
آیا چلا گیا نہ سنی اوسنے ایک بات
شکوے تھے سیکڑون بھری دلمین سب رہے
ڈھونڈا جو ہمنے یار کو پایا نہ کچھ پتا
سرگردان راتدن مراپائے طلب رہے
آنکھون کے تل کو دیکھ کے روغن ہوا ہی خون
روشن چراغ داغ جگر روز شب رہے
ہرچند ہی نہ چشم کو اب آستین سے انس
یہ رشک کب نظر سے گرا بے سبب رہے

۱۷

کب چراغ مہ سے روشن گھر ایان چاہیے
ای عزیز جلوہ گر دہ ماہ کنعان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کوچۂ دلدار کے حسرت مین رونی کے لیے
پانون کو اب آبلی کی چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلی کی چال
صور اسرافیل اب جائے حدی خوان چاہیے

چاک رکھتا ہون جو وحشت مین گریبان شانسخ
اک پری رو غیرت خورشید تابان چاہیے

غل مری زنجیر کا پہونچا تو وہ کہنے لگا
خانۂ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے

میری غم مین رو کی عالم کو کریگا اب وہ قتل
اشک کی بھی ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زندان اسی جائے دبستان چاہیے

استلام سنگ اسود سے ہمین کیا زاہدا
بوسۂ خال تہ ابروے جانان چاہیے

دم بدم گھٹتی ہے میری کشتے عمر روان
مجکو اب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے

آگیا پیری مین اوسکی بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے

نجۂ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
سوزیان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ساقیا اس بزم مین رو وہی کوئی کوئی ہنسے
جام مے خندان ہی چشم شیشہ گریان چاہیے

چاہیے ساتھ اوسکی ہوتا یہ دل نالان مرا
محمل لیلی کو کیا کوئی حدی خوان چاہیے

شب کو کرتا ہی فلک جو خانۂ مہوش تلاش
پھر نہ کیون کف مین چراغ ماہ تابان چاہیے

تا نہ اوسکی گھر مین جانی دے کسی اغیار کو
چشم نگران اوسکی ڈیوڑھی پر نگہبان چاہیے

جنبش مژگان نہین ہی ناوک اندازی سی کم
پھر تو کیون اوسکی کمان کو تیر و پیکان چاہیے

ای معلم بے زبان مین کیا کرین تحصیل علم
طفل اشکون کو نہ تعلیم دبستان چاہیے

کسلیے سوئے فلک ای مومنو دیکھون ہلال
عید کے دن دیکھنا ابروئ جانان چاہیے

خشک کشت چرخ کی سرسبز ہو اوسکی آب سی
دیدۂ گریان کو مرے جوش طوفان چاہیے

تا کہ رشتہ عمر کی دانتون سے وہ کھولے گرہ
قاتلا تیغے مین تیری کیون نہ دندان چاہیے

ای جنون ہی ضعف سی گردن پہ مجکو سکا بار
گو ہی دامن چاک اب پھاڑا گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

حسرت نظارۂ زلف پریشان مُلین ہے
بہر تسکین گور مین کچھ مار پیچان چاہیے
عمر گذری روتی روتی منہ بھی لون اب جی مین ہے
میری سوکھی پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے
وردِ مژگان زبان سی مین لب جانان کی وصف
اشک خون کی جسم کو تسبیح مرجان چاہیے
سنگ ریزہ ملون چُن چُن کی بہر کودکان
عاریت ای کوہ مجھہ وحشی کو دامان چاہیے
روح سعدی ہو گئی ہوگی خوشی سی باغ باغ
آج پڑھنی کی لیے اوسکو گلستان چاہیے
طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا انسے کام
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

جوش وحشت کو دلا پالاک گھوڑا چاہیے
فصل گل مین موج بوی گل کا توڑا چاہیے
زخم خندان جام خندان کی بدل ہون ہجر کو
شیشۂ می کی عوض پہلو مین پھوڑا چاہیے
فرقت ساقی مین آیا ہی خیال ای میکشو
شیشۂ می آبلہ ہی اسکو پھوڑا چاہیے
کر چکا ہون صرف سب گنج مضامین بلند
عرش کے دروازی کا اب قفل توڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

اوس عذار سیمگون پر حلقہ زن ہو کیون نہ زلف
گنج کے اوپر قیام مار پیچان چاہیے
غم سے ہی دلگیر شاید اس سی کچھ دل شاد ہو
جان غمگین کو خیال روے خندان چاہیے
اشک خونین چشم تر کی صورت دانہ ہوئی
پنجۂ مژگان کو بھی تسبیح مرجان چاہیے
بحر خوبی کا ہی سودا عریان طفل اشک ہین
جا در آب روان سی اونکو دامان چاہیے
اوسکو تو ازبر زبانی یاد ہے دیوان درد
کب مری طفل اشک کو پڑھنی گلستان چاہیے
ہو روا ہرچند حاجت عرض کر مردانہ حال
کام مردون کا ہو مدد شاہ مردان چاہیے

۱۷ شہسوار عشق کو سودا کا گھوڑا چاہیے
سبزۂ صحرا روند کر پاؤن سی توڑا چاہیے
رکھتا مین یاد دام چشمون کا جو سودا سر مین ہون
سر کو اپنی پھر پلکون پتھر سی پھوڑا چاہیے
حاجت جراح کب ہی دنبل دلکو مرے
نشتر آہ جگر سے اوسکو پھوڑا چاہیے
سیمبر لو خود ہی زبانی سے کان گنج حسن
اور کیا تیری لیے سونے کا توڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دعوئ جو پائے حنائی آب جوئی باغ مین
پاؤن مین شمشاد کی سوزن کا توڑا چاہیے

خط مین وہ مضمون لکھی سی جسے لوٹی کھر
نامہ بر کہتا ہے انعام ایک توڑا چاہیے

یار کو خط لکھنے بیٹھا مین تو دفتر ہو گیا
شوق کہتا ہے کہ اور اک بند جوڑا چاہیے

دُرّ قی دُر مے گر پڑے ہین ایک دو آنسو مرے
نوح کے طوفان کا طوفان جوڑا چاہیے

دور مینا ہے قیامت بھی نہونی چاہیے
چرخ مینائی جو ٹوٹی اسکو جوڑا چاہیے

کیون نہو وہ نوجوان برسات مین رنگین لباس
پیر گردون تک شفق کا لال جوڑا چاہیے

ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ پھیر آئیگا
قاصد اسر خاب کا اب مجکو جوڑا چاہیے

کیا ہون مین وحشی کہ رہتا ہی سگ جانان کو دھیان
شیر بھی کوئی جو آجائے بھنبوڑا چاہیے

پڑھ چکے زاہد نماز مین منہ برستا ہی نہین
دامن تر اتنا تو اے ساقی نچوڑا چاہیے

نازکی دیکھو کہ ورزش کرکے کہتا ہی وہ گل
شاخ گل کی اب کلائی کو مروڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند پسر دھنی

دلمین اے گلچین ستمگر کیون نہین کرتا ہی رحم
فصل گل مین شاخ گل سے گل نہ توڑا چاہیے

رشتۂ الفت تو اوس سی جوڑتا ہی کیلیے
اے جنون پوشاک تن کا تار توڑا چاہیے

گلبدن کو بار ہے تن پر لباس شبنمی
چادر مہ سی بنایا اوسکو جوڑا چاہیے

پردہ پوشی کے لیے ہے دامن صحرا مجھے
مثل مجنون کیا تن عریان کا جوڑا چاہیے

نامور حاتم سخاوت سی زمانہ مین ہوا
مثل قارون مال و دولت کو نہ جوڑا چاہیے

تاکہ کھل جائے بہار حسن رنگ سبز کی
جون گل لالہ بدن مین لال جوڑا چاہیے

طوطی شیرین سخن سے کم نہین خامہ مرا
کیا مجھے اب پالنا بلبل کا جوڑا چاہیے

شیر مردی تیری جب آئی نظر اہو خشیم
شیر گردون بھی اگر آئے بھنبوڑا چاہیے

تا ہوا لیجائے میری خاک کوئی یار سے
چشم تر یا لن دامن مژگان نچوڑا چاہیے

وصل کی شب بھی نہ بول اوٹھے کہین وقت سحر
مرغ صبح خیز کی گردن مروڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دست وحشت مین کہان ہوش و حواس و عقل و دین
ای جوان اس قافلے کا ساتھہ چھوڑا چاہیے
ہم کہین کو جاتے ہین کہتی ہے دنیا کی ہوس
توسن عمر روان کی باگ موڑا چاہیے
کر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھہ کر
عشق مین ناسخ بشر کو ضبط تھوڑا چاہیے

۱۴
پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سے مہندی کی مٹی کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پائے نگارین سے لگا کر گلرخو
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
باغ مین اوس گل کو لیجا کر بٹھایا ہی ضرور
کھیلون مین عندلیبون کو اوڑایا چاہیے
اشک کوئی چشم میگون سے گرا کر نشہ مین
بادۂ مجھ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون
وار کر اسپر سے پانی اب پلایا چاہیے
دلکو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین
آپ کو ان روز دن دیوانا بنایا چاہیے
میری نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان کو اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جب ہوے تو ساتھہ تیری کون قربان پر جائیگا
زیست ہی مین ساتھہ گھر والون کا چھوڑا چاہیے
چھوڑنا جیتا نہ مجکو گر مرون غم سے چھپون
قتل سے میرے نہ خنجر منہہ کو موڑا چاہیے
ای دل بیمار مضطر ہو نہ درد ہجر سے
پائے ہرچند یہ شفا پر صبر تھوڑا چاہیے

حسن کا اپنے پری جلوہ دکھایا چاہیے
سوز غم سے دل سلیمان کا جلایا چاہیے
ہی شب مہتاب مین نشہ چڑھا پھر ہوا اوتار
ماہ رو کو بام کے اوپر چڑھایا چاہیے
کوے جانان مین مرا جانا نہ ظاہر ہو صبا
نقش پا روی زمین سے بھی اوڑایا چاہیے
مر گیا ہون مین جو اوس رشک قمر کی عشق مین
چادر مہتاب مرقد پر چڑھایا چاہیے
ہی شب مہتاب اور مہتاب وش بھی پاس ہے
مے جو مثل آفتاب ہو وہ پلایا چاہیے
دیکھکر عاشق مسے دل لیغنہ ہو سو جان سے
حسن کا دلبر بناو ایسا بنایا چاہیے
کام بے حیلہ کری ہے تیر مژگان سے تمام
چلہ اون ابرو کمان پر کیون چڑھایا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد رکھتا ہے یہی
مثل فوارہ جہان مین سر اوٹھایا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتون کو کس توقع پر خدایا چاہیے

یار کی ٹیڑھی نگہ بھی لطف سی خالی نہین
ہو اگر تلوار اصل اوسکو دبایا چاہیے

طالب زینت نہین رنگینیٔ بے ساختہ
پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے

محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی مجھے
شمع سان ہستی مین یارونکو رولایا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند پسرورمنی

گل کو ای رشک چمن مشتاق بلبل سان کرو
چہرۂ گلرنگ سی پردہ اوٹھایا چاہیے

قدر چاہت کی نہین اور ہی نہ الفت کا نباہ
چاہ دل سے کیون بتون کو پھر خدایا چاہیے

شعلہ رو کا جوش کیا دل او بھری ملنی کو دلا
لکھ کر کوئی نقش آتش مین دبایا چاہیے

کب تبسم اوس گل رعنا سا اوسمین ہی صبا
غنچہ ہاے باغ کو کیا مونھ لگایا چاہیے

اب تھما ہرچند رو رو طفل فلک سا ہے
اور نہ ای درد جگر اوسکو رولایا چاہیے

۱۹

کر گیا ہی مری آغوش کو جانان خالی
اس سیینے کو بجا کہتے ہین انسان خالی

بار ہا ہو گئی لالہ سے بیابان خالی
نہ کبھی داغ سے پایا دل نالان خالی

باغ مین سنکی مرے زمزمہ پردازی کو
آشیان کر گئی مرغان خوش الحان خالی

ہو گیا عمر مین لبریز مرا ساغر عمر +
نشۂ می نہوا تھا ابھی چندان خالی

یہ لگی چاٹ مری زخمون کی سیری نہوئی
ہو گئی کہتے ہی قاتل کے نمکدان خالی

نہوا دل سے و لیکن غم جانان خالی
کر گئی جان مری گو قالب انسان خالی

محمل لیلی سی ہے گرچہ بیابان خالی
پر نہین بانگ جرس سے دل نالان خالی

ہمصفیرو نہو پھر اوس مین کوئی نغمہ سرا
قفس تن کری جب مرغ خوش الحان خالی

لطف ساقی ہو بیان کیا کہ شب مجلس مین
جام مے بھر دیا تھا دکہ نہ چندان خالی

گو نمک پاش ہے زخم دل عشاقان پہ
ہو نہ انجم بھرے گردون کا نمکدان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جان سے پہلے چلا مال مرا پیری مین
کر چلے درج دہن کو در دندان خالی

صاف ہون خاک کدورت سی یہ دکھلائی گر آب
کسطرح ریگ روان سی ہو بیابان خالی

ایک چھوٹا تو ملے دوسری کو قید حیات
کبھی ہوتا نہین یہ خانۂ زندان خالی

دیکھ سکتا نہین کانٹے کی زبان تک شبنم
کیون نہو چشمۂ خورشید درخشان خالی

مین ہون کیا چیز دلا خاک نشین ہو ضعیف
کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی

روح مین جنت کو گئی جسم سوی کوچۂ یار
دفن ہونے سے ہوا گنج شہیدان خالی

لعل لب خط کی نکلتے ہی ہوا ہے بے آب
خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالی

قابل گوہر مقصود نہین رنگین طبع
عین دریا مین رہا بچۂ مرجان خالی

کسقدر تشنۂ دیدار ہوئے ہین سیراب
نظر آتا ہے ترا چاہ زنخدان خالی

کون دونون مین خدا جانے خدا کو ہے پسند
کفر سے چاہیے لازم نہین ایمان خالی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

لذت بوسۂ دلبر کی ہے حسرت دل مین
لب گزی سے نہین رہتے مری دندان خالی

آہو چشمون کی ہے وحشت کہ بیابان مین ہون
وحشیون سے نہین رہتا ہے بیابان خالی

اپنے یوسف کو کیا خانۂ دل مین محبوس
کیون عزیزو نہ رہے مصر کا زندان خالی

آتشین خویون کو اس باغ سے کچھ فیض نہو
ہے یہ خوشبو سے گل مہر درخشان خالی

دیکھے گر حسن پریرو کا بنے دیوانہ
کیون نہ کر جائے پرستان کو سلیمان خالی

چلے اکبار جو تیغ نگہ ہوون قتل ہزار
کشتون سے ہو نہ کبھی گنج شہیدان خالی

سبز خط نکلے نکیون گرد جبہ غبغب کے
خضر سے رہتا ہے کب چشمۂ حیوان خالی

رنگ قدرت ہے نہ جون رنگ حنا اوڑ جائے
رنگ سے ہو نہ کبھی بچۂ مرجان خالی

اے لب تشنہ تو سیراب ہوا اس سے کیونکر
آب سے یار کا ہے چاہ زنخدان خالی

دیکھے ہنجانہ مین گر حسن مرے ساقی کا
کرے جون جام دل زاہد ایمان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خانۂ غارتی ہین جو کہ درم بھرتے ہین
عقل سے مجکو نظر آئے وہ انسان خالی
ہوئے تیری سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکون کی نظر آتے ہین دامان خالی
مری آغوش سے تو صبح شب وصل ملا
رہ گیا ہالہ مرا اسے مہ تابان خالی
یہ غبار آنکھو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشۂ ساعت دل یاران خالی

یک بیک عشق سے کیونکر ہو مرا دل خالی
کہ بدن جان سی ہوتا ہی بمشکل خالی
لوگ کہتے ہین کہ ہالہ ہی عیان چاند نہین
یان جو آغوش ہی بے حور شمائل خالی
نہ ہوا تجہ مین لبریز مرا ساغر عمر
کر گیا مین قدح زہر ہلاہل خالی
نفع پروردۂ آغوش سے پایا کسنے
موتیون سی نہ کیون دامن ساحل خالی
بے حیائی سے ہے دنیا مین حصول مطلب
نظر آیا نہ کبھی کاسۂ سائل خالی
جب تری چاہ زنخدان کو بھرا سحر و نے
چاہ کہتے ہوئے مشکل چہ بابل خالی

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

لعل کو کوہ بدخشان رکھی سینہ مین چھپا
حرص دولت سی ہو پھر کیون دل انسان خالی
کب ہین فیض ہوا فصل بہار گل سے
لے چلی جون صبا ہم باغ سی دامان خالی
ہاتھ پر ماہ کی آیا جو عرق کیا ہی عجب
تارون سے کب ہو فلک ہی تابان خالی
یارون کو رہنے دے ملکر نہ زمین پہ ہرچند
جور گردون سے ہوئی صحبت یاران خالی

۱۱ یا دابرو سی کس طرح مرا دل خالی
سیان شمشیر سے رہتا ہی بمشکل خالی
کیون نہ جنت بھی مجھے مثل سقر آئے نظر
کر گئی گھر کو مرے حور شمائل خالی
زلف کو چھو نہ دلا زہر چڑھی ڈستی ہی
دہن مار سے کب زہر ہلاہل خالی
ہمکناری پہ بھی تشنہ ہون مین اے بحر حسن
ہی عجب آب سی کیون ہی لب ساحل خالی
مردم چشم کو گریہ سی گھر بخشی ہے
کب در چشم سے جائی کوئی سائل خالی
ہی تری چاہ زنخدان مین کہان آب بھرا
سمجھا مین اسکو کہ ہی چہ بابل خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پُر ہوے اشکون سی دریا کیطرح دیدۂ تر
ہنوا چشمے کی مانند مرا دل خالی
اے پری سب نظر آتی ہین تری سودائی
کہ نہین داغ سویدا سے کوئی دل خالی
شمع سان گھر تری جلوہ سی تھا پرنور
تیرے اوٹھنے سے نظر آگئی محفل خالی
نہ ہماری دہن زخم سے چھوٹی تلوار
لے گیا میان ہی مقتل سے وہ قاتل خالی
یاد آیا مجھے کیا مصرعۂ گرم ای ناسخ
نفس سرد بھرون تو بھی نہو دل خالی

ناسخ ۱۱
روز مرگ آرزو ہے تا بکے غم کیجیے
تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون یہ ہی یہ خانہ بربادی بجا
ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سی
امتحان کو پہلے عیسی شمع پر دم کیجیے
جو بخیلون سی ملا وہ قابل ایثار ہے
داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے
میکدہ مین دیکھیے پیلکر طلسمات جہان
سوج ہے کو آج خط ساغر جم کیجیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

بعد مردن بھی ترا دھیان رہی جی مین بھرا
بیٹھتے جی ہو غم فرقت سی کہان دل خالی
یار کا دھیان مری آنکھون مین ہی پتلی مدام
جلوۂ حسن سی دیکھو نہین ہی دل خالی
سوز سی شمع صفت دل مرا رہتا ہی بھرا
شمع رو سی نظر آتی ہی جو محفل خالی
ترک دیدہ جو نظر آیا پئے تیغ نگہ
جانا بن قتل کرے جای نہ قاتل خالی
جام مے ساقی کے میخانہ سی پیتے ہرچند
بادۂ عشق سی ہوتا جو خم دل خالی

۱۲
غمکدہ ہے دہر بھر کس کس کا یان غم کیجیے
مر گئی لاکھون جو اک دو ہو تو ماتم کیجیے
کیون بت بیدین تیغ ناز سی کرتا ہی قتل
کون مذہب مین روا ہی خون آدم کیجیے
ہوش آجاے ابھی دیوانہ کو تیری پری
کوئی سورہ مصحف رخسار سی دم کیجیے
فیض در بخشی ہوا اشکون سے چشم زار کو
مر گیا تو کیا نہ ای دل رنج حاتم کیجیے
جام پُر ہی ہاتھ سی تو اپنی ساقی دی مجھے
میکدہ کو آج رشک محفل جم کیجیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نام رہ جاتا ہی دنیا مین تواضع کی سبب
اپنی قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے
ہر طرف مصروف ہین زاہد نماز صبح مین
گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
زہد و استغنا و حلم و صبر مین چارون فقیر
انتظام ملک ابراہیم ادہم کیجیے
جذبۂ معشوق سے افتادگی ہے بال و پر
کیون نہ حسرت کی نگاہین سوی شبنم کیجیے
دوستی وہ ہی نہو جسمین غرض کا شائبہ
روز روشن مین چراغ مردہ کا غم کیجیے
خاک در کی بند کرنے کا تو ہی شوق آپ کو
سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہے کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار
ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال ناسخ سے پریشانی کی کیا نسبت اوسی
آپ اپنی زلف کو کہتا ہے برہم کیجیے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

تیری مجنون کو سیاہی سے ملی ہے روشنی
نام روشن روشنائی سے جو ن حاتم کیجیے
سلسلہ زنجیر کے حلقون کے برہم ہون کبھو مگر ن
کاکل مشکین کو بل دیدی کی پر خم کیجیے
شاہ و بیگم مر گئے ہین نام تک باقی نہین
غم نہ دل پر مرگ ابراہیم ادہم کیجیے
عارض گلرنگ اوس بت کو مین چوموں اگر
یا خدا ایسا اشک میر آب شبنم کیجیے
تھی قضا صیاد نے جو طائر دل کیا ذبح
ہمصفیر و صبر بن کیا اوسکا اب غم کیجیے
کب شہیدان ازل کو حاجت خراج ہے
زخم گل کیواسطے کیا فکر مرہم کیجیے
خرچ نے تقدیر نے میری دیا ہے حکم یہ
روز ہجران کو بڑھا شب وصل کی کم کیجیے
اس پریشان دلکو ہرچند اور پریشانی نہو
ناز سے چہرہ پہ زلفون کو نہ برہم کیجیے

۱۴

ای شیخ دگر سبحہ و زنار توڑیے
پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیے
بیر مغان کے جی مین ہے کعبہ بنائیے
بت نشۂ شراب مین دو چار توڑیے

گردن کا طفل اشک نہ زنار توڑیے
رو دینے کا اپنے تار نہ زنہار توڑیے
ہم پینے میکدہ مین گئے ساقی تھا نہ وان
خم مے کے دلمین آیا کہ دو چار توڑیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چہرہ پہ خط آوا ہے برنگ سپر سیاہ
بس اب تو اپنی ناز کی تلوار توڑیے

برسون دہان زخم سے سہتی رہے مدام
اک عمر رونے کا بھی نہ اب تار توڑیے

آیا مہ صیام علی الرغم محتسب +
روزہ شراب سی سر بازار توڑیے

ہم وحشیون کی پاون کو کانٹون سے کیا ہی انس
ہاتھون سی بھی گلون کی عوض خار توڑیے

ہی کسکو فہم زمزمہ ہای صریر کا
بس عندلیب کلک کی منقار توڑیے

یارون کی جیسے دل شکنی ہو سکی کہان
یان پاس ہے نہ خاطر اغیار توڑیے

خیر مہرے بیسے بھی گوہر مضمون کی کم ہی قدر
وہ وقت ہی کہ کلک گہر بار توڑیے

ہم جور چشم یار سے دم مارتے نہین
یعنی روا ہے کب دل بیمار توڑیے

یان درد سر خار سی بے وانکان بند
ٹکرا کے سر کو اب در خمار توڑیے

ٹکراون وان جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھے
صاحب نہ مجھ غریب کی دیوار توڑیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

سنگین دلون کی غم مین مجھے سخت جانی ہے
آئے نہ زخم قاتلا تلوار توڑیے +

ہو یار دوش تا نہ تجھے جامۂ بدن
دست جنون سے اپنی ہر اک تار توڑیے

سودا ہے سر مین سنگ دلون کا ہون بیمار
سر سے سرنگون سر بازار توڑیے

کانٹا لگا جو پاؤن مین بلبل نی یون کہا
ہے گل کا یادگار نہ یہ خار توڑیے

کر نغمہ گوئی باغ مین ای عندلیب دل
مرغان کی سنگ رشک سی منقار توڑیے

ای بحر حسن ہو کے تو اب مجھسے ہمکنار
جون فوج غم سے خاطر اغیار توڑیے

کیا وصف لعل لب کی ور دندان کا لکھے
ای دل تو اپنا خامۂ دُربار توڑیے

مرجاے کوئی دم مین جو مانگی سو دو کھلا
کب جیئیگا تو کیون دل بیمار توڑیے

میخانہ بند ساقی نہین دل ہی مطلب
کہتا ہے شوق دل در خمار توڑیے

کب تک رہی تو خانۂ دیدہ مین سیل اشک
مژگان کی اب تو چلنے کو دیوار توڑیے

غزلیاتِ تصنیف ناسخ لکھنوی

دم توڑتا ہی فرقتِ جانان مین اپنا کام
کچھ کوہ کن نہین مین جو کہسار توڑیے
ناسخ بقولِ افصحِ ہندوستان کبھی
زاہد کا دل نہ خاطرِ میخوار توڑیے

جسم کو بھی ہے گران سینے کو ہے دل بھاری
ہے وہ در پیش مجھے عشق کی منزل بھاری
اہلِ غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن
ہاتھ بھی خواب مین ہی سینہ کو اک سل بھاری
ہو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا
اوس پریرو کے گلے سمجھے ہین حائل بھاری
یہ ذرا ای دلِ نالان سے صدا آتی ہے
ناقۂ روح کو ہی جسم کا محمل بھاری
سر کے جز پنجۂ خورشید قیامت نہ کبھی
کیا مری رات ہی بے حور شمائل بھاری
ای دلِ زار نہ ڈر کوہِ غمِ عشق سے تو
کہ اواخر ہے سبک اور اوائل بھاری
سحر میدا جو ترے چاہِ زنخدان ہی ہوئی
رکھدیا سنگ بروی چہِ بابل بھاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے
عارضِ نازکِ جانان پہ ہو تل بھاری

غزلیاتِ تصنیف ہر چند سر دھنی

پای جنون کو دل مین مرے عزم ہے یہی
پتھر کو روند کر سرِ کہسار توڑیے
ہر چند گلرو یار سا پرہیزگار ہے
کہتا ہے جامِ نرگسِ میخوار توڑیے

۱۵
ضعفِ تپِ ہجر سے ہے جان کو ہوا دل بھاری
کشورِ یار کی کٹنی ہوئی منزل بھاری
کیون نہ تل بھاری ہی نزاکت سے زنخدان کو ہو
ہی سرِ چاہ رکھی گویا یہ اک سل بھاری
میری قابو مین نہ آئے وہ پری ہی عیار
اوسی شیشے مین اوتاری کوئی عامل بھاری
اس چمن مین نہ گران بار سبکسار رہین
جا ہی غنچہ کا صبا چھوڑ کے محمل بھاری
اوس پریرو کی مجھے سایہ سی صحت ہو جای
لپٹا آسیب ہی بے حور شمائل بھاری
دل ابھی بھاری کیا بارِ غمِ ہجران نے
کیا ہو آخر مین کہ ہی جسکا اوائل بھاری
مثلِ ہاروت یہ دل چاہِ ذقن سی نکلے
خال سے سل ہی بروی چہِ بابل بھاری
سنگدل کا مری کیا حال نزاکت ہو بیان
بارِ صد کوہ ہی بھی اوسکو ہی اک تل بھاری

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب
پاؤن مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
رنج ہی گیسوی جانان ہجوم دل سے
شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بارغم بحر محبت کی شناور کو نہین
دھار مین ہلکی ہے کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سی نقاب
کیا ہی تجھپر ہے یہ رات ای مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہین گل
ہو گئی نالون سی آواز عنادل بھاری
غفلت اس درجہ اوٹھاتی ہین یہ کاہلی سے
کہ مری چشم سی ہے دانۂ فلفل بھاری
گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران
لاکھ پر تو بھی ہی یہ شاعر کامل بھاری

۲۳

پیتین نہ آب بقا ہم شراب کی بدلے
شراب پیتے ہین ہم بلکہ آب کی بدلے
سیاہ صبح جدائی ہے کیا عجب اسکا
جو نکلے شپرہ اب آفتاب کی بدلے
کری تو صبر خرابات دہر مین ای دل
تو جام بادہ ہی چشم پرآب کی بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

عشق گلرو مین ہوا خار سے بھی تن لاغر
ہی رگ گل کی مری پاکو سلاسل بھاری
گل گلشن سی بھی نازک ہین تری گوش ای گل
کسطرح ہو نہ تجھے شور عنادل بھاری
آب دریا سی گران بار بھی کرتے ہین عبور
ناو ہو ریگ مین آکر لب ساحل بھاری
جسم جنبک تھا ہلال آسا سبکدوشی تھی
بار تجھکو ہوا ہو کر مہ کامل بھاری
کبا سنے کان دی گل بات چمن مین اونکے
نازکی سے ہی اوسی صوت عنادل بھاری
ناتوان ہون جو غم ہجر مین سنگین دل کے
کب اوٹھے کوہ سا ان ہے دانۂ فلفل بھاری
پوچھ ہرچند رہ یار کی منزل اوس سے
ہو جو اوس راہ کا رہبر کوئی کامل بھاری

مین جو بیہوش ہون اب پیگون شراب کی بدلے
اور اشک دیدۂ تر پیون آب کی بدلے
نہ آیا شب کو وہ رشک سحر تھا وعدۂ وصل
تو آئی ہے شب تار آفتاب کی بدلے
نہ کیون ہو مردم دیدہ کو دیکھ بدستی
ہی اشک خونین سے مے نوش آب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہین ہی بزم مین ساقی کو اب مزہ ہی ہی
نمک شراب مین ڈالین کباب کی بدلے
کمال شوق ملاقات اوسنی لکھا ہے
چلون مین آپ ہی قاصد جواب کی بدلے
وہ رحم دل ہون کہ کہتا ہون تیغ سونپ ہی ہین
تو میرے سر کو قلم کر حباب کے بدلے
شب فراق مین لیٹون اگر مین بستر پر
یقین ہی موت ہی آجائے خواب کی بدلے
ہر اک حسین یہی لے شہسوار کہتا ہے
لگا دیے مری ابرو رکاب کے بدلے
نقاب اوٹھائی جو اوس گل نے اپنے چہرہ سے
ہزارون رنگ گل آفتاب کی بدلے
جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین رونگا
ترے گا خیمۂ لیلی حباب کی بدلے
مین اکدم ابھی پیتا ہون محتسب خم کی
جو شرط چاہی تو شیشی شراب کی بدلے
ترے ہی وصف مین ای رشک ماہ ہی یہ غزل
ستارہ ہی ہون فقط انتخاب کی بدلے
جو دون تری لب میگون کو برگ گل سی مثال
کھینچی شراب گلون سی گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

پھنسا ہی لخت جگر سوز حسن نمکین سے
غذا وہ دلکو نہو کیون کباب کی بدلے
اوسے جواب کیا آئے مری سوالون کا
اسی سے خط نہین لکھا جواب کی بدلے
وہ نازکی ہے سست ہو ابھی چھو نہ سکے
ہین بحر حسن کی پستان حباب کے بدلے
بجای زندگی ہجر موت ہے منظور
اب آئی دم کہین آنکھون مین خواب کی بدلے
وہ ماہ رو جو سوار اسپ چرخ خوبی ہے
جو ہو ہلال عجب کیا رکاب کی بدلے
شرارے اسکے ستارے فلک پہ روشن ہین
نہ داغ دلکو مین دون آفتاب کی بدلے
صدف دہان در دندان ہین بحر خوبی کے
کیون نہ سمجھون اوسکی نہ آنکھین حباب کی بدلے
کیا ساقی محتسب آئیگا میکدہ مین آج
بھرا ہے شیشون مین پانی شراب کی بدلے
لکھون ثنا جو تری اوس رخ کتابی کی
تو نقطے خال کے ہون انتخاب کی بدلے
نہ ہمسر اوس رخ گلگون سے ہو گل خورشید
نہ اوسمین آب بھی نکلے گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے
کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے بدلے

فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
غبار لشکر غم ہے سحاب کے بدلے

حصول علم سے کیا ہی جو ہی سو قسمت ہی
مین سرنوشت پڑھون اب کتاب کی بدلے

کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نی ضعیف
کہ مجکو شیب دکھایا شباب کے بدلے

شب وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس سر شام
طلوع مہر ہوا ماہتاب کے بدلے

فراق یار مین مانند شبنم و نرگس
سرشک ہین مری آنکھون مین خواب کی بدلے

کب اونکو دیکھنے کی شکل آفتاب ہی تاب
شعاع حسن ہی موبھہ پر نقاب کی بدلے

جو آرزو ہے دلا ہاتھہ آسکے صید مراد
تو چاہیے ہی سکون اضطراب کی بدلے

ضرور پرورش جان ہی کیا تن آسانی
بط شراب ہو مرغ کباب کے بدلے

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملے گا عذاب کے بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

چھپے نہ وہ رخ روشن عیان ہو برق صفت
سحاب گرچہ ہو موبھہ پر نقاب کی بدلے

ہو کشت خشک نہ کیون اوسکا آب سی سرسبز
ہو چشم تر کو فلک سے سحاب کی بدلے

پڑھے ہی یہ دل پُر درد اوسکو رو رو کر
ہے قصۂ غم ہجران کتاب کی بدلے

ہی ضعف ایسا نکلتی نہین ہی موبھہ سے آہ
ہے عشق طفل مین پیری شباب کی بدلے

نہ کیون سپہر کی ہو پرضیا شب دیجور
جو لے وہ داغ جگر ماہتاب کی بدلے

نہ آیا پاس وہ ہمدم جگا مین ساری رات
اب آیا دم مری آنکھون مین خواب کی بدلے

چھپے نہ صبح عارض ہی زلف شبرنگ سی
وہ موے زلف ہین موبھہ پر نقاب کی بدلے

ہے گرمی تپ ہجران تو نبض تیر ہی تپ
طپان ہی دل مرا اب اضطراب کی بدلے

کری کیا مہ رو کی ضیافت کہ خوان گردون مین
ہین نقل تارون کی رکھے کباب کی بدلے

اذیت ایسی نہ ہرچند ہو جہنم مین
عتاب یار رہے کافی عذاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گو تری بات مگر کرتی ہے بیتاب مجھے
خواب آلودہ نگہ کرتی ہے بیخواب مجھے

مست ہون مارے خوشی کے مین شرابی ہی پیام
ہاتھ سے اپنے جو تو دے قدح آب مجھے

کوئی ایسا نہین دنیا مین ہوا ہجر نصیب
روز پروانہ ملا سے شب سرخاب مجھے

چشم جانان ہی تصور مین کنول کے بدلے
عوض آنکھون کے خدا نے دی تالاب مجھے

بعد مردن بھی رہائی نہین ممکن اس سے
ہو گیا چاہ ذقن حلقۂ گرداب مجھے

سجدے مین کرنے لگا جان کی ابرو تیرے
کسی مسجد کی نظر آئی جو محراب مجھے

ساتھ خیمہ بھی نہین چاہیے مانند حباب
چھوڑ جانا ہے نہین اپنا سب اسباب مجھے

زلف جانان کے یہ سودے مین مین آوارہ ہون
خانۂ مار ہوا حلقۂ احباب مجھے +

شمع سان محفل عام مین ہو نہین شب بیدار
تار رونیکا ملا جامے رگ خواب مجھے

جوش گریہ سے ہے زندان مین گلی تک پانی
دوسرا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

۱۲ کردیا فرقت مہ رو نے جو بیتاب مجھے
رات بھر شکل ستارون کی نہین خواب مجھے

آتش غم سے وہ بیتاب مجھے دیکھے اگر
کیون سمندر نہ کہے ماہی بے آب مجھے

دیکھے دن رات کی فرقت وہ مری کاش اگر
سمجھے مہجور سو آب سے سرخاب مجھے

ہے عجب پھول کھلے مہر و مہ سے کہ اوہین
یون تو خشک آئے نظر چرخ کا تالاب مجھے

صورت سیل روان اشک نے دامن کو کیا
بنگیا چاک گریبان کا بھی گرداب مجھے

جب در کعبہ مین ہم زاہدا پہونچے جا کر
ابروے یار کی یاد آ گئی محراب مجھے

ہو نہین اس باغ مین اک شاخ شکستہ کیطرح
پھول پھل پتون سے حاصل نہین ہے اب مجھے

کچھ نہین خوف عدو گرنہ کرے وہ قمرا
دیتے تعظیم ہین سب مجمع احباب مجھے

غم مین اس طالع بیدار کی بیخوابی ہے
خواب مین بھی نہین آتا ہے کبھی خواب مجھے

یان تلک تو نے رلایا ہمین او بحر حسن
حلقۂ چشم ہوئے حلقۂ گرداب مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

واعظا غم نہین دوزخ کی گرفتاری کا
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے

پیاس مین یاد جو شبیر کی آئی ناسخ
گھونٹ کیونکر نہ لہو کی ہون دم آب مجھے

زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے
پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے

شاخون کیطرح سایہ کو رکھتا ہون دوش پر
گر دیکھتا ہی دھوپ مین کوئی شجر مجھے

ہون وہ غمین کہ لب پہ ہنسی کی ہون تشنہ
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے

دلمین بتون کی سوز محبت نے گھر کیا
گویا ہی دخل سنگ مین مثل شرر مجھے

مین سر پٹک پٹک کے مرون یعنی ابکے
دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے

کعبہ مین جاکے بیٹھ رہونگا مین دیکھنا
تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے

ممکن نہین سوای خدا علم غیب ہو
کیونکر صنم تری نظر آئے کمر مجھے

مرجاؤن بہشت مین الٰہی وصال سے
فرقت مین زیست کے ہو تمنا اگر مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند ہردوی

ای سینہ کی یہ بیتابی دل کافی ہے
کیمیا کی لیے کیا چاہیے سیماب مجھے

گردش چشم کی ہرچند ہوئی ہی دولاب
قطرۂ اشک بنی کوزۂ پرآب مجھے

۱۳ ہی شوق دید سبزۂ خط اسقدر مجھے
دیکھون اوسے جو کردی کوی نامہ بر مجھے

شیرین ثمر جو بوسۂ سیب ذقن کا ہی
ہی باغ حسن مین قد جانان شجر مجھے

منظور چشم سرمہ سلیمان کا نہین
ہی اوس پری کی خاک پہ مد نظر مجھے

جو سوز شعلہ رو سی پڑی داغ دلمین ہین
پیدا ہوئے ہین خرمن جان کو شرر مجھے

سجدی سے شکر کے کبھی اوٹھتا نہ سر مرا
ملتا جو کاخ یار کا وہ سنگ در مجھے

آجای جان قالب بیجان مین پھر ابھی
پہلو مین اپنے یار جگہ دے اگر مجھے

تار نظر کو کرتا کمر سنبہ یار کا
پر کیا کرون نظر نہین آتی کمر مجھے

خوش ہو کی اوس سے جاؤن لپٹ سمجھون روز عید
اک شب بھی وصل مہ رو میسر ہو گر مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

صندل کی جستجو ہے عبث فائدہ ہر گیا
اک درد سر مین اور جو ہو درد سر مجھے
تھی اوسکی ہاتھہ مین جو چھڑی اور نہ قین
کیا شاخ خشک مین نظر آئے ثمر مجھے
روشن دلون سے رکھتے ہین نفرت سیاہ کار
کمرہ جیسے وصل کی شب ہی سحر مجھے
تری سنہری رنگ کا مجکو جو ہے جنون
اطفال کرتے ہین ہدف خشت زر مجھے
ناسخ برنگ نکہت گل ہے سفر مرا
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سرحدی

بندھوا دو سر پہ اپنا ڈوپٹہ وہ صندلی
تا ہووی عمر بھر نہ کبھی درد سر مجھے
دیکھین کجین چون آئینہ حیرت مین آیا دل
کیون نخل سرو مین نظر آئے ثمر مجھے
مانند بوی گل مین سبک لاغری سے ہون
لے چل چمن مین یار کے باد سحر مجھے
لیجا سے سیمبر کہین ہے آرزوے دل
مطلوب ہی نہ گنج سے دنیا کی زر مجھے
ہرچند چھوٹے زلف جو چہرہ کی ہردو سو
آئے نظر میان دو شب اک سحر مجھے

گم ہوا مین جیسے تیرا ابرو نظر آیا مجھے
آئینہ جب مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے
ہوگیا ہی تیری فرقت مین جہان اسیاہ
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے
حلقۂ گیسو سی آنکھہ اوسکی نظر آتی نہین
چین مین گویا کہ یہ ابرو نظر آیا مجھے
مین نے جانا یہ بھی ہی میری طرح فرقت نصیب
آنکھہ مین جسکی کوئی آنسو نظر آیا مجھے
جو رعبرا چوٹی مین سو بافت ڈالا یار نے
سنبلستان گل شبتو نظر آیا مجھے

۲۰ برق سان تابندہ تیرا رو نظر آیا مجھے
مہر و مہ کے نور مین سے تو نظر آیا مجھے
شام وہ خوشتر تھی صبح عید سی جس شام کو
بام پر تیرا ہلال ابرو نظر آیا مجھے
آنکھہ کی گردش تری یاد آگئی جب دشت مین
چوکڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا مجھے
غم مین کس گلرو کے رو یا رات بھر شبنم سی ہے
دیدۂ نرگس مین کیون آنسو نظر آیا مجھے
چہرۂ گلرنگ پر بنی کا جلوہ دیکھہ کر
صحن گلشن مین گل شبو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زعم مین اپنی لپیٹ کر یار سے سویا مین رات
دن ہوا تو تکیۂ پہلو نظر آیا مجھے
کس ادا سے آپ نے خالی کیا جام شراب
ساغر اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے
شمع ہے فانوس مین یا جو مین عکس شاخ گل
آستین سے یا ترا بازو نظر آیا مجھے
رشک قد یار سے جو سرو گلشن مین ہلا
بیضۂ قمری دہین کوکو نظر آیا مجھے
گو اوسی گل سے گلستان جہان معمور ہے
پر نہ اکدن بھی برنگ بو نظر آیا مجھے
نشہ کی ڈورے وہ چشم یار کی یاد آ گئے
دام مین جسدم کوئی آہو نظر آیا مجھے
جسکو سمجھا تھا سویدا ہی وہ خال عنبرین
جا ہی دل پہلو مین وہ مہ رو نظر آیا مجھے
میری خود بینی بجاے مجمع عشاق ہے
یار کا آئینۂ زانو نظر آیا مجھے
فکر مین سوچے یہ مضمون وسی آتش ناک کی
آتشی آئینۂ زانو نظر آیا مجھے
بعد مرگ ایسا ترے موے کمر کا تھا خیال
جام کوثر بھی جو دیکھا تو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ہرخید سرو معنی

طائر دل کیسکے دام زلف مین جا کر پھنسا
دوسے خالی آج کیون پہلو نظر آیا مجھے
اپنی چشم تر کو آئینہ مین ہنسنے دیکھا جب
کوزہ آب بحر سے مملو نظر آیا مجھے
بلبلو سمجھا رگ گل سے بھی نازک تر اوسے
گلبدن کا اپنی جب بازو نظر آیا مجھے
قمرئ دل کو ہی اوس سرو روان کا درد عشق
نالہ و فریاد سے کوکو نظر آیا مجھے
جس چمن کو ہمنے دیکھا ترا ہی رنگ ہے
ہر گل تر مین برنگ بو نظر آیا مجھے
جبکہ دیکھا دو رپیچ ناف آہو چشم کا
چشم دلمین نافۂ آہو نظر آیا مجھے
پھول کر غنچہ کیطرح دل مرا گل گل ہوا
باغ مین جب بلبلو گلرو نظر آیا مجھے
عالم حیرت سے سر زانو سے اٹھتا نہین
جیسے وہ آئینۂ زانو نظر آیا مجھے
دست حسرت سے مین زانو پیٹتا ہون رات دن
یار کا جس روز سے زانو نظر آیا مجھے
گو گرہ باریک تھی لیکن نظر آتی تھی دن
ناف کی باعث کمر کا مو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساغر سے کی رہی اب کسکو حاجت ساقیا
اوس پری کا کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

یہ تصور ہی کیا جسدم گریبان تار تار
ہاتھ مین محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے

سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا
جسکی خواہش تھی وہی ہر سو نظر آیا مجھے

عکس ہونٹھون پر جو دونون ابرو نکا پڑ گیا
وہ صنم طفلی مین چار ابرو نظر آیا مجھے

شاید آ نکلے وہ خوش قد رشک کر ناسخ رواں
سرو باغ اکثر کنار جو نظر آیا مجھے

بادہ کے مانند ساقی پے اوڑا پانی مجھے
کشتہ تری ہو گئی تخت سلیمانی مجھے

اسقدر ای غم نہ میری استخوانون کو توکھا
کرنی ہی اک دن سگ جانان کی مہمانی مجھے

کرتی ہی ضایع عبادت کو سیکاری مری
سجدہ مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھے

اسقدر تو نے اوڑایا ہی مجھے باتون مین آج
ای پری زیبا ہی دعواے سلیمانی مجھے

[illegible] کا تا لان [illegible] تار نگاہ
[illegible] نظر رہ رہ کی [illegible] مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سوختنی

تحو حسرت ہو زبان جون آئینہ بند ہو گئی
جب ترا آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

مرغ دل کے پھانسنے کو سمجھا اک دام بلا
اوسکی رخسارون پہ جب گیسو نظر آیا مجھے

دور دل سے ہو گیا جسدم کہ وسواس دوئی
اک ترا جلوہ ہی پھر ہر سو نظر آیا مجھے

اوس رخ رشک قمر کو کسطرح تشبیہ دون
چہرۂ خورشید بے ابرو نظر آیا مجھے

اشک جاری دیکھہ ہرچند آیا وہ شمشاد قد
سرو خوش قامت کنار جو نظر آیا مجھے

۹ غسل میت ہی پری کے تیغ کا پانی مجھے
تختۂ تربت ہوا تخت سلیمانی مجھے

سوز سینہ سے کرون لخت جگر بریان کباب
ہی غم اوس شعلہ رو کی کرنی مہمانی مجھے

عالم نشہ مین ساقی سیر چشمہ حسن ہے
کشتہ کرے ہی عرق ہی جبین پیشانی مجھے

کیون نہ ہو [illegible] عشق پہ پرو سکہ بار
داغ دل سے ہو گئی مہر سلیمانی مجھے

داغ پنہانی مجھے ہی ماہ تابان سوز سے
کیون نظر آئے نہ [illegible] ویرانی مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سروٹی
کب ہوا ساکن کمان کی خانۂ زنگین مین تیر	اے دل پروانہ شمع رو پہ تو شیدا نہو
روکے کیا نقش و نگار عالم فانی مجھے	شمع روشن بزم مین ہی صورت فانی مجھے
تھا مین عاشق جب غرور حسن دنیا مین تھا	جیسے دیکھی اے مصور صورت تصویر یار
سنگ مین آئینہ تھا ہی جیسے حیرانی مجھے	ہو گئی ہے صورت تصویر حیرانی مجھے
قتل ہوتا ہون نہ مجھسے بدماغی کیجیے	دیکھکر اوسکو دل غمگین کیونکر شاد ہو
تاب ہی تلوار کی ہو بخبہ جبین پیشانی مجھے	ہی ہلال عید رمضان چین پیشانی مجھے
کیا سبکروحی نے ناسخ کر دیا رتبہ بلند	اشک کی دانے ہین ہر چند مژہ کی نگشت مین
بوی گل ہون ہے صبا تخت سلیمانی مجھے	چشم تر نے دی ہی تسبیح سلیمانی مجھے

تمت بالخیر

واضح ہو کہ منشی الوپ سنگہ میرا لڑکا ہے سرمایہ سخن فہمی کا رکھتا ہی جب اونسے یہ دیوان دیکھا پسند کیا اسکی تعریف مین جو عبارت اور تاریخ اتمام کہی وہ ذیل مین لکھی گئی

از طرف الوپ سنگہ

اس دیوان کا نام شایستہ ناسخ ہی کہ جوابی غزلیات ناسخ ہی ہر شعر مین رنگینی نمایان صورت گل ہی اور معنی مین نہان نغمہ بلبل ہے ہر مصرع تیغ ابرو ہی ہر سطر دام گیسو ہی نمکینی مضمون سر بسر نمکپاش جراحت جان و جگر ہی سرگرمی کلام آتش خیز ہے حسرت سے جسم شعلہ آب نیز ہی ہر دایرہ حرف کا جام مل ہے صہبای معانی سے لبریز بالکل ہے مطالعۂ دیوان کا باعث انبساط دل و جان ہی عمدگی کلام کی لا بیان ہی مطالعہ سکا دل کی تلخی غم کھوتا ہی کام و زبان کو حلاوت شیرینی کی دیتا ہے

تاریخ تصنیف الوپ سنگہ

یہ دیوان سب ہے وہ ہو چمن منفعل
کہ پڑہ غنچۂ دل مثل گل جای کھل
سن عیسوی مین ہے تاریخ ختم
جوابات موزون ہین مرغوب دل
۱۸۶۹ ع